

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۲۸ رب جون ۱۴۰۵ھ بھطابن ۹ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ بروز سموار بوقت صبح گیارہ بجگرد منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کا کڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولوی عبدالستین آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ مَا لِلَّهِ يَوْمَ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ۝

(سورہ الفاتحہ آیت نمبر ۱ تا ۷)

ترجمہ: ہر طرح کی ستائشیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام کائنات (خلق) کا پورا دگار ہے جو رحمت والا ہے اور جس کی رحمت تمام مخلوقات کو اپنی بخششوں سے مالا مال کر رہی ہے جو اس دن کا مالک ہے جس دن کاموں کا بدلہ لوگوں کے حصے میں آئے گا (خدا یا) ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور صرف توہی ہے جس سے (اپنی ساری احتیاجوں میں) مدد مانگتے ہیں (خدا یا) ہم پر سعادت کی سیدھی را کھول دے وہ را جو ان لوگوں کی راہ ہوئی جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جو پھٹکارے گئے۔ اور نہ ان کی جو راہ سے بھٹک گئے۔

جناب اسپیکر: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان میدنگل (سیکرٹری اسمبلی): میر عبدالرحمٰن جمالی صاحب وزیر سروز اینڈ جزل ایڈمنسٹریشن سرکاری امور سے اسلام آباد گئے ہوئے ہیں آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترمہ نسرين کھنیر ان صاحبہ وزیر بھبود آبادی بعجه ناسازی طبیعت آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے معذرت کی ہے اور آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)
مولوی دُرمحمد پرکانی (وزیر حج و اوقاف): جناب اپیکر!

جناب اپیکر۔ جی۔

مولوی دُرمحمد پرکانی (وزیر حج و اوقاف): جناب اپیکر! منظور احمد مبلغ ختم نبوت سابق رکن قومی اسمبلی پنجاب دنیائے فانی سے رحلت فرما چکے ہیں۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ اُنکے لئے فاتحہ خوانی ہو۔
 سید شیر جان کی والدہ کے لئے بھی۔

جناب اپیکر: جی دونوں کے لئے فاتحہ پڑھیں۔ (فاتحہ ہوئی)۔ میزانیہ بابت سال ۱۴۰۲ھ پر عام بحث کیلئے جن ارکین کے نام وصول ہوئے ہیں اُن کے نام بالترتیب پُکارے جائیں گے۔
 محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ!

محترمہ راحیلہ حمید درانی۔ سُمَّ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔۔۔۔۔ (مدخلت)
عبد الرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! ۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: جی عبد الرحیم زیارتوال صاحب!

عبد الرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اپیکر! ہم نے بجٹ اجلاس میں اپوزیشن والوں نے گزشتہ تین چار دن سے جواحتجاج کیا ہے اور اُسی احتجاج کے سلسلے میں ہم نے آپ کے سامنے اپنی تجویز بھی رکھی تھیں لیکن ٹریشری پیپر کی طرف سے اب تک اُس پر ثابت جواب ہمیں نہیں ملا ہے۔

جناب اپیکر: آج آجائے گا انشاء اللہ۔

عبد الرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: نہیں بجٹ پاس کر کے تو پھر۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے ابھی وہ مولانا عبد الواسع صاحب آپ کو جواب دیدیں گے۔
عبد الرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اپیکر! یہ تو آپ بعد میں بھی کر سکتے ہیں اگر وہ کوئی آرہا ہے۔ یا کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ توبات۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: رحیم صاحب! میں نے کل ان کو کہا ہے آپ کے جانے کے بعد۔ شام کو بھی ان کو کہا ہے کہ بھتی آپ لوگ اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ جائیں اور جو ان کے خدشات ہیں ان کو دو کر دیں۔ ابھی وہ آ رہے ہیں۔ انشاء اللہ آپ سنیں ان کو اگر آپ مطمئن نہیں ہوئے تو پھر آپ احتجاج بے شک جاری رکھیں۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اپیکر صاحب! میں ایک گزارش اور بھی کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے جناب اپیکر! اس ایوان کی اپنی ایک حیثیت ہے۔ اور ایوان کی custodian کی حیثیت سے میں پہلی بات اسکے بعد یہی کروں گا کہ آپ کی جورو لگنگز ہوں گی یہ رو لگنگز ان کو فالو کریں گے۔ اس میں آپ اپنے دوستوں کے ساتھ شاید زیادہ رعایت کرتے ہیں ان میں سے کوئی بھی فالو نہیں کرتا۔ جتنی بھی یہاں کمیٹیاں بنی ہیں کسی بھی کمیٹی پر کسی نے عملدرآمد نہیں کیا ہے۔ یونیورسٹی کے لئے کمیٹی بنی آج تک صدقی صاحب نے اُسکا اجلاس طلب نہیں کیا۔ آپ نے اُس سے پھر پوچھا بھی نہیں۔ اور جو ہم استحقاق لاتے ہیں اُس کو بھی جناب! آپ نے کنسیڈر ہی نہیں کیا۔ تو اس طریقے سے یہ ایوان چاہے اسیں آپ کے ساتھی ہوں۔ اگر ہم کوئی غلط بات کر رہے ہوں یا ہم کوئی غلط بات کرنا چاہتے ہوں یا ہم غلط ٹریک پر جا رہے ہوں تو custodian کی حیثیت سے آپ ہمیں کہہ سکتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ سب چیزوں کو violate کر کے یعنی ایک قرارداد منظور ہوئی تھی۔ یہ میری قرارداد کے معنی میں آپ نہ لیں۔ صوبے کی بندلوں کو چلا�ا جائے۔ اور ان کو چلا�ا تو نہیں گیا اسلام آباد سے تین چار مرتبہ وفاقی منسٹر کوئی آئے اور اسٹیممنٹس آئے آپ نے بھی پڑھے میں نے بھی پڑھے بولان ٹیکسٹائل مل کی بلڈنگ آئی ٹی یونیورسٹی کو دے دیا۔ تو جناب اپیکر! اگر ہم اس طریقے سے ایوان کو چلا میں گے تو کیا رہ جائے گا؟

جناب اپیکر: آپ کی بات رحیم صاحب صحیح ہے۔ باقی جو آپ نے مسائل کی نشاندہی کی جو کمیٹیوں میں انہوں نے نہیں کیا ہوا ہے۔ بجٹ اجلاس کے بعد اُس پر ہم مکمل ایکشن لیں گے کہ جس جس کام کیلئے کمیٹی بنائی گئی تھی اُس کمیٹی کا کیا پر اگر س ہے۔ وہ تو آپ کی بات سوپر سندھ صحیح ہے۔ لیکن اب بجٹ اجلاس میں جو آپ کے خدشات ہیں میں نے کل بھی انکو ریکوئیسٹ کی۔ شام کو بھی میں نے بات کی انہوں نے تو وعدہ کیا ہے کہ ”ہم آج ہاؤس میں ان کو آپ بٹھائیں تاکہ ہم جو انکے خدشات ہیں اُنکے بارے میں مکمل

بریفگ ک ان کو کر دیں، تو بیٹھنے سے بات کرنے سے دلائل سے بات بن جاتی ہے۔

عبد الرحیم زیارتوال ایڈ ووکیٹ: جناب اسپیکر! بھوتانی صاحب میرے محترم ہیں۔ بھوتانی صاحب کی ایڈوائیز رہوجب خود یعنی ہزار گھنٹے سے جس کو پانچ پانچ سو یا ہزار گھنٹے جن کو ملے تھے وہ ان کو نہیں ملے۔ کاغذات اٹھا کے ساری اسمبلی کی بلڈنگ میں پھر ارہے تھے۔ کہ یہ کاغذ ہے یہ violation ہے صدیقی صاحب نے یہ کیا ہے فلاں نے یہ کیا ہے اور تجاویز بھی مانی جاتی ہیں۔ پوپول ایڈوائیز ری بھی مانی جاتی ہے بھوتانی صاحب کی۔ ان کو نسیڑہ نہیں کرو۔ وہ بھی اسمبلی کے ممبر ہیں ہم بھی اسمبلی کے ممبر ہیں اسمبلی کے ممبر ہوتے ہوئے۔-----

محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): جناب اسپیکر!
point of personal explaination.
جناب اسپیکر۔ جی۔

محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): مجھے بلڈوزر گھنٹے ملے وہ جام صاحب کو بھی نہیں ملے تھے مجھے بھی نہیں۔ وہ الگ سی ایم کا کوئہ تھا مجھے بھی دیا اُس نے رکھا لیکن مجھے افسوس ہو رہا ہے یہ جو ایسے تفرقات غلط بتاتیں کرتے ہیں۔ دن کی روشنی میں جائیں بارہ بجے جا کے سمجھوتے کرتے ہیں۔-----

جناب اسپیکر: بھوتانی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی رحیم صاحب!
عبد الرحیم زیارتوال ایڈ ووکیٹ: جناب اسپیکر! ڈیکورم کا خیال رکھنا چاہیئے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے۔
محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): سردار عظم صاحب۔-----

جناب اسپیکر: او کے آپ تشریف رکھیں۔ جی۔

عبد الرحیم زیارتوال ایڈ ووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ بھوتانی صاحب جو ہے بھوتانی صاحب اپنے آپ کو اپنے اُس کے دائرے کے اندر رکھے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں جو بات میں غلط کہوں گا میں یہاں بھی باہر بھی ہر جگہ پر میں اپنی بات کا ذمہ دار ہوں اور ذمہ داری کی حیثیت سے بات کرتا ہوں ایسی بات نہیں ہے۔ میں کسی پر غلط الزام نہیں لگاؤں گا۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ سارے ہمارے دوست ہیں اس طرح کی باتیں میں نہیں کرتا لیکن بات یہ ہے کہ پیچھے سے نعرے لگا کے کہ نہیں کرنا ہے ان کے ساتھ ہم اس صوبے کے لوگ ہیں ہماری وہ تجویز آپ ہمیں بتا دیں کہ تمیں حقیقت نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہوا ہے۔

ابھی میں اپنے حلقوے میں آپ کو ثابت کر کے دیدوں گا سورج ایک جگہ کا نام ہے اُس میں پی ایس ڈی پی کی ایک اسکیم دی ہے جس کے کہنے پر دی ہے اگر وہاں کلی بھی تھی اسکے بعد بنے گی for god sake کس بنیاد پر؟ اب بھوتانی صاحب کہتا ہے کہ نہیں اسکو نظر انداز کر دو۔ اب نظر انداز کرو تو پھر کہاں جاؤ گے کیسے چلے گی یہ کیا پوزیشن ہے؟

جناب اپیکر: زیارت وال صاحب! پلیز۔ آپ کی بات صحیح ہے۔ میں نے شام کو بھی بات کی ہے اب وہ آئیں گے ایک دفعہ اُس سائیڈ کی بھی بات آپ سنیں جس نے پی ایس ڈی پی بنائی ہے۔ اب تک وہ موقع ہی نہیں آیا ہے کہ ہم نے اُس کی بات سنی ہو۔ آپ کی توبات ہم نے سُن لی تین دن سے۔ میں ریکومنیٹ کرتا ہوں کہ آج آپ لوگ اُس وقت تک بیٹھیں جب تک یہ بحث۔۔۔ آپ کی باتوں کا جواب دیں۔ اور اگر آپ مطمئن نہیں ہوئے احتجاج کا آپ کے لئے تودروازہ کھلا ہے۔

محمد نسیم تریالی: پہلے بات سُن لیں پھر بعد میں بجٹ تقریب شروع کر لیں تو یہ اچھا ہو گا۔ آپ نے بجٹ تقریب شروع کی ہے پھر کہتے ہیں کہ اس پر بات ہو گی پہلے اُس کو لے آئیں جو بات کرنا چاہتے ہیں ہم اسکو دیکھیں گے کہ کیا ہو گا۔ ایک گھنٹے کیلئے آپ اجلاس ملتی کر دیں تو کیا آسمان ٹوٹے گا۔

جناب اپیکر: صحیح ہے۔ بھی آپ پانچ کھڑے ہیں پلیز ایک بات کرے۔ جی!

سردار محمد اعظم موی خیل: یہ ہوٹل میں بن جاتی ہے۔ جو آدمی پچاس ہزار روپے دے دیتا ہے اُس کی اسکیم اس پی ایس ڈی پی میں accept ہو جاتی ہے۔ یہ ہم آپ کو ثبوت۔۔۔

جناب اپیکر: سردار صاحب! دیکھو آپ کا پاریمانی لیڈر کھڑا ہے ہم ان کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں کہ بات بن جائے ابھی آپ خواہ توواہ۔۔۔

سردار محمد اعظم موی خیل: ہم آپ کو صحیح معلومات فراہم کریں۔۔۔

جناب اپیکر: ابھی اسوقت کچکوں صاحب ہیں اور زیارت وال صاحب ہیں۔ جی!

رحمت علی بلوق: آپ لوگ خاموش رہیں کون آئے گا ہم سے بات کرے گا۔ پچھلے سال انہی لوگوں سے ہم لوگوں نے آپ نے خود یہاں پر رولنگ دی تھی کمیٹی بنائی تھی اُسی کمیٹی کے حوالے کر دیا تھا یہ مسئلہ کسی نے عملدرآمد نہیں کیا۔ ہم آپ سے اپیشنی ریکومنیٹ کرتے ہیں بحیثیت ایک نجی کے آپ رولنگ

دیدیں۔ پی ایس ڈی پی پر جو ہمارے خدشات ہیں وہ دور کئے جائیں۔

جناب اپیکر: بات دونوں طرف سے سنی جاتی ہے۔ آپ کی بات تین دن سے ہم سن رہے ہیں۔ آج ٹریڑری پیچر کو سنتے ہیں وہ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اپیکر! اجلاس کو ملتوی کر دے جن کو بلوانا ہے ان کو بلوائیں۔ آپ ہمارے درمیان بیٹھ جائیں۔ آپ ہمارے custodian ہیں جس ہیں اور جس کی حیثیت سے ہمیں بتایا جائے کہ لوگوں کی باتیں غلط ہیں اور آپ لوگ خواہ مخواہ شور مچار ہے ہیں صحیح دلائل نہیں پیش کر سکتے۔ تو پھر ہم قصوروار ہیں بصورت دیگر ہمارے خدشات کا ازالہ کیا جائے۔

جناب اپیکر: زیارت وال صاحب! میں پھر اپنی وہی بات دوہرا ہوں گا کہ جب تک سینئر منستر صاحب آئینے اس وقت ہم جن دوستوں نے تقریر کرنے کے لئے نام دیئے ہیں ان کو سن لیتے ہیں کیونکہ آج کا رروائی بہت لمبی ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اپیکر! ہم مسلسل احتجاج پر ہیں اب کس کی یقین دہانی پر اپنا احتجاج ختم کرے اور آپ ایوان کی کارروائی کو چلا جائیں گے۔

جناب اپیکر: رحیم صاحب! میں یہ بتاتا چلو کہ مولانا عبدالواسع صاحب چیف منستر ہاؤس تک گئے ہیں ان کا انتظار ہے۔ جیسے ہی وہ آئیں گے میں ان کو بتادوں گا کہ پی ایس ڈی پی پر اپوزیشن کے ساتھیوں کے یہ خدشات ہیں اس بارے میں آپ کی کیارائے ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اپیکر! ہم اس وقت واک آؤٹ کریں گے جب مولانا عبدالواسع صاحب ایوان میں تشریف لا جائیں گے تو ہم دوبارہ اجلاس میں شرکت کریں گے۔

جناب اپیکر: رحیم صاحب! ٹھنڈا ہاں ہے آپ یہاں بیٹھ جائیں ان کی باتیں سین۔ جی سید احسان شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اپیکر! آپ کی توسط سے دوستوں سے ہماری گزارش ہے۔ کہ سینئر منستر صاحب ابھی آجائیں گے ان کی باتوں کو سن لیتے ہیں۔ اگر مطمئن ہو جاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ احتجاج کا جو طریقہ ہے وہ تو ہے اس میں آپ کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ لیکن اس وقت اسمبلی کی جو کارروائی

چل رہی ہے اس میں دوست رکاوٹ نہ ڈالیں۔

کچوں علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اپنیکر! حکومت کا جورو یہ ہے ہم لوگوں نے شروع ہی سے کہا تھا کہ اسمبلی کو قانون اور ضابطے کے تحت چلانا چاہئے۔ مصیبت یہ ہے کہ اگر ہم لوگ قانون کی بات کرتے ہیں تو کچھ دوست ناراض ہو جاتے ہیں۔ ہم لوگوں نے نہ قانون کو سمجھا ہے اور نہ ہی سمجھنے کی کوشش کی۔ اگر ہم نے ایک protest کیا تھا دیکھ لیں civilized society میں یہ جو protest ایک جلا ب کی حیثیت رکھتا ہے جس طرح اگر ایک شخص کا پیٹ بند ہے تو اس کو جلا ب دیا جاتا ہے اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ سوسائٹی میں صفائی ہو۔ ہم کسی کے خلاف نہیں اور نہ ہی اس طرح کا سوچ رکھتے ہیں۔ ہم لوگوں نے اپنی زندگی سیاست میں وقف کر دی ہے۔ سوسائٹی میں جو گند ہے ہم چاہتے ہیں کہ گند کو سطح سے صاف کیا جائے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری ٹریٹری پیپر کے ساتھی ان چیزوں کو ذاتیات سمجھ رہے ہیں حالانکہ (ق) والوں کا لیدر جو مشرف ہیں اس نے ایک اینڈا بھی دیا ہے۔

In moderation in worriment یا یہ ہے اس کا مطلب یہ ہے صبر و عمل ہو۔ روشن خیالی ہو ہم تو خود ہی حیران ہیں کہ یہاں صبر کا جو مادہ ہے۔ وہ بالکل کم ہے آیا ہم اپوزیشن قانون ضابطے کے مطابق اپنی روول play نہ کریں میں نے کل ہی کہہ دیا تھا کہ west کو دیکھے مغرب میں۔ میں خود ہی سیاسیات کا اسٹوڈنٹس رہا ہوں۔ وہاں ٹریٹری پیپر کو ایک میگزیم ہے کہ وہاں حکمرانوں کو اپنے بچوں کی اتنا خیال نہیں جتنا کہ وہ اپوزیشن کو دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں بات یہ ہے کہ وہاں ایک باشمور سوسائٹی ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ کوئی ایسا کام نہ کریں کہ اپوزیشن اس میڈیا میں یا اسمبلی میں نہ اٹھائیں۔ ہم لوگ ہر چیز من مانی میں کرتے ہیں arbitrarilly جوہ مارے ایکشن ہے۔ وہ کر لیں گے دیکھیں اب شعور کا زمانہ ہے۔ ابھی میڈیا کا زمانہ ہے۔ ابھی ایک گلوبل ویٹج ہے ہم لوگ اس ملک کے politics کلچر کو ٹھیک کریں ہم کسی پر ازالتم نہیں لگانا چاہتے ہیں ہم لوگ نے اپنے کو اس قدر وقف کیا ہے ہم لوگ اپنے گریبان میں دیکھے کہ ہم لوگ political animal ہیں۔ ہم لوگ کی جو سیاسی بصیرت اور سیاسی ویژن ہے کیا وہ سیاست کے مطابق ہے اگر ہم لوگ کوئی غیر سیاسی عمل کر رہے ہیں آپ لوگوں کو خدا جرت دے ہمیں کہیں ہمارا جو غیر سیاسی عمل ہو گا ہم اپنے کو correct کر لیں گے کیونکہ ہم

پیشکل ورکر ہیں اس دن ہم لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا اگر ہم سے کوئی جملہ سیاسی حوالے سے پارٹیمنٹ کے حوالے سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے۔ اس پر ہم sorry کہتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ اس کو بھی انہوں نے کیا بنادیا اس طرح یہ سوسائٹی ڈویلپ نہیں ہو گی ہم لوگ پاکستان کے سیاسی کلچر کو دیکھ لیں اس وقت یہاں کیا ہو رہا ہے۔ ہم-----

جناب اسپیکر: چکول صاحب!

چکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! ہمیں جب آپ بولنے کی اجازت دیتے ہیں تو ہم کو بولنے دیں۔

جناب اسپیکر: چکول صاحب! میں ایک بات پوچھ رہا ہوں آپ سے جب میں اور زیارت وال صاحب آپ میں بات کر رہے تھے تو میں نے آپ کا نام لیا کہ چکول صاحب میں نے ایک تجویزی ہے۔ اس کو آپ لوگ قبول کر لیں۔

چکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! میں اس پر بھی آجائوں گا۔ بات یہ ہے کہ اس وقت آپ کے وزیر اعظم کو کس طرح نکالا جا رہا ہے ایک ایسے شخص کو وزیر اعظم بنایا جا رہا ہے جس کو سیاست کا ابجد کا بھی پتہ نہیں وہ صرف مغرب کا ایک فناں نیجرا ہے اس کے پاس جو پاپولر میجارٹی ہے politics میں ڈیموکریسی میں اس کے پیچھے کوئی پاپولر میجارٹی نہیں لیکن اس کو الیکٹ کر لیں گے پھر اسکو پرائم منستر بنادیں گے۔ تاکہ مغرب کا جو ایجاد اور ہاں جوانہوں نے ایک تھیوری develop کی ہے کہ سارے اداروں کو پرائیویٹ کیا جائے جس طرح ارجنٹینا میں کی ہے یہ اسی ایجادے پر جا رہے ہیں میں نے اپنے گزشتہ بجٹ اجلاس میں ایک چیز کا حوالہ دیا تھا۔ وہاں ایک پریس کلب ہے پریس کلب میں انہوں نے ایک agreement پر دستخط کیا ہے مشرف نے اور اسی آنے والے ہمارے وزیر اعظم نے کہ جو ایجاد امغرب کا ہو گا ہم اس پر عملدرآمد کر لیں گے اور یہاں جو مارشل لاء کے بعد حکومت میں آئیں گے ان کی ایسی کی تیسی۔ آپ لوگ نہ گھبرائیں ابھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک سیاسی جو بھی اس میں کمزوریاں تھیں لیکن وہ ایک سیاسی شخصیت تو تھے۔ اس کو انہوں نے خود ہی لایا پھر اس کو کس طرح دور کیا اور ایک ایسے آدمی کو جناب والا لارہے ہیں یہ ساری چیزیں توجہ طلب ہیں۔ ہمارا جو پیشکل کلچر ہے ہم

سیاست دان حکمرانوں کی ہدایتوں پر کام نہ کریں۔ سیاست ایک نیک پیغمبری کام ہے اس پر ایمان کی عقل کی بصیرت چلتی ہے اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ یہاں ہم لوگ اپنی آنکھیں بند کر کے وقت گروہی مفادات کے خاطر ہم لوگ جو اپنے آپ کو سیاست دان سمجھتے ہیں اس کراونڈ کو خود ہی خراب کر کے ان مقتنروں کی ہدایتوں پر عمل کرتے ہیں کہ جس میں ہماری خود ہی اپنی آپ ہی موت ہو گئی ہمیں یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کل پشاور میں کیا ہو گا جزل صاحب نے وہاں ایک منتخب وزیر اعلیٰ کو یہ حکمی دی کہ اگر آپ میری غیر آئینی سیکورٹی کو نسل پر نہیں آئئے ہیں انشاء اللہ میں آپ کو یہ چیز دکھادو گا اس کا مطلب یہ کہ وہاں گورنر راج ہو گا گورنر راج ایک غیر آئینی اور ایک غیر قانونی عمل ہے ہمارے جزل صاحب نے اس سلسلے میں اپنا ذہن بنایا ہے جناب والا! جہاں تک ہمارے -----

جناب اپنے کر: ابھی اس بات پر آ جائیں۔

کچکول علی ایڈو و کیٹ (قادم حزب اختلاف): میں سر! آ جاؤ گا دیکھیں باتیں ہم وہ کریں کہ ہماری راہ سیدھی ہو ہمیں یہ کہتے ہیں کہ اپنا قبلہ سیدھا کریں ہم تو بغیر قبلے کے ہیں لیکن ہماری جو ویژن ہے ہماری سیاسی ڈاریکشن سیدھا نہیں ہے جب کہ ہماری سیاسی ڈاریکشن سیدھا نہیں ہو گا جب تک ہماری پلیٹفیکل ویژن نہیں ہو گی ہم لوگ ایک دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں جناب! کرچی میں دیکھ لیں وہاں ایم ایم اے کے، نہیں کہ ہم منافقت کرتے ہیں جس کا ڈیموکریٹ رائٹ ہو جس کا آئینی رائٹ ہو تمام ادارے پابند ہیں کہ اس کا احترام کریں وہاں کیا ہوا صوبے کے ساتھ کیا کر رہے ہیں جناب والا! یہ ساری چیزیں زیر بحث لانی چاہئیں تو اس وقت جو ایک ماحول بن رہا ہے پاکستان میں ہماری جو سیاست، ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں جمہوریت ہے یہاں یہ جمہوریت کو پلنے پھولنے نہیں دیتے ہیں اور اس میں اور لوگ شامل ہیں بخدا اگر ہمیں یہ کہیں آج کل آئی ایس آئی کہے کہ بابا آ جائیں وزیر اعلیٰ ہو میں بھی کہتا ہوں ٹھیک! بس مجھے وزیر اعلیٰ بنادیں کاش کریں کہ ہم کو اعتماد اپنے عوام پر ہوتا ڈیموکریسی کا مطلب یہ ہے کہ جس پارٹی کو عوام نے پاپولر میجرٹی دی ہے اس کو یقین ہے کہ وہ حکمرانی کریں ہم لوگ ایمانداری سے کہیں میں نے اپنی پہلی ہی اپنی میں کہا تھا کہ ہمارے آئین کے پیر ایمبل ہے کہ یہاں اقتدار اعلیٰ کا مالک اول خدا ہے بعد میں عوام میں نے کہا کہ پاکستان میں اقتدار اعلیٰ کا اول مالک امر کیا ہے اور بعد میں آئی ایس آئی

یہ پیرا ایمبل ہے آئین کی اس کو تبدیل کرنا چاہیے یا اس پر implement کرنا چاہیے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم لوگ آئین پر implement کروادیں ہمیں جو لوگ ووٹ دیں گے انکی بدولت ہم حکمرانی کر لیں کسی مقتدر قوت کے بل بوتے پر نہ ائیں۔ اگر واقعی صورت میں ہم لوگ ان کو لے آتے ہیں وہاں آپ کے سیاسی کلچر کو یہ تباہ اور برباد کر لیں گے ہم دیکھ لیں ہندوستان میں کیا ہوا ہے ہم لوگ ایک دن پہلے اس سے آزاد ہوئے ہیں وہاں جمہورت ہے وہاں عدیہ آزاد ہے وہاں کی فوج سیاست میں مداخلت کرنے کی سوچ بھی نہیں سکتی ہے جناب والا! ہم لوگوں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ پھر کانگریس آئے گی حالانکہ واجپائی نے وہاں جو ڈولپمنٹ کئے تھے دیکھیں وہاں کے عوام کے شعور کو دیکھیں وہاں کی اپوزیشن کو اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ ہم نے غلطی کی ہے ہم مل کلاس بنانے کی کوشش کی وہ جو فٹا توں پر سوئے ہوئے ہیں ان کا جو کھانا نہیں ہیں ان کا جو درنہیں ہیں، ہم لوگوں نے انہیں بلا دیا تھا انہوں نے کیا کیا اپنی جو سپورٹ تھی انہوں نے ودھڑا کی اور واجپائی کو دیکھ لیں اس نے اپنی شکست خود تسلیم کی جناب والا! ہم west کو دیکھ لیں ہم لوگ اپنے ہمسایہ کو دیکھ لیں صرف یہ ہے کہ ہم لوگ کیا کر لیں گے سودا بازی کر لیں گے جمالی صاحب میرے بڑے بھائی ہیں میں ان کا احترام کروں گا ان کے پاس بھی کوئی عوامی سپورٹ نہیں تھی اسٹیبلشمنٹ نے لا یا اسٹیبلشمنٹ نے نکال دیا کاش کہ ہم لوگ اسٹیبلشمنٹ کی بجائے عوام کے بل بوتے پر حکمرانی کرتے جو ہندوستان اور برطانیہ کر رہے ہیں، ہم لوگ اپنے کو مسلمان تو کہتے ہیں کاش کہ حضرت عمرؓ کا پریڈ ہوتا میں کہتا ہوں اس اسی میں نا انصافی نہیں ہوتی۔

جناب اپیکر: یہ موبائل فون جس کے پاس بھی ہے بند کیجئے۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): ہم لوگ صرف اسٹری دہراتے ہیں، ہم لوگ صرف حدیثیں پیش کرتے ہیں، ہم عمل کریں اگر اس وقت حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس کو اگر کوئی رپورٹ ملتی کہ کوئی گورنر زیادتی کر رہا ہے وہ گورنر کو چارشیٹ دیتا کہ آ جائیں explain کر دیں آپ سے یہ زیادتی ہوتی ہوئی ہے جناب والا! ہم west کے رہے نہ اسلام کے رہے ہم درمیان میں ایک غیر سیاسی کلچر میں اسی طرح پھنسنے ہوئے ہیں ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں ہمیں کوئی راستہ ہی نہیں راستہ تعین کرنا پارٹیوں کی ذمہ داری ہے کیونکہ ہم لوگ جتنے تذبذب کا شکار ہوں گے۔

جناب اسپیکر: او کے کچوں صاحب۔

کچوں علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): سترویں امینڈمنٹ کو دیکھ لیں۔

جناب اسپیکر: کچوں صاحب! اصل بات پر اجاتیں۔

کچوں علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! مجھے اجازت دیں دیکھیں ہم یہاں بولیں گے

پھر بھی کوئی سوسائٹی میں فرق آئے گا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کی یہ بحث، بجٹ بحث ہوا کریں گے۔

کچوں علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): میں بھی لکھ رہا تھا جناب والا! خدا جانتا ہے کہ میں نے کہا

کہ میں حصہ نہیں لوں گا لیکن آپ نے مجھے دعوت دی میں اٹھا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ جاری رکھیں لیکن ایک بات سنیں کچوں صاحب میں نے صرف زیرتوال

صاحب کو ایک ریکویسٹ کی تھی اس سلسلے میں چونکہ آپ اپوزیشن لیڈر ہیں میں نے کہا آپ بھی اوکے

کر دیں لیکن اگر بحث کریں تو ٹھیک ہے ہمیں تو پسند ہے کہ آپ بھی بحث میں حصہ لے رہے ہیں۔

کچوں علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! یہ جہاں تک بجٹ کے بارے میں ابھی تک ہم

لوگوں نے نہیں سوچا پہلے اپنے کو جانے شیخ سعدی کہتا ہے کہ بے علم ہوتا ہے وہ خدا کو نہیں پہچانتے ہم لوگ

اپنے کو جانے کہ ہم لوگ پوٹیکل ورکر ہیں یا west کے مطابق ہم پوٹیکل انیمبل ہیں ہم لوگ جب

پوٹیکل آدمی ہیں تو ہم کس طرح پوٹیکس کر سکتے ہیں جناب والا! میں سیکورٹی کو نسل کی طرف آجائوں گا

کہ اس کو جنوب نے نہیں مانا کہ سیکورٹی کو نسل کا مطلب یہ ہے کہ پارلیمنٹ کو اندر مانند کرنا ایران میں وہاں

ایک اسی طرح کی سیکورٹی کو نسل جو ہر وقت واقع کرتی ہے سیاست کو اسی طرح یہ سیکورٹی کو نسل پاکستان کی

سیاست کو واقع کر رہی ہے اور اسی طرح اس کی لگام کس کے ہاتھ میں ہے جزوں کی جناب والا! کاش کہ

آج جو ایم ایم اے کہہ رہی ہے کہ میں اس پر پارٹی سپید نہیں کروں گا یہ اس دن یہ تجویز نہیں دیتا کہ اس کو ایک

پارلیمنٹری ایکٹ بنادیں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں جرأت کرنا چاہیے ہمیں اپنے عوام پر بھروسہ کرنا

چاہیے ہمیں جزوں کی -----

جناب اسپیکر: کچوں صاحب! please، او کے مہربانی، جی، راحیلہ درانی۔

عبدالرحيم زيارتوال ایڈو وکیٹ: جہاں تاریخ اور اس حوالے سے میں نے بات کی بات تو وہی کے وہی ہے جناب اپنیکر! ابھی بجٹ ہے آپ ٹریزیری پیچزر کے دوستوں کو دعوت دے رہے ہیں اپنیچ کرنے کے لئے اور ہم اسی بات پر اب تک کھڑے ہیں اس پر ہمارے ساتھ بات ہوگی یا نہیں ہوگی تو کہنے کا میرا مقصد یہ ہے میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ بلا وجہ میں کسی پر تقدیم نہیں کروں گا ہم خواہ مخواہ یہاں آئے ہیں کسی کو خدا نخواستہ تنگ کریں یہ بھی نہیں میں پھر یہ بات دھرانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر ہم نے یہ کام کیے ہیں اس کی سزا ہم آج یا کل بھگتیں گے تو کہنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ میں جوبات کر رہا ہوں وہ جوفارسی میں کہتے ہیں۔ شعر۔

(چکونہ دانہ، کونڈا ناداں۔ بعد از خرابی ہے بیسار)، ہم صرف اس بنیاد پر کہہ رہے ہیں کہ یہ ہاؤس، ہم اور آپ عوام کے نمائندے نہیں ہوئے اٹیلیشنٹ کی حکمرانی پہلے بھی رہی ہے وہ کس کو لائیں گے کس طریقے سے کریں گے تو اس کے لئے میری گزارش یہ ہے جناب اپنیکر! کہ واسع صاحب بھی آگئے ہیں وہ کیا کہنا چاہتے ہیں وہ کیا بتلانا چاہتے ہیں یہ کہنے اور بتلانے والی بات نہیں ہے میں تو آپ سے گزارش یہ کرتا ہوں کہ آپ آکر بیٹھ جائیں پیچ میں قاضی کی حیثیت سے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہونے لگے اور جو بھی دوست ٹریڈری پیچر کے ہوئے اپنے دفاع میں وہ بھی ساتھ رہیں لیکن اس پر-----

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! میں نے پہلے آپ سے سے کہہ دیا کہ آپ کی بات ہاؤس نے سن لی ان کی بات بھی سن لیتے ہیں اس کے بعد کوئی لامعہ تیار کرتے ہیں۔ جی لانگو صاحب! لانگو صاحب کافی دری سے کھڑے ہیں، جی آپ کیا فرمائے ہیں۔

آخر حسین لانگو: جناب اپیکر! آپ کے توسط سے اس ایوان کے نوٹس میں، میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں کہ کل دوپہر دوڑھائی بجے سے کولکو کے مقام دھدری پر باقاعدہ آپریشن ہو چکا اور یہ آپریشن صرف میں اس ایوان کے توسط سے سرکار کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اسی طرح کے آپریشن سے بازنہیں رہی تو یہ آپریشن صرف کوہلوٹک مدد و نہیں ریگا اس کے اثرات اس کے نتائج سرکار کو پورے بلوچستان میں بھگتنا پڑے گا جناب اپیکر! اگر حق کے لئے کوئی بات کرے اور اس کے بدالے میں آپریشن یہ جمہوری عمل نہیں ہے آج

جناب اسپیکر: جی راحیلہ نہیں آیے حاری رکھیں۔

محترمہ راحیلہ درانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم، سب سے پہلے۔۔۔۔۔

جناب اپنیکر: آپ سنیں جی، ابھی صح سے تو سن رہا ہوں۔ راحیلہ صاحب، جی جان محمد صاحب کیا ہے۔

جان محمد بلیدی: یہ حکومت نے ایک strategy بنائی ہے اور خواہ مخواہ اس میں آپ جیسے شریف بندے کو انوال involve کیا جا رہا ہے آپ اس ادارے کے custodian ہیں اپنیکر صاحب! ہم آپ کا احترام کرتے ہیں اور آپ کی ہربات ماننے کو تیار ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو آپ تک پہنچائی گئی ہے یہ بالکل ایک startegical part ہے ان کا وہ چاہتے ہیں کہ ہماری اسمبلی بھی چلے اور ہم ان کو اس طرح ٹرخائیں اور یہ ٹرخانے والی جوبات ہم سے کی جا رہی ہے نہ ہم تو دانستہ اسی لئے مداخلت کر رہے ہیں اور ہم کہہ رہے ہیں یہ نہیں ہونی چاہیے۔

جناب اپنیکر: جان محمد صاحب! ایک بات سنیں، please یہیں آپ لوگ بھی مپھور لوگ ہیں میں نے زیارت وال صاحب کو ایک بات کی کہ صرف ایک طرف کی بات نہیں ہے اس طرف کی بھی جو ہے آپ بات سن لیں اس کے بعد اسٹرائیک کا بھی راستہ کھلا ہے اور ثالث کا بھی راستہ کھلا ہے لیکن صرف سن لیں جب تک آپ سنیں گے نہیں، اوکے آئیں گے ابھی مولانا واسع صاحب جدھر بھی ہوں اس کو کال کیا جائے، راحیلہ صاحب آپ شروع کریں۔ صرف پندرہ منٹ کی بات ہے، جی مولانا واسع صاحب آگئے جی اوکے راحیلہ آپ شروع کریں۔

محترمہ راحیلہ درانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے میں ۔۔۔۔۔

جناب اپنیکر: آگئے ہیں، نہیں، نہیں وہ کھڑی ہیں، ابھی سن لیں۔ رحیم صاحب ان کو بیٹھائیں، میری بات سنیں۔ بات یہ ہے وہ معززر کن دو دفعہ کھڑی ہوئی، اس کا بھی استحقاق ہے، بات تو سنیں، زیارت وال صاحب میری بات سنیں میں آپ کو بتاتا ہوں، سنیں تو صحیح وہ بھی آپ کی طرح معززر کن ہیں اس کے بعد مولانا صاحب کو دعوت دینے گے، جی راحیلہ، نہیں راحیلہ بات کرے گی، جی۔

محترمہ راحیلہ درانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔۔۔

جناب اپنیکر: رحیم صاحب پانچ منٹ کی بات ہے، تین دفعہ بیچاری کھڑی ہوئی وہ بھی معززر کن ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اپنیکر! آپ میری سنیں میں دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ

راحیلہ صاحبہ کو ٹائم دے دیں میں نے ان کا سارا حساب و کتاب تیار کیا ہوا ہے وہ فوٹو اسٹیٹ کا پیاں کر رہے ہیں میں یہاں سارے دو گھنٹے ہوتین گھنٹے ہوان کی ساری اسکیمیات پڑھ کے سنا دونگا ذرا وہ تشریف رکھیں راحیلہ صاحبہ اس وقت تک تقریر کرے گی اور میں ایک سیٹ آپ کو دونگا اور ایک سیٹ میرے ساتھ ہوگا۔

جناب اسپیکر: جی رحیم صاحب! ابھی بات بن رہی ہے، بات سنو جان محمد صاحب please میں کہتا ہوں کہ جب بات دونوں طرف سے شروع ہو گی مسئلہ حل ہوگا اس بیچاری کی دس منٹ کی بات ہے۔ لیکن مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ مجھے بھی دس پندرہ منٹ چاہیے جی۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): اپوزیشن لیڈر نے ہمیں نصیحت کی لیکن جب بھی ہم بات کرنا چاہتے ہیں یہ ہنگامہ کرتے ہیں یہ تضاد ہے ان کو ہمیں اپنی بات پر خود عمل کریں ہمیں بولنے دیں ہمارے ممبران کو۔۔۔۔۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): پانچ منٹ مجھے دیں میں لے آؤں گا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ لے آئیں پانچ منٹ تک وہ سب کچھ لارہے ہیں، مولانا واسع صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں پانچ منٹ میں سارا ریکارڈ لے آؤں گا۔ جی راحیلہ!

محترمہ راحیلہ درانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے اپوزیشن ارکین نے اپنے آپ کو عقل قل نہ سمجھیں اور وہ یہ نہیں سمجھیں کہ میں کیا بولوں گی اور کیا نہیں بولوں گی خاص کر کے نیم تریائی صاحب نے جو یہ کمیٹی دیے ہیں انہیں اس پر معذرت کرنا چاہیے اس لئے کہ میری اپنی بھی ایک حیثیت ہے میں اپنے طور پر suggestion دینا چاہتی ہوں جو کہ اپوزیشن نے غلط روایہ اپنایا ہوا ہے اگر آپ نہیں سننا چاہتے ہیں تو آپ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ جاری رکھیں۔

محترمہ راحیلہ درانی: سب سے پہلی بات یہ ہے میں وزیر خزانہ صاحب کو اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں خاص طور پر ان حالات میں جو کہ اس وقت بھی ہمیں نظر آ رہے ہیں اس بجٹ میں سب سے اچھی چیز جو مجھے لگی ہے وہ مجھے تو لگ رہی ہے کہ میں وزیر خزانہ کے طور پر تقریر کر رہی ہوں انہیں

چاہئے کہ وہ اپنا احتجاج اور یہ ڈیک بجانا نہیں اتنی اچھی لگ رہی ہے کہ وہ کلپنگ کر رہے ہیں اور سب سے اچھی چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ کفایت شعاراتی کے طور پر جو اس بحث میں ایک ارب، بارہ کروڑ سات لاکھ روپے کی بچت کی گئی ہے اس سے اس صوبے کو ایک فائدہ پہنچ گا اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت ہے کہ اس قسم کے اقدام سے صوبہ جو ہے وہ ترقی کی راہ پر گام زدن ہو گا اس کے علاوہ تعلیم کے شعبے میں ۹۲ء۵ فیصد اضافہ اور صحت کے شعبے میں ۵۵ء۲۷ فیصد اضافہ مختلف شعبوں میں اسی طرح اضافے کے ساتھ جو اقدامات کئے گئے ہیں وہ یقیناً صوبے کی ترقی میں اہم کردار ادا کریں گے اسپیکر صاحب! بلوچستان کا نسٹبلری کی تشکیل یہ صوبے کی بے روزگاری کے خاتمے کے لئے ایک بہترین اضافہ ہے اور اس کے ساتھ میری کچھ suggestions ہیں جو کہ یقیناً اس بلوچستان کا نسٹبلری میں لوکل لوگوں کی شمولیت کے ساتھ اس کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہو گی تعلیم کے شعبے میں عمارتوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اشیاء کی فراہمی کو بھی یقینی بنایا جائے جس طرح ہماری حکومت نے مفت تعلیم کی قرارداد منظور کی تھی تو میری ایک یہ suggestion ہے کہ اگر اس میں ان اشیاء کے ساتھ ٹالٹ ڈیک اور کتابیں وغیرہ بھی فراہم کی جائے اور اس کے لئے الگ الگ مد میں پیسر کھے جائیں تو میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم میں بہت اچھا اضافہ اور تعلیم کے سینڈر میں بہت اچھا اضافہ ہو سکتا ہے خواتین کے لئے پولیٹیکنک کالج، ہوم اکنامکس کالج، فائن آرٹس کالج اور وومن یونیورسٹی جیسے اقدامات یقیناً ہماری گورنمنٹ کا ایک بہترین اقدام ہے اس میں ایک یہ suggestion دینا چاہتی ہوں کہ -----

ڈاکٹر قیرہ ہاشمی: اپوزیشن فرائدی کا مظاہرہ کریں please ممبرات کر رہی ہے۔

جناب اسپیکر: راحیلہ آپ جاری رکھیں۔

محترمہ راحیلہ درانی: اس میں لاء کی طرف سے ایل ایم اور پی ایچ ڈی کے لئے بھی ساتھ ساتھ اقدامات کئے جائیں اس میں اضافہ کیا جائے تعلیم بالغان کی مد میں ایک اچھی بات ہے اس سے یقیناً تعلیم کے شعبے میں ترقی ہو گی لیکن میری ساتھ ساتھ suggestion یہ ہے کہ کیونکہ خواتین پورے صوبے میں جاتی ہیں ان کے ساتھ خواتین ہو ٹھل کی تعمیر ہونی چاہئے تاکہ خواتین اساتذہ جو ہیں وہ وہاں جا کر آرام سے رہ سکیں اور کالج میں اپنی خدمات انجام دے سکیں اسی طرح خواتین کے سکول اور کالج میں

ٹرانسپورٹ کا ایک بڑا مسئلہ ہے اس میں اگر ایک خاص مرکھی جائے ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں میں سمجھتی ہوں کہ۔۔ (آوازیں خاتون رکن پڑھ رہی ہیں)

محترمہ راحیلہ درانی: میں بالکل نہیں پڑھ رہی ہوں میں پولینیش پڑھ رہی ہوں۔ بڑے افسوس کی بات ہے آپ ڈیک بجانے کے بڑے ماہر ہو گئے ہیں میرے خیال میں آپ لوگ بیٹھ جائیں یا سارے وقت یہی کام جاری رکھیں۔ صحت کے شعبے میں انقلابی تبدیلیاں یقیناً ہوئی ہیں اور اس میں ایم آئی آر میشن اور دوسری چیزیں جو ہیں وہ فراہم کی گئی ہیں لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ۔ (مدخلت۔) میں صرف ڈیٹا پڑھ رہی ہوں اگر آپ کو بہت شوق ہے آپ خود پڑھ لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آخر میں ایک اور بات کا ذکر کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے پچاس لاکھ روپے پی ایس ڈی پی میں رکھے تھے لیکن اس میں جب کچھ دن پہلے ہسپتال گئی ہوں تو اس میں کافی چیزوں کی کمی پائی گئی ہے تھی تو میں سمجھتی ہوں کہ مانیٹر گ سسٹم کو strong بنانے کی ضرورت ہے تاکہ یہ چیزیں بروقت وہاں پر provide کی جائیں اور ہمارے پیسے پس ہو جانے کا خدشہ کم ہو جائے۔ اسی طرح ہمارے ماحولیات سپورٹس سوشن ولیفیر میں زیادہ رقوم رکھنے کی زیادہ ضرورت ہے خاص طور پر women sport کے لئے۔ ویکن جمنازیم کوئی شہر میں اور واکنگ ٹریک بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم خواتین کو بھی زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کر سکیں۔ اسی طرح انفارمیشن میں ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور انفارمیشن سنٹر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم لوگ خواتین کو بھی زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کر سکیں اور خواتین کی زیادہ سے زیادہ ترقی کی بات کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بھی آسامیاں نکالی گئی ہیں بے روزگار ڈاکٹرز اور بے روزگار نجیبیر کے لئے یقیناً بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری تجویز یہ ہے کہ اگر ان اندھسٹری میں کاٹچ اندھسٹری خواتین کے لئے کچھ رقوم رکھے جائیں اور کچھ پراجیکٹ شروع کئے جائیں تو یہ ایک اچھی بات ہو گی اسی طرح آئی ٹی یونیورسٹی اور آئی ٹی سٹوڈنٹ کے لئے سافت ویئر کا ٹیچر ہوتا کہ وہاں آگے اس فیلڈ میں بہتر کام سرانجام دے سکیں آسامیوں میں معدود روں کے کوئے اور خواتین کے کوئے کو بھی منظر رکھا جائے اور اس میں یقیناً بہت اچھی نمائندگی ملے گی اور انصاف سے ان پوستوں کو پُر کیا جائے جو پندرہ سو فٹ کے مکان پر ٹیکس ختم کرنے کی بات کی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس علاقے کے ایریا کو بڑھا

یا جائے اور پچھیں سو مریع فٹ اس کو بڑھادیا جائے اسی طرح میری suggestion یہ ہے کہ خواتین اور بچوں کے جیل اور خواتین پولیس اسٹیشنوں کے قیام کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ خواتین کا اپنا ایک الگ مقام ہو معدنی وسائل مالی گیری حیوانات وغیرہ کے لئے جو ٹاسک فورس بنائی گئی ہے اس میں ماحولیات کو بھی شامل کیا جائے اس لئے کہ ماحولیات کے حوالے سے کوئی شہر کی حالت بہت خراب ہے اور اس میں اس طرح کے ریسرچ کر کے کوئی شہر کو اس قسم کے حالات سے بچایا جائے۔ بلوچستان بینک اور ٹی وی چینل کا قیام بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اور یقیناً بلوچستان کے عوام کے لئے خوش خبری کی حیثیت رکھتا ہے میں سمجھتی ہوں اس سے بے روزگاری کا خا تمہ بھی ہو گا اور اس کے اقدامات سے بلوچستان سے بلوچستان کا نام بھی بڑھے گا اسی طرح تخواہ اور پیش میں پندرہ فی صد اضافے کا جو اعلان کیا گیا ہے اس کو بھی مہنگائی کو دیکھتے ہوئے بڑھانا چاہئے کیونکہ اس میں مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ کر کھ دی ہے اسی طرح کوئی شہر جو کہ تباہی کے راستے پر گام زن ہے میں سمجھتی ہوں کوئی شہر کے لئے ایک علیحدہ پیکیج کا اعلان کیا جائے اور کوئی شہر کی خوبصورتی کو بحال کرنے کے لئے ایک علیحدہ پلان بنایا جائے تاکہ اس سے ہم safe کر سکیں ہمارے سر کاری ملازمین کے لئے کوئی شہر میں اسکیمات بے انتہا کم ہو گئی ہیں ایک ہاؤس گر اسکیم کا اس میں اعلان کیا جائے تاکہ اس پروگرام میں شامل کیا جائے تاکہ رہائش کے حوالے سے جو ہمارے لوگوں کو مشکلات کا سامنا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گا اڑیوں پر ٹیکس لگانے کی جوبات ہے وہ مشکلات کو دیکھتے ہوئے ہوا ہے لیکن اس میں اضافہ کم سے کم کیا جائے۔ جیسا کہ ہمیشہ بلوچستان اسمبلی میں روایت یہ رہی ہے کہ بجٹ سیشن کی اختتامی تقریر میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ بلوچستان اسمبلی اور ایم پی اے ہائل کے ملازمین و افران کے لئے دو ماہ کی تخواہ بطور بونس دینے کا اعلان کرتے ہیں مجھے اُمید ہے جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر خزانہ اپنی پیش رو کی تقلید کرتے ہوئے اس کا اعلان کریں گے کیونکہ انہوں نے بجٹ سیشن میں بہت محنت کی ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ میں نے اتنی اچھی suggestion دی ہے لیکن ہماری اپوزیشن اپنے مفادات کو پورا کرنے کے لئے اس کو نہ سن سکی ہے یقیناً اس میں ان کے لئے بہت اچھی تجویز تھیں اور ان کا رو یہ یہ نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی خواتین کی اور اپنی بلوچی روایات کی لئنی عزت کرتے ہیں بہر حال میں اپنی یہ تقریر وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کو دو گی اس

کے ساتھ میں دوبارہ وزیر اعلیٰ کو مبارک بادپش کرتی ہوں اس بجٹ کے پیش کرنے پر۔
بہت شکریہ!

جناب اسپیکر: آپ سنیں مولانا واسع صاحب تقریر کرے گا آپ اپنا احتجاج ختم کر کے آئیں گے اور کے آپ احتجاج کر کے آجائیں۔ اپوزیشن والے واک آؤٹ کر گئے جب تک وہ لوگ واپس آجائیں گیلو صاحب آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر صاحب! بہت بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے بجٹ ۲۰۰۵ء پر بولنے کا موقع دیا بجٹ پیش کرنے پر میں اپنے فنائس منستر اپنے چیف منستر اور ہمارے سینئر منستر مولانا واسع صاحب کو کہ اس متوازن بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ اس سے پہلے جتنے بھی بجٹ پیش کیے گئے وہ زیادہ تر تکمیلوں سے اسکیمات لیے جاتے تھے یہ موجودہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے یہ صرف اور صرف عوامی نمائندوں سے جو عوامی نمائندے ہیں جن کا تعلق ان علاقوں سے ہے جو اپنے علاقوں کے متعلق جو اسکیمات اچھی طرح جانتے ہیں یہ ان عوامی نمائندوں سے لیا گیا ہے وہ وہاں کے منتخب نمائندے ہے اور اس لیے یہ عوامی بجٹ کہنے کا مستحق ہے اور واقعی یہ ایک عوامی بجٹ ہے جناب اسپیکر صاحب! اس بجٹ میں جو بلوچستان کی ترجیحات ہیں روڈ زسکیٹر لے لیں جو ہمارے صوبے کی نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے ہمارے جو ائیریئر بلوچستان ہے وہاں روڈ وغیرہ نہیں تھے میں یہ سمجھتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! جب تک ہمارے علاقوں میں روڈ نہیں ہو گی وہاں پر نہ ہمارے آفیسر ان نے عوامی نمائندے نہ ہمارے کوئی منستر نہ چیف منستر ان علاقوں میں جا سکیں گے اسی لیے سب سے جو اچھا ہمارے لیے روڈ رکھے گئے ہیں میں ان کو appreciate کرتا ہوں اسپیکر صاحب! آپ یقین کریں ہمارے بالا ناڑی میں جو پہلے کوئی نہیں جایا کرتا تھا ابھی وہ روڈ جو دور دراز کے علاقے تھے کوئی جانے کو پسند نہیں کرتا تھا تین چار فٹ تک مٹی تھی جناب اسپیکر! پچھلے سال ہم نے پی ایس ڈی پی میں جو اسکیمات ڈلوا دیئے اب ان علاقوں میں آٹو گاڑی بھی جا سکتی ہے پہلے فور بائی فور گاڑی بھی نہیں جا سکتی تھی یہ ہماری جو پچھلی دفعہ پی ایس ڈی پی پیش ہوئی ہمارے علاقوں میں جو روڈ زر کھے گئے اس سے وہاں کے سارے لوگ مستفید ہوئے جناب اسپیکر! آپ بجٹ کی اسٹیڈی کریں

نمبر دو جو ہماری ایجوکیشن ہے ہمارے بلوچستان میں عوامی بجٹ میں سب سے زیادہ تر جیحات ایجوکیشن کو دیا گیا ہے۔ (حکومتی ارکان نے ڈیک بجائے) آپ خود جانتے ہیں کہ یہاں پرنا خواندگی کی شرح ہمارے دوسرے صوبوں سے سب سے زیادہ کم ہے اسی لیے ہماری اس حکومت نے ناخواندگی کی شرح دوسرے صوبوں سے بلوچستان کو برابر لانے کے لیے سب سے زیادہ فنڈ ایجوکیشن کی مدد میں دیئے ہیں جناب اسپیکر! رقبے کے لحاظ سے بلوچستان پاکستان کا تقریباً نصف حصہ تصور کیا جاتا ہے اور ہے ہمارے ایکرپکھر کی مدد میں زراعت کو نمبر ۳ پر دیا گیا ہے اس مدد میں ہمارے بلوچستان کے جتنے بھی زراعت اور زمیندار اس سے مستفید ہونگے اس میں ڈیلے ایکشن ڈیمز، چیک ڈیمز اور واٹر سپلائی اسکیمات دی ہیں میرے خیال میں جو پچھلے سال دیئے گئے تھے ان میں جو کام ہوئے ہیں لوگ اس سے مستفید ہوئے ہیں اور اس دفعہ انشاء اللہ جو آنے والا سال ہے اس میں بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں جہاں پانی نہیں تھا وہ بھی مستفید ہونگے جناب اسپیکر! آپ خود جانتے ہیں اس سے پہلے بھی ہماری کئی حکومتیں یہاں آئی ہیں اور اسی فلور پر بجٹ پیش کی ہیں میں سمجھتا ہوں اس بجٹ میں آپ اسکا مطالعہ کریں کہ اس بجٹ کو بھی اور اس بجٹ کو بھی آپ کو خود معلوم ہو گا کہ یہ واقعی ایک عوامی بجٹ ہے جو خاص کر عوام کے لیے بنایا گیا ہے۔

(اسی دوران حزب اختلاف کے اراکین دوبارہ واک آؤٹ کر گئے)

عبدالرحیم زیارت وال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! point of order

جناب اسپیکر: گیلو صاحب! پہلے زیارت وال صاحب کو بات کرنے دیں وہ point of order پر کھڑا ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! بہت شکر یہ بنیادی طور پر ہم نے پی ایس ڈی پی کے بارے میں احتجاج کیا ہے ہم نے آپ کو پی ایس ڈی پی کی بجٹ کی ڈیلیں نہیں بتائی ہم نے آپ کو صرف یہ کہا تھا اس ہاؤس کے سامنے یہ رکھا تھا کہ نا انصافی ہوئی ہے اور وہ آپ کو یہ اجازت بھی دی تھی آپ کو یہ اختیار بھی دیا تھا کہ as a custodian of house دوستوں سے جو بھی بیٹھنا چاہتے ہیں ان کو بھٹھائیں آپ سامنے بیٹھ کر وہ جو بتانا چاہتے ہیں وہ ہمیں

بتاب میں اور اسکو دیکھیں جو فیصلہ آپ کریں گے ہمیں قول اور منظور ہو گا لیکن اب واسع صاحب جو ڈیٹیل لار ہے ہیں ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں ہم نے آپ کو ڈیٹیل نہیں دی ہیں ہم نے آپ کو صرف یہ نہیں کہا ہے کہ اتنے دیے ہیں اتنے نہیں دیے ہیں ہم نے کہا نا انصافی ہوئی ہے صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں اس نے کہا تھا ڈیر شری پیغمبر سے یہ آیا تھا کہ مولانا صاحب نے اپنے حلقة میں ۱۲ ارب روپے دیے ہیں ہمیں پہنچنے نہیں ہے کہ ۱۲ ارب ہے یا ۱۶ ارب ہے کتنے ہیں لکھنے نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: زیارت وال صاحب! اب بلوچستان کی روایات کے مطابق پستون اور بلوچ کی روایات کے مطابق وہ کہتا ہے کہ میدان سے بھاگنا نہیں ہے آج لوگوں نے احتجاج کیا کہ پی ایس ڈی پی میں ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے آپ نے اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا تین دن میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ آپ نے نظر انداز کیا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ نہیں کیا ہے ہم ڈیٹیل فلور پہ دینا چاہتے ہیں آپ سنیں وہ جتنا بھی غلط بولے لیکن آپ سنیں سننے کے بعد پھر آپ کو جواب کا موقع دیا جائے گا۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر! میں آپ کو ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں بات اصل میں یہ ہے کہ اس وقت آپ کا جتنا بھی میڈیا ہے یہ ان چیزوں کو آئیلا بیٹ کرتے ہیں یہ پہنچنے کے کیا بیان کریں گے اور آج بھی آپنے اخبارات دیکھے ہیں ہمیں ignore کر دیں گے ایک لفاظ ایک فقرہ بھی اخبارات میں نہیں آیا ہے جیسے کہ آپ سن رہے ہیں آپ نے سیدھی لکیر کچ کر یہاں تک یہ جو سائیڈ ہے یا یہ جو آپ کی ٹی وی ہے الیکٹرانک میڈیا ہے یہ اس میں نہیں ہے اس کے بعد یہ حصہ دکھایا جاتا ہے وہ تو ہمیں معلوم ہے میڈیا ہمارے ساتھ کیا کریں گی ہم نے آپ کو تجویز پہلے بھی دی ہے ہمیں کوئی انکار نہیں ہے جام صاحب کیسا تھا بیٹھتے واسع صاحب کے ساتھ بیٹھتے جس کو بھی اپاگست کرتے آپ بیٹھیں اور وہ ہمیں بتائے کہ کیا ہوا ہے کس طریقے سے ہوا ہے کس نے کیا ہے اور کون کر رہا ہے تو یہ آپ ہاؤس میں بیان کریں۔

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): جناب اسپیکر! زیارت وال نے جو تجویز پیش کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تجویز تو اچھی تجویز ہے بظاہر لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اور اپوزیشن کے درمیان جو ایک سال سے مسلسل یہ چقلش چلی آ رہی ہے اور ایک دوسرے پر انعام تراشیاں ہیں اور پچھلے سال کی پی ایس ڈی پی

کے حوالے سے اور تین چار دفعہ جناب اسپیکر! آپ نے بذات خود روٹنگ دی ہوئی ہے ایک کمیٹی آپ نے بنادی پھر اس کمیٹی کے وقایو قتا اجلاس ہوئے لیکن کمرے کے اندر کوئی بھی مطمئن نہ ہو سکا یہ ہمارے اندر کوئی قصور ہے یا ان کے اندر کوئی قصور ہے جب تک ایوان کے سامنے اور اس پورے میدیا کے سامنے بلوجستان کے عوام کے سامنے یہ چیزیں آجائیں بے شک میں اس ایوان کے سامنے یہاں جو پکھ سناؤں گا حق ہو گا تو وہ بھی عوام کے سامنے آجائے گا معزز ایوان کے سامنے آجائے گا میڈیا کے سامنے آجائے گا پھر اگر اس پر کسی بھی دوست کا اعتراض ہو تو پھر وہ بتا دے کہ یہ آپ نے جھوٹ کہا ہے تو میں پھر یہ ایس ڈی پی وغیرہ سے ثابت کر دوں گا اور اگر میں یہ ثابت کر دیا تو پھر تو یہ جب سارا معااملہ ایوان کے سامنے آجائے تو پھر یہ بلوجستان کے عوام ہی فیصلہ کر سکتے ہیں جناب! ہم اب ان بالتوں کا کیا کریں ایک بات ہے کہ اپوزیشن کے حلقوں کو نظر انداز کیا ہے اب اس کو ثابت کرنے کے لئے کوئی طریقہ تو ہو گا آپ کی سربراہی میں تو ہم نے ایک سال گزار دیا ہے اور یہ میٹنگیں کیں جس سے دوست مطمئن نہیں ہو سکے اب ہم عوام کی عدالت میں ہیں اور اس معزز ایوان کی عدالت میں اپنے آپ کو پیش کریں گے اگر عوام اور بلوجستان کے عوام نے ہمارے حق میں فیصلہ دے دیا تو پھر ٹھیک ہے اگر عوام نے اور بلوجستان کے عوام نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا ہمیں جھوٹا ثابت کر دیا تو پھر ٹھیک ہے یعنی یہ تو ایسا فورم ہے اس فورم کے سامنے پیش کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ جواب دہی کا فورم ہی ہے جناب اسپیکر! اگر یہ دوست سننا چاہتے ہیں تو یہ تمام اپنے ساتھیوں کو بلا ٹائیں میں نے ہر ایک حلقے کی تفصیلات تیار کی ہوئی ہیں جو پچھلے سال ان کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں اور اس سال کی زیادتیاں بھی میں پڑھ کر سناؤں گا اس میں تین گھنٹے لگ جاتے ہیں تو بے شک لگ جائیں تو بلوجستان کا جب نمائندہ فورم یہ ہے اس پر میں احتساب کے لئے اور جواب دہی کے لئے اس فورم پر حاضر ہوں میں یہ نہیں چاہتا کہ وہاں کمرے میں جائیں اور جناب اسپیکر صاحب! وہاں کمرے میں تو میں اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتا ہوں لیکن یہ کیوں کمرے میں جاتے ہیں تو یہاں آجائیں۔

چکول علی ایڈو وکیٹ (قاہد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! بجٹ کا تو معنی خود ہی اوپن ہے۔ بجٹ کو تو وزیر خزانہ پڑھ لیں گے یہ ساری چیزیں ہم عوام کے سامنے پیش کر دیں گے کہ یہ بجٹ ہے جہاں تک

ہمارے واسع صاحب کی تقریر ہے وہ اس کو پہلے ہی کر دے جو صحیح ہم نے پہلے بات کی وہاں دیکھنیکل
باتیں ہیں وہ ہمارے ساتھ بیٹھے اس وقت تک آپ اسمبلی کی کارروائی کو معطل کریں وہاں جو لائحہ عمل طے
ہوگا پھر وہاں آپ اسمبلی کو کال کریں بصورت دیگر ہم اس وقت مکمل واک آؤٹ کر لیں گے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے ارکان واک آؤٹ کر گئے)

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): جناب اسپیکر! اپوزیشن کو روکیں ذرا۔ یہ سب کچھ اور پن آجائے اگر یہ
معزز زایوان کو اہم سمجھتے ہیں تو یہ یہاں بیٹھ جائیں ورنہ بلوچستان کے عوام کو پہنچتے ہے یہ شرمندگی سے کرتے
ہیں بلوچستان کے عوام کے سامنے اور پن آجائیں اس معزز زایوان کے تمام صحافی تمام لوگ تمام بلوچستان
کے سامنے جوابدہ ہوں اگر یہ ہمت رکھتے ہیں تو بیٹھ جائیں ہم ڈرائیگ روم میں کوئی بات نہیں کرتے ہم
یہاں اور پن بات کرتے ہیں آپ اس معزز زایوان کے سامنے بات کریں۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: او کے۔ جی زیارت وال صاحب آپ اکیلے رہ گئے کیا کہتے ہیں۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: جناب اسپیکر! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ہم ہمت بھی رکھتے ہیں، ہم جرأت
بھی رکھتے ہیں ہم نے اس زایوان میں آ کر پہلے دن سے آج تک خدا کے سامنے خدا گواہ ہے ایک بھی
ناپاکی یہاں نہیں کی ہے ایک بھی ذاتی غرض ایک بھی ذاتی بات اس ہاؤس میں پہنچنے کے بعد آج تک نہیں
کی ہے اس سے پہلے شاید گورنمنٹ سے لیتے ہوئے ہو گئے لیکن آج تک اپنی ذات کے لئے ایک پائی
ایک نکھ جس نے لیا ہے میں آپ کو اپ کیا بتاول۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم ایمانداری سے ان کے ساتھ
بات کرنا چاہتے ہیں اور ایماندارانہ طور پر یہ تجویز رکھنا چاہتے ہیں آپ کے پاس میدیا یا ہے ہمارے پاس
میدیا نہیں ہے ہمارے پاس اگر کچھ ہے تو عوام ہے عوام کے پاس ہم جانا چاہتے ہیں اس کو بتانا چاہتے
ہیں اور آپ کے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں میرا آپ کے ساتھ وعدہ ہے اگر آپ نے کہا آپ لوگ ملامت
ہیں تو یہ جتنے ان کے ہاتھ میں ہے جو بھی یہ پڑھانا چاہتے ہیں ہم تسلیم کریں گے کہ بالکل ہم نے غلط کیا تھا
اور واسع صاحب اور ڈائریٹری نیٹ نے جو پی ایس ڈی پی بنائی ہے صوبے کے عوام کے مفاد کے لئے بنائی تھی
اور صوبے کے عوام کے مفاد کے لئے ہے۔ تو ہمارے ساتھی اس کو منظور کریں گے تو میں آپ کو وعدہ
دیتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوا اور آپ نے نج کی حیثیت سے فیصلہ دیا اس کے بر عکس پھر اس کا غذ کی ضرورت

نہیں ہوگی پھر، م وہاں بیٹھیں گے بات کریں گے کہ یہ کاغذ ٹھیک کاغذ نہیں تھا اور اپوزیشن کا جو مطالبہ ہے۔
جناب اسپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے آپ عوام کی بات کر رہے ہیں یہ عوام کی اسمبلی ہے عوام کی اسمبلی میں
 بات ہوگی۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: بالکل عوام کی اسمبلی میں بات کریں گے۔

مولانا عبد الواسع (سنئر وزیر): آپ ذرا سن لیں جیسے زیارتوال صاحب کہتے ہیں ایمان اور یقین کی بنیاد
 پر ہو گا تو میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ اب کسی ٹھکانے پر لگ جائے یہ فیصلہ اب کون کرے گا کیونکہ ایک
 سال سے دو سال اب گزر گئے ہیں ہمارے درمیان یہ تصفیہ نہیں ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب! آپ لوگ آزاد اپوزیشن ہیں آپ لوگ بیٹھیں ہم لوگ طے کر لیں گے
 آپ لوگ تشریف رکھیں ان کی بات سنیں۔

(اس مرحلے پر آزاد اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی)

مولانا عبد الواسع (سنئر وزیر): میں آپ کے حلقوں کی بات کر رہا ہوں آپ کے حلقوں نے ترقی
 کی ہے۔

جناب اسپیکر: گیلو صاحب! آپ ختم کر لیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان میں جو ہمارے موجودہ بجٹ میں جو
 ہمارے تین سیکٹر ہیں روڈ سیکٹر تعلیم اور ہماری زراعت اور اس کے علاوہ بھی جو ہمارے دوسرے سیکٹر ہیں ان
 کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے ہماری انفارمیشن ٹینکنالوجی میں ترقی اور ترقی نسوان صحت عام کے شعبوں
 میں زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو بخوبی اندازہ ہے آپ بھی یہاں کے رہنے والے ہیں اور
 یہاں بلوچستان سے آپ کا تعلق ہے جناب! ہمارے جو میگا پرائیویٹ تھے جو ہمارے کئی عرصوں سے
 pending میں تھے اور ان کا صرف اعلان کرتے تھے جو اس کے علاوہ ہمارا کوشش ہائی وے ہے بہت
 عرصے سے اعلانات کئے تھے مگر جو پرائیویٹ کام تھا اس پر implement نہیں ہوا تھا ہمارے
 جزل مشرف کے آتے ہی اس پر کام ہوا اور اس جون کے آخر میں وہ مکمل ہو رہا ہے۔ جناب اسپیکر! ہماری
 جو گواہ پورٹ ہے وہ بھی انشاء اللہ سمبر میں مکمل ہو جائے گی جو ہمارا کچھی کینال ہے اس پر کام شروع ہے

- آپ کی اسمبلی کا ریکارڈ گواہ ہے جو یہ ہمارے بھائی کہہ رہے ہیں جو اس پر تنقید کر رہے ہیں جو ہمارے بڑے پر اجیکٹ ہیں ان پر تنقید کر رہے ہیں میگا پر اجیکٹ پر تنقید کر رہے ہیں آپ کے پاس اسمبلی کا ریکارڈ ہے آپ اسمبلی کا ریکارڈ نکال کر دیکھیں جب ہم یہاں تھے وہ یہاں پر ان اسکیمات کا مطالبہ کر رہے تھے جو آج مخالفت کر رہے ہیں آپ اپناریکارڈ دیکھیں یہ ریکارڈ اسمبلی کا گواہ ہے وہ لوگ ان بڑے پر اجیکٹ کا دعویٰ کر رہے تھے یہ بڑے پر اجیکٹ ہیں اور آج یہی لوگ انہی کی مخالفت کر رہے ہیں۔

(ڈیک بجائے گئے) جناب اسپیکر! آپ سینٹ کار ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں آپ نیشنل اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں اگر اس ریکارڈ میں انہوں نے اس کا مطالبہ نہیں کیا تھا تو ہم گناہ گار ہیں جو آج اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! جو ہماری خواہش ہے ہماری حکومت کی خواہش ہے جو ہمارا چیف منستر ہے اور جو ہمارا پریڈیڈنٹ ہے ساروں کی خواہش ہے کہ بلوچستان جو اتنے عرصے سے نظر انداز کیا گیا تھا ان کی کوشش ہے اس کو دوسرے صوبوں کے برابر لایا جاسکے۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب! جو اس بجٹ میں بلوچستان کے ترقیاتی شعبوں میں جو قومات رکھی گئی ہیں وہ اس مقصد کے لئے ہے کہ تاکہ عام لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچ سکے۔ اور میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں جتنے بھی۔ یہ تمام اسکیمات عام لوگوں کیلئے ہیں ان کی بھلائی کے لئے ہیں (ڈیک بجائے گئے) ان میں کسی بڑے آدمی کو اور کسی بڑے خاندان کو ترجیحات نہیں دے رہے ہیں۔ یہ بلوچستان کے پسمندہ مظلوم اور عام لوگوں کے لئے ہیں اسپیکر صاحب! اس سے پہلے اگر ہمارے بھائی آئیں جو پہلے کے بجٹ ہے ہم ان کو اور ان کو مکپیزیر کرتے ہیں اگر یہ بجٹ ان سے اچھا نہیں ہوا تو اسی فلور پر استغفاری دیں گے (ڈیک بجائے گئے) اسپیکر صاحب!

میں اپنی طرف سے اور حلقے کے عوام کی طرف سے اور ساتھیوں کی طرف سے اس بلوچستان کا متوازن بجٹ پیش کرنے پر اپنے چیف منستر اپنے فرانس منستر اپنے پی اینڈ ڈی کے منستر کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اس بجٹ پر انشاء اللہ implement ہوگا آخر میں جناب اسپیکر! سارے ممبران نے اعلانات کئے تھے کہ بلوچستان اسمبلی کی جو روایات رہی ہیں اس کے مطابق اگر آپ دو ماہ کی بوس تجوہ ہمارے اسمبلی کے اسٹاف کو دیا جائے تو بہتر ہے شکریہ!

جناب اسپیکر: مہربانی، مولانا واسع صاحب آپ آخر میں کریں گے یا ابھی میرے خیال میں مولانا صاحب

میڈیا اور ہاؤس عوام کی اسمبلی ہے آپ اپن تفصیلات بیان کریں ڈیٹیل سے بعد میں جو بحث میں تقریر ہوتی ہے
ہمارے ساتھیوں کے لئے اسٹ آئے پھر وقفہ بھی کریں گے بعد میں آج فائل کرنا ہے کیونکہ یہ جو تین دن
سے اخبارات میں یا میڈیا میں اسمبلی میں ہو رہا ہے میں کہتا ہوں اس کا اصل اسباب کیا آپ ذرا ہمیں
طمہن کر دیں۔

مولانا عبدالواسع (سنیر وزیر): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اپیکر! سب سے پہلے ہم آپ کے شکر گزار
ہیں کہ آپ نے ہمیں بجٹ ۲۰۰۵ء۔ ۲۰۰۶ء پے بات کرنے کا موقع دیا اور جناب اپیکر! ہم اس ہاؤس
اور معزز اکیلن اسمبلی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے بجٹ اجلاس کے دوران جو خلوص اور اخلاص کا
منظار ہر کیا جناب اپیکر! اس معزز ایوان نے ۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء بجٹ جو عام بحث کے لئے منظور ہوا ہے
اور پیش ہوا ہے اور اس پر بحث ہو رہی ہے جناب اپیکر! ایک وہ حالات ہیں کہ ہمارے صوبہ بلوچستان اور
اس کی پسمندگی اور ہمارے عوام کی پسمندگی اور پچاس سال سے جو ہمارے بلوچستان کے عوام پسمندگی
میں گزار رہے ہیں جناب اپیکر! وہ تو ہر ایک کو معلوم ہے اور ایک حقیقت ہے کہ پچاس سال کے مقابلہ
میں اگر ۲۰۰۷ء کے بعد جو ایکشن ہوئی ہے اور یہاں منتخب حکومتیں قائم ہوئی ہیں مرکز میں بھی ایک جمہوری
حکومت قائم ہوئی ہے اور یہاں بلوچستان میں جام صاحب کی قیادت میں ایک مشترکہ اور جمہوری
حکومت روایت دوال ہے تو پھر اس دو سالہ حکومت ہے جو جمہوری حکومت ہے اگر اس کا تناسب پچاس
سالہ سے لیا جائے۔ جناب اپیکر! تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام وہ تو ایسے حالات شاید اس پے
نہیں آسکے کہ جنت کے۔ سمجھے لیکن بدلتے ہوئے حالات کی طرف میں سمجھتا ہوں کہ یہ قدم ہے اور
روایت دوال ہے جناب اپیکر! میگا پرو جیکٹ کا کرد صاحب نے ذکر کر دیا کہ آپ کے جو میگا پرو جیکٹ چل
رہے ہیں گوارد جیسے بڑا منصوبہ چل رہا ہے اور اس کے علاوہ میرانی ڈیم کو شل ہائی وے سکنری ڈیم
جناب اپیکر! کچھی کینال تو یہ منصوبے جو اس پے کام ہو رہے ہیں تو جناب اپیکر! بلوچستان کے عوام کے
اندر امید کی ایک کرن پیدا ہوئی اور جو ماہی کے حالات تھے تو اب جناب اپیکر! بلوچستان کے لوگوں نے
بھی یہ محسوس کر دیا کہ ہماری سرزی میں پے اور ہمارے علاقے میں ترقی ہو سکتی ہے اگر کوئی چاہے تو
جناب اپیکر! اس کے علاوہ جو این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے جو کہ بلوچستان کو پچاس سال سے

پسمندہ رکھا گیا تھا اور میں یہ کہوں کہ بلوچستان کی وہاں کوئی نمائندگی نہیں ہوئی ہے اور مجھے یاد ہے کہ این ایف سی ایورڈ جو بتاتا تھا ہماری سیاست سے تعلق رہا ہے اسمبلیوں اور پارلیمنٹ سے تعلق رہا ہے تو اس پے ہوتا رہا ہے اور اس کے بعد ایک ہفتے کے اندر اس پے اعلان ہوتا رہا یہ این ایف سی ایورڈ تشکیل ہو گیا اور صوبے کا حصہ اور تمام حصہ متعین ہو گیا لیکن جناب اسپیکر! اب جب جمہوری دور میں اور موجودہ حکومت میں اگر یہ کہا جائے کہ چھ مہینے جو این ایف سی ایورڈ جو چل رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی رکاوٹ بلوچستان حکومت نے اور بلوچستان کے نمائندے ہیں کیوں وہ تو اپنے حق کے لئے انہوں نے فارمولہ پیش کر دیا اور پچاس سالہ مظالم جو تھے انہوں نے وہاں ظاہر کر دیا۔ جناب اسپیکر! جب صدر مشرف صاحب جب بلوچستان تشریف لائے تھے تو بلوچستان حکومت نے این ایف سی کے حوالے سے جو دو گھنٹے ان کے ساتھ بلوچستان کا این ایف سی کا کیس پیش کر دیا تو جناب اسپیکر! مشرف صاحب نے ہمارے کیس کو مان لیا اور اس حد تک وہ جذباتی ہو گیا انہوں نے کہا کہ جو گزرے ہوئے حکمران بلوچستان کے حکمران جو این ایف سی کے حوالے سے انہوں نے جو نا انصافیاں کی ہیں تو اس کے لئے میں بلوچستان کے عوام سے معافی مانگتا ہوں تو یہ ہماری حکومت کے اور آپ کی اس موجودہ حکومت کے خلوص کا نتیجہ ہے جناب اسپیکر! اس کے بعد جب این ایف سی پے اجلاس شروع ہو گئے اور آپ کے وزیر خزانہ جب وہاں جاتے تھے اور صرف اس معاملات پے واحد بلوچستان پے انہوں نے ایک فارمولے کے تحت وہاں گیا اور اس فارمولے کی بنیاد پے چاروں صوبے گھوم رہے تھے اس میں چار باتیں تھیں جناب اسپیکر! پہلے تو فارمولہ ایک تھا اور یہ بات چل رہی ہے کہ خالصتاً آبادی کی بنیاد پر محاصل کی تقسیم ہے لیکن آپ کی حکومت نے روزاول سے ہی یہ فارمولہ پیش کیا اور کسی صوبے نے یہ پیش نہیں کیا تھا میں اپنی اس موجودہ حکومت کا اور اپنے وزیر خزانہ کا یہ اعزاز سمجھتا ہوں کہ وہ وہاں فارمولے کے تحت گئے اور ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا اور فارمولہ تیار کیا اگر وہاں جزل پرویز مشرف صاحب کو بھی پیش کر دیا اور اسی فارمولے کو ہمارے وزیر خزانہ نے اجلسوں میں بھی پیش کیا کہ محاصل اور مجموعی محاصل کی تقسیم جو کہ اب تک خالصتاً آبادی کی بنیاد پر تقسیم ہوتے ہیں تو یہ فارمولہ ہم نا انصافی کا مارمولہ سمجھتے ہیں اور بلوچستان کے ساتھ ہم انتہائی زیادتی سمجھتے ہیں چونکہ آبادی کی بنیاد پر اگر محور مرکز بن جائے تو ہمارے

مجموعی حاصل سے ایک ارب کم ہو گئے اس بدمتی کو اگر دیکھا جائے تو آبادی اس طرح سے ہے اور پھر ہماری اس مہربانی کی وجہ سے ہم نے آبادی کی بنیاد کو مسترد کر دیا اور ہم نے کہا کہ آبادی کے ساتھ ساتھ رقبہ بھی شامل کیا جائے اپنیکر صاحب! اگر رقبہ کے ساتھ ساتھ اور پسمندگی بھی شامل کی جائے جناب اپنیکر! اور پسمندگی کے ساتھ ساتھ یونیو بھی شامل کیا جائے۔ لیکن آبادی پیش اپنی جگہ پر اس کے لئے ہم نے ۵۰ فیصد کی تجویز دے دی ہے۔ ۵۰ فیصد پیش آبادی کی بنیاد پر ہوا رباتی ماندہ ۵۰ فیصد رقبہ، پسمندگی اور یونیو اور ایک قسم کی پرستیج ہم نے اس طرح کر کھی تھی جناب اپنیکر! کہ ۱۰ فیصد صوبوں کے درمیان برابری کی بنیاد پر تقسیم ہو سینٹ صوبوں کے درمیان برابری کی بنیاد پر تقسیم ہو سینٹ ایک ادارہ ہے اس میں ہر صوبے کو اپنی نمائندگی ملتی ہے۔ جناب اپنیکر! یہ فارمولہ تھا اور یہ فارمولہ وہاں کے حکمرانوں وہاں کے لوگوں کے لئے اور دوسرے صوبوں کے دوستوں کے لئے ناقابل قبول تھا اس فارمولے کے لئے جو بڑے رقبے کے لئے تھا ہمارے دوستوں صوبہ سندھ اور سرحد کی حکومتیں پنجاب حکومت تو نہیں مان رہی اس کے لئے بھی وہ بمشکل تیار تھے لیکن ہمارے نمائندہ وہاں ڈٹ کر کھڑا تھا۔ جو بھی کچھ ہو ہم اس کو حاصل کر کے رہیں گے لیں اب تک این ایف سی کا فیصلہ نہ ہو سکا یہ فیصلہ چودن میں ہوا کرتا تھا اب جبکہ چھ مہینے گزر گئے تو جناب! یہ آپ کے حقوق کی جنگ ہے۔ آپ کا نمائندہ ہے بلوجتان کے حقیقی نمائندہ وہاں پہنچ گئے اور بلوجتان کے ساتھ گزری ہوئی نا انصافیوں کے ازالے کرنے کی بھی بات کی اور اب نئے فارمولے اور ان کے حاصل کرنے کی بھی بات کی اب تک ہماری یہی جدوجہد جاری ہے اسی بلوجتان کے لئے اور اسی بلوجتان کی محرومیوں کے لئے تو میں سمجھتا ہوں کہ افسوس اس بات پر ہے کہ آج یا کل جو یہ ملک کے حالات بدل گئے اور ہمارے خلف اللہ جمالی صاحب جو ہمارے صوبے سے تعلق رکھتے تھے اور بہت باوقار شخصیت تھے اور مرکز میں ہمارے نمائندہ اور پرائم منستر تھے ہم اس پر فخر کر رہے تھے ان حالات نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ چلے گئے۔ اور ان سے استغفار لیا جناب اپنیکر! میں سمجھتا ہوں اور مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ ہمارے نمائندہ وزیر خزانہ صاحب اور ہم چیف منستر کی قیادت میں ان سے ملے اور ہم نے ان سے گزارش کی اگر آپ کی سربراہی میں بلوجتان کے حق میں فیصلہ نہ ہو جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ کبھی بھی نہیں ہو گا اور ہم نے ان سے یہ گزارش کی کہ جناب جمالی صاحب حکومت آنی جانی چیز ہے

اور آپ اس کری پر زیادہ عرصہ بر اجمنان نظر نہیں آ رہے ہیں کیونکہ حالات بدلتے ہیں اور آپ کے حق میں حالات نہیں جارہے ہیں لیکن اگر آپ کی کرسی ختم ہوتی ہے۔ اور اگر اس بات پر ختم ہوتی ہے کہ بلوچستان کی گیس آپ نے accept کر لی اگر وہاں کے لوگوں نے آپ کو اس کرسی سے ہٹا دیا تو ساری زندگی بلوچستان کے عوام آپ کے لئے زندہ باد کے نعرے لگاتے رہیں گے اور اللہ آپ کو اجر دے گا کہ آپ نے ان کی نا انصافی کا ازالہ کر دیا لیکن جناب اسپیکر! افسوس کی بات ہے کہ اگر آج ظفر اللہ جمالی کی حکومت اس بات پر ختم ہوتی تو ہم بھی فخر کرتے تھے۔ اور دنیا بھی فخر کرتی تھی لیکن جب یہ نہ ہو سکا لیکن پتہ نہیں یہ ہماری کمزوری ہے ہم اس بات پر افسوس کے سوا کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو جناب اسپیکر! یہ وہ حالات ہیں کہ ہمارے ملک پر جو کچھ گزور رہا ہے اور جناب اسپیکر! آپ مجموعی حالات دیکھ رہے ہیں اور ہمارے ملک کے جو حالات ہیں۔ ملک کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے تو یہ حالات آپ کے ملک کی ترقی پر اثر انداز ہو سکتے ہیں جناب اسپیکر! میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا اور میں یہاں ۲۰۰۵ء۔ ۲۰۰۷ء اور ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ پلیز اپنا موبائل بند کریں آپ ذرا باہر جا کر بات کر لیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۵ء کے بحث پر آنے سے پہلے لیکن ۲۰۰۷ء۔ ۲۰۰۹ء کے بحث پر جاؤں گا۔ جناب اسپیکر! یہاں اس بلوچستان کے بارے میں مختلف ادوار میں اور مختلف اوقات میں آپ کے بیانات بھی آئے ہیں آپ کی رو لگ میں بھی آئی ہے اور جناب اسپیکر! ہم بھی اس پر فخر کر رہے تھے کہ بلوچستان ایک روایتی صوبہ ہے۔ اس کی اپنی ایک روایت ہے۔ دوسرے صوبوں میں وہ موجود نہیں ہے ہمارا قبائلی معاشرہ ہے اور ہماری قبائلی روایات ہیں ہم دوسرے لوگوں کے سامنے رکھ کر دوسرے صوبوں کے سامنے ہم فخر سے یہ کہتے تھے جناب اسپیکر! اور آپ جناب یہ بذات خود اظہار کرتے رہے۔ ہمارا صوبہ ایک روایت کے مطابق چل رہا ہے۔ اور اس معزرا ایوان ایک احترام کے انداز سے چل رہا ہے اگر کوئی مخالفت کرتا ہے تو بھی ایک احترام کا اندازہ ہو دیں کی بنیاد پر مخالفت کرتا ہے اور اگر کوئی حمایت ہو تو بھی دیں کی بنیاد پر ہو۔ جناب اسپیکر! ہماری وہ روایت جو ۱۹۷۰ء سے ہماری اسsemblی کی روایت چلی آ رہی تھی آج وہ کچکول علی کی قیادت میں ختم ہو گئی اور میں افسوس اس پر کرتا ہوں کچکول علی صاحب تو ہے اس کے بارے میں تو ہم کچھ نہیں کہتے ہیں اس سے زیادہ افسوس مجھے اس بات پر

ہے۔ کہ چیف آف جھالاوان اور چیف آف ساراوان جن کو ہم اس روایت کے اس قابلی اور باوقار معاشرے کے حامی سمجھتے ہیں اور یہ روایات اور پاسداری اس بنیاد پر ہوتی ہے کہ جب چیف ہوتا ہے کسی قوم کا کسی قبیلہ کا اور بلوچستان کی اس روایات کو برقرار اور مستحکم رکھنے کی وہ کوشش کرتے ہیں اگرچھوڑ لوگ اسے خراب کرنا چاہتے ہیں وہ انہیں اس کے لئے سبق چھوڑتے ہیں دو دن آپ نے جو روائیں دی آپ نے کہا کہ یہ اچھا نہیں ہوا اس پر میں زیادہ افسوس کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ ہمارے اور ان معزز دوستوں کے درمیان حکومت اور اپوزیشن کے درمیان جب ۲۰۰۲ء کا بجٹ پیش ہوا تو یہ سلسلہ شروع ہوا۔ جناب اسپیکر! اگر حزب اختلاف کو نظر انداز کیا جا رہا ہے حزب اختلاف کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں حزب اختلاف کو دیوار سے لگایا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ نے مختلف اوقات میں آپ نے کمیٹیاں قائم کر دیں آپ نے رولنگ دے دی اور آپ کی اس مقدس رولنگ کی بنیاد پر جناب اسپیکر! ہم نے ان لوگوں کے ساتھ مختلف میٹنگز بھی کی ہیں چیف منستر صاحب کی قیادت میں، وزیر خزانہ صاحب میں اور دوسرے دوست ان کے ساتھ ہم نے مختلف میٹنگز کی ہیں اور جو ہم سے ہو سکتا تھا جناب اسپیکر! اور ہم نے سمجھا کہ ہماری یہ روایات خراب نہ ہو جائیں۔ جوان کی شکایات آئی تھیں ہم نے اپنے ساتھیوں کی بجائے ان کی شکایات کا ازالہ کرنے جا رہے تھے۔ تو جناب اسپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں بلوچستان کے معاشرے کی روایات یہ بھی ہیں۔ کہ اگر کوئی حکومت صاحب اقتدار ہو۔ دوسروں کے ساتھ بہت شفقت اور ان کے ساتھ روادری کا مظاہر کرنا ہوتا ہم نے ان روایات کو قائم کھتے ہوئے جو بھی حتی الوع ان کی شکایات تھیں ہم نے آپ کی اس رولنگ کی بنیاد پر ختم کرتے رہے اور میٹنگ کرتے رہے اور اس کی بنیاد پر ۲۰۰۲ء۔ ۲۰۰۳ء ان کے حلقوں میں جو زیادہ تر علقوں کی بات کرتے ہیں کہ اپوزیشن کے حقوق کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ آپ کی رولنگ بھی ہے اور آپ کا مجھے حکم ملا کہ آ جائیں اور ان لوگوں کے سامنے اپنی پی ایس ڈی پی پیش کر دیں جو ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء کے دوران ان کے حلقوں میں جو کچھ ہوا ہے وہ پیش کریں اور ۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء کی جو پی ایس ڈی پی بنی ہے ان کے حلقوں کے لئے ان کی ذات کی اسکیمات نہیں تو جناب اسپیکر! آپ کے اس حکم کے مطابق ہم نے ۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء یہ سارے ان کے حلے کی اسکیمات میں ایوان کے سامنے رکھتا ہوں اور اس بنیاد پر رکھتا ہوں کہ ان لوگوں کا دعویٰ یہ تھا کہ عوام اور

بلوچستان کے عوام کے سامنے پیش کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دو باتوں میں سے ایک پر آجائیں اگر یہ روڈوں پر جاتے ہیں اور پر لیں کلب تک یہ مارچ کرتے ہیں تو مقصد یہ ہے کہ یہ عوام کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اور ہمارے حلقوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور یہ احتجاج ریکارڈ کرانا چاہتے ہیں تو مقصد یہ ہے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ساونڈ سسٹم چیک کریں۔ آپ جاری رکھیں۔

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): تو اس بنیاد پر جناب! آپ کے حکم کے مطابق اور ہم یہ اپنا فرض بھی سمجھتے ہیں کہ اس معزز ایوان کے سامنے ہم جواب دہ ہو جائیں کیونکہ یہ بلوچستان کے عوام کا ایک منتخب ادارہ ہے بلوچستان کے عوام کے حقوق کی بات کرنے والا یہ ادارہ ہی ہوتا ہے اور آپ نے دیکھ لیا کہ ہمارے اور ان دوستوں کے درمیان اختلاف کا نکتہ بلا خر سامنے آیا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہاں جا کر کمرے میں بیٹھ کر ہم آپ کے ساتھ کمرے میں بات کریں گے کہ یہ ذاتی اسکیم میری یہ ذاتی اسکیم میری یہ ذاتی اسکیم تو ہم نے کہا کہ نہیں آج اس معزز ایوان اور بلوچستان کا نمائندہ ایوان کے سامنے ہم نے یہ بات کرنا ہے کہ اس حلقة کی یہ اسکیم یا اسکیم اور یہ اسکیم ہے تو جناب اسپیکر! اگر اس بنیاد پر وہ یہاں اگر موجود نہیں ہیں تو عوام ہمارے سامنے ہیں صحافی سارے تشریف رکھتے ہیں سارے بلوچستان کے عوام سن رہے ہیں اور ریکارڈ کرنے کے لئے میں ان حلقوں کی ساری اسکیمات آپ کو بتاؤں گا اور نام لے کر بتاؤں گا کہ کیا ہے اور پڑھ کر سناؤں گا تاکہ سارے سن لیں اور ہر اسکیم کے مطابق پھر صحافیوں کو بھی اجازت ہے تمام بلوچستان کے عوام کو یہ اجازت ہے کہ وہ جا کر بلوچستان کی پی ایس ڈی پی کو چیک کروالے اور اگر اس میں میں نے ایک نام بھی غلط لیا ہے تو کوئی بھی آکر مجھے گلے سے پکڑ لے اور مجھ سے حساب لے لے کہ آپ نے غلط بیانی اس معزز فلور پر کی ہے تو جناب اسپیکر! پی ایس ڈی پی ۲۰۵۳ء۔ ۲۰۵۴ء میں اپوزیشن کے ارکان کے حلقوں میں اسکیمات کی تفصیل:-

اور سب سے پہلے جب قائد ایوان یہاں بیٹھے تھے اور ابھی بھی میں ان کو کہتا ہوں کہ آجائے اور یہاں تشریف رکھے تاکہ قائد حزب اختلاف کو میں ان کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہوں اور ان کے حلقة کی اسکیمات وہ خود سن لے اور اگر وہ بعد میں تنقیدی جائزہ کرنا چاہتا ہے تو کر لے تو سب سے پہلے ضلع پنجور

روڈسیکٹر میں

- ۱۔ بھائی و تمیر پنجگور کچک روڈ بارہ ملین روپے۔
- ۲۔ تمیر پنجگور حوشاب روڈ بالاتر سیکشن انیس ملین روپے۔
- ۳۔ تمیر پنجگور حوشاب روڈ گوران کنڈ چھیس ملین روپے۔
- ۴۔ بھائی و بہتری پنجگور سبز روڈ پینتیس ملین روپے۔
- ۵۔ خدا آبادان نکر روڈ پنجگور بیس ملین روپے۔
- ۶۔ خدا آبادان سے مسجد روڈ تیس ملین روپے۔
- ۷۔ تمیر مختلف روڈ پنجگور انک روڈ جو چھوٹی چھوٹی اسکیمیات ہیں وہ ہم نے اس حد تک کر دیئے ہیں کہ ۲۰۰۰ء-۲۰۰۲ء کی پی ایس ڈی پی میں ہم نے اپنے دوستوں کو بھی کم دیا ہے اور ان کے لئے ہم نے بلاک کے طور پر بھی مختلف روڈوں کے لئے باکیس اعشاریہ تین سو ملین یہ بھی ہم نے ان کے حلقات میں روڈ سیکٹر کے لئے دیئے ہیں یہ سارے جمع کر کے جناب ایک سو چوتھو سو ستمہ ملین۔

جناب اسپیکر: یہ لکنے کروڑ بنتے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): یہ سولہ کروڑ چالیس لاکھ روپے ہے۔

جناب اسپیکر: سولہ کروڑ چالیس لاکھ آپ نے روڈسیکٹر کے لئے دیئے ہیں؟

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): جی ہاں جو قائد حزب اختلاف کا پنجگور حلقہ ہے اور میں اس کا مشکور ہوں اور یہ دوست اب ہال میں آئے ہیں اور میں ان اسکیمیات کو دوبارہ دہرا ہوں گا۔ حزب اختلاف کی آمد پر (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: جی۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈ ووکیٹ: مولانا واسع معاذر سے جناب اسپیکر! چونکہ ہم بجٹ اجلاس کی کارروائی میں حصہ نہیں لے رہے ہیں اور اس بیمار پر ہم آپ کے پاس وائٹ پیپر بسلسلہ بد عنوانی عدم مساوات تقسیم ترقیاتی فنڈ اقربا پوری اور اچھی حکمرانی کے فقدان کے تحت آپ کو یہ کاغذات جمع کروار ہے ہیں اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو آپ کی سیکٹری کے پاس جمع کروادیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جمع کروادیں۔

(حزب اختلاف کے ارکان واک آڈٹ کر گئے)

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): جناب اسپیکر! میں تو بہت خوش ہوا لیکن پھر افسوس ہے کہ دوست نکل گئے اور اقرباً پروردی کے متعلق میں بیان کروں گا اور سولہ کروڑ تو روڑ سیکٹر میں میں نے بیان کر دیا۔ سولہ کروڑ چالیس لاکھ روپے قائد حزب اختلاف کے حلے میں آئے ہیں۔ یہ ۲۰۰۵ء - ۲۰۰۶ء کے ہیں اور ۲۰۰۶ء - ۲۰۰۷ء پر آ رہا ہوں۔ یہ سارے ہمارے پاس ہیں اور یہ اگر ہمارا چکول کے ساتھ یہ اقرباً پروردی ہے چکول اور میرے ساتھ کوئی قرابت ہے تو ایوان کے سامنے بتائے۔ یعنی یہ بتائیں اب ایوان کے سامنے کرنے ہیں۔ یہاں بات ہو جائے تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

واٹر سیکٹر میں پنجگور۔

- ۱۔ سرگئی اریگیشن اسکیم پنجگور انیس ملین روپے۔
- ۲۔ تعمیر گوازی ڈیلے ایکشن ڈیم۔ سولہ اعشار یہ آٹھ سوتیس ملین روپے۔
- ۳۔ سارا اول فلڈ اریگیشن اسکیم پچھتر ملین۔ یعنی سات کروڑ کا اسکیم ہے۔
- ۴۔ نوک آباد کش ڈیم۔ دو ملین روپے۔
- ۵۔ واشک درخشن ڈیم دو ملین روپے۔

تو جناب یہ سارے جمع کر کے ایک سو پندرہ اعشار یہ پانچ سو تریس ملین بنتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ اریگیشن میں ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): یہ اریگیشن سیکٹر پنجگور میں ہے یہ پندرہ کروڑ پانچ لاکھ تریس ہزار کے قریب بنتے ہیں یہ اریگیشن سیکٹر میں دیئے گئے ہیں۔ پنجگور کے لئے یہ ۲۰۰۶ء - ۲۰۰۷ء پی ایس ڈی پی ہے جو ہم نے شامل کیا ہے اور ہماری حکومت نے شامل کیا ہے اس طرح بھی نہیں ہے کہ یہ پہلے سے گزر ہو۔ تعلیم سیکٹر میں خریداری زمین برائے ہائی اسکول کرم کند پنجگور دس ملین۔ جناب اسپیکر! کوئی سے باہر ہماری اپنی حکومت کے ساتھیوں کے حلقوں میں تائیں کسی بھی حلے میں ہم نے زمین کی خریداری کے لئے فنڈ دیئے ہیں لیکن ہم نے قائد حزب اختلاف کا کیونکہ انکا احترام ہماری نظر میں بہت زیادہ ہے پتہ

نہیں اُن کے اپنے اندر اپنے بارے میں احترام رکھتے ہیں یا انہیں رکھتے ہیں یہ تو جناب اسپیکر نمبر ایک۔
 نمبر دو۔ تعمیر چار دیواری اٹیمینٹری کالج پنجگور ایک ملین۔ اجراء نیا پرائمری اسکول ڈنیٰ بجارت بازار پنجگور
 ایک اعشار یہ دو سو ملین۔ تعمیر مل اسکول بلڈنگ پنجگور دو ملین جناب اسپیکر! آپ گریڈ یشن پرائمری اسکول
 بونستان نوک آباد پنجگور کو مل لیوں دو ملین جناب اسپیکر! آپ گریڈ یشن گرلز پرائمری اسکول محلہ موالی
 دو اعشار یہ دو سو ملین۔ عبید اللہ پنجگور ٹو مل لیوں پرائمری بھلی گرلز مل اسکول ڈر آفس چونکان پنجگور یہ ایک
 لاکھ چوتیس ہزار۔ فراہمی بھلی بواز ہائی اسکول عیسائی پنجگور ایک لاکھ چوتیس ہزار۔ فراہمی بھلی بواز ہائی
 اسکول بونستان پنجگور ایک لاکھ چوتیس ہزار۔ اجراء نیا بواز پرائمری اسکول شناشی کلاس پنجگور
 ایک اعشار یہ دو سو بیس ملین۔ اجراء شدہ نیا گرلز پرائمری اسکول راہی نگوری قطہ دری ایک ملین اعشار یہ دو سو
 بیس۔ اجراء شدہ نیا گرلز پرائمری اسکول فتح محمد بازار وغیرہ ایک ملین جناب اسپیکر! اجراء شدہ نیا گرلز
 پرائمری اسکول کلی سردار محمد حنفی ایک ملین اعشار یہ دو سو بیس۔ تعمیر بلڈنگ پرائمری اسکول آزاد ہم
 شہر و شہیوت پنجگور ایک ملین اعشار یہ دو سو۔ تعمیر بلڈنگ برائے پرائمری اسکول کروم بدھ یا پنجگور ایک ملین
 اعشار یہ دو سو۔ تعمیر بلڈنگ برائے پرائمری اسکول سیر آباد و شہود ایک ملین اعشار یہ دو۔ آپ گریڈ یشن
 بواز مل اسکول ملک آباد و شہود تین ملین جناب اسپیکر! ایک عداد اضافی کمرہ مل اسکول گود بہادر آباد و شہود
 چار لاکھ بیاسی ہزار۔ تو جناب اسکول اسکا گل مل مل کے کتنیں ملین جناب اسپیکر!
جناب اسپیکر: ایجوکیشن میں؟

مولانا عبدالواسع (سینئروزیر): تعلیم سیکٹر میں جناب اسپیکر! پی ایچ ای سیکٹر یعنی والٹر سپلائی سیکٹر۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: اچھا یا بھی تک پنجگور شروع ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئروزیر): یہ پنجگور۔

جناب اسپیکر: اچھا پھر تمام ٹوٹل آپ نے کیئے ہوئے ہیں ہر سیکٹر کے؟

مولانا عبدالواسع (سینئروزیر): جی کیا؟

جناب اسپیکر: جب آخر میں تمام لگت آپ نے ٹوٹل کیئے ہیں؟

مولانا عبدالواسع (سینئروزیر): آخر تمام بتاؤں گا جناب اسپیکر! ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء۔ ۲۰۰۶ء۔ ۲۰۰۷ء پر

آؤں گا۔

جناب اسپیکر! جی۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): واٹر سپلائی اسکیم نگر پنجگور پانچ میں جناب اسپیکر! واٹر سپلائی اسکیم ڈیپ تسب پنجگور دولین۔ واٹر سپلائی اسکیم محلہ داد محمد پنجگور دولین جناب اسپیکر! واٹر سپلائی اسکیم سورچیر پنجگور دو ملین۔ واٹر سپلائی اسکول شاہی حسن بازار تین ملین۔ فراہمی آب اسکیم مزدہ مزدہ الو پنجگور تین ملین۔ فراہمی آب اسکیم پل آباد پنجگور تین ملین۔ تنصیب چالیس عدد زرعی ٹیوب ویل پنجگور انیس ملین۔ بہتری سپلاؤی نواں ظہور پنجگور پانچ ملین۔ یہ جناب اسپیکر! گل جمع کر کے سینتا لیس ملین اعشار یہ نوسوتاسی۔ حساب لگاؤ جناب اسپیکر! حساب سے تو گزر گیا۔ اچھا فلڈ سیکٹر میں جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: پنجگور۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): پنجگور ہیں سارے۔ کیونکہ رحمت علی اور قائد حزب اختلاف کا حلقة ہے پنجگور۔ نمبر التعمیر زراعت ڈیلے ایکشن ڈیم پنجگور پانچ ملین۔ چھپاڑتی بندات زمین باغات دونوں طرف پندرہ ملین۔ کنارے خدا آباد ان ندی پنجگور یہ سب اکٹھا کر کے بیس ملین۔ پرائم منسٹر پروگرام کے تحت یہ تو پرائم منسٹر کا تو میں کیا بتاؤں یہ تو چلو پرائم منسٹر نے دیا ہے۔ ایم پی اے پروگرام کا تو پانچ ملین ہے۔ تو گل مختص شدہ۔۔۔ یہ ذرا پنجگور کا میں آپ کو بتاؤں۔

جناب اسپیکر: جی ٹو ٹیل بتادیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جو ٹو ٹیل۔

جناب اسپیکر: پنجگور کا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): گل مختص شدہ رقم چار سو آٹھ ملین۔ یعنی چالیس کروڑ ستاسی لاکھ ساٹھ ہزار روپے۔

جناب اسپیکر: چالیس کروڑ؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): چالیس کروڑ ستاسی لاکھ ساٹھ ہزار روپے۔

جناب اسپیکر: او کے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): اور یہ وہ چیک کر کے اور یہ ۲۰۰۵ء۔ ۳۰۰۶ء یہ قرابت ہے یا جو بھی سمجھتے ہیں یہ قائد حزب اختلاف کے علاقے میں اور اُس ضلعے سے تعلق رکھتا ہو۔ یہ حکومتِ بلوچستان نے وہاں یہ اسکیمات دی ہیں جناب اپیکر! اب لوگ یہ سارا سال اس بنیاد پر حکومت کو بھی بلیک میل کرتا رہا اور دنیا کے سامنے بھی کہتا رہا کہ زیادتی ہوئی ہے۔ اگر یہ زیادتی ہو تو پھر زیادتی مجھے بتائیں وہ کیا ہوتا ہے۔ ضلع قلعہ عبداللہ جناب اپیکر! عبدالجید اچکزئی صاحب اور نسیم تریائی صاحب اور میر من سپوزمی جو کہ ضلع قلعہ عبداللہ سے تعلق رکھتے ہیں جناب اپیکر! روڈ سیکٹر میں ان کے حقوقوں میں یہ کام حکومت بلوچستان نے کیے ہیں۔ اور زیادتی کی بات میں نے پہلے بتادی۔ تعمیر بلیک ٹاپ روڈ حاجی سے زئی سے ٹوٹ اڑہ تک بارہ میں۔ تعمیر بلیک ٹاپ روڈ کچھری سے سور قلعہ تینیس میں۔ تعمیر روڈ سید حمید سے چھ باریزی پینتیس میں۔ گلستان غزہ بند روڈ چھپیں میں۔ زڑہ بند دوبندی روڈ اکیس میں۔ کلی منے زئی سے مرور سیدان روڈ بارہ میں۔ زڑہ بند دوبندی روڈ دس کلومیٹر چھپیں میں۔ تعمیر روڈ سید حمید لا جو ر سے عنایت اللہ کاریز جو کہ مجید خان اچکزئی کا اپنا گاؤں ہے اپنا گھر ہے وہاں ستائیں میں۔ وہ گھر والی بات بھی ہم سے ہو سکی لیکن شاید یہ یقین نہ کریں گھر کے لئے بھی ہم نے بلوچستان گورنمنٹ نے شامل کر لیا اور وہ روڈ بنی۔ یہ سب جناب اپیکر! ٹوٹل کر کے تو ایک سوترا سی میں روڈ سیکٹر میں۔

جناب اپیکر: روڈ سیکٹر میں؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): روڈ سیکٹر میں ایک سوترا سی میں جن حقوقوں میں۔ قلعہ عبداللہ کے سارے اس میں نہیں کیونکہ ایک جو حافظ صاحب کا حلقہ ہے تو وہ اپنی جگہ پر۔ لیکن یہ اُن حقوقوں میں جن حقوقوں سے نسیم تریائی صاحب اور عبدالجید اچکزئی صاحب کا میاب ہوئے ہیں تو اٹھارہ میں۔ ایک سوترا سی نہیں۔ اٹھارہ کروڑ اور اعشار یہ پانچ سوتر سیٹھ۔ یعنی اٹھارہ کروڑ پچاس لاکھ یقینی بتتا ہے۔ یہ تو روڈ سیکٹر ہوا جناب اپیکر! اچھا نومبر بھی اس میں لکھا ہوا ہے وہ تو بعد میں لکھا ہے۔ اسکے میں انکا بھی ہے۔ تو اسکے میں اس میں شامل کر دیا جائے تو پھر کتنا بتتا ہے اٹھارہ کروڑ سے پھر کتنا آگے جا کے بتتا ہے۔ جناب اپیکر! واٹر سیکٹر میں میں آ رہا ہوں۔ یعنی اُن حقوقوں کا جو نسیم تریائی صاحب عبدالجید اچکزئی صاحب کا۔ تعمیر کا شنگ اریگلیشن اسکیم ارمی تین میں جناب اپیکر! تعمیر مزہ کاریز اسکیم پانچ میں۔ تعمیر دوگی اریگلیشن

اسکیم تیرہ ملین۔ کنجاؤ ڈیلے ایکشن ڈیم بارہہ ملین۔ ڈیلے ایکشن ڈیم زیکل پلانو بند تیرہ ملین۔ وژلونہ ارمی ڈیلے ایکشن ڈیم آٹھ ملین۔ کل ٹوٹل حساب کر کے جناب اسپیکر! پچپن ملین۔ جناب اسپیکر! تعلیم سیکٹر میں آ جاو۔ وہاں ہم نے ایک انٹر کانج دیا تھا لیکن وہاں زمین نہ ملنے کی وجہ سے ہماری طرف سے تو ہم نے approved کیا ہوا تھا لیکن اب تک وہ نہیں بن سکا۔ یعنی کام اس پر شروع نہ ہو سکا کیونکہ گلستان وہاں قلعہ عبداللہ کے حالات آپ کو معلوم ہیں جناب اسپیکر! اجراء انٹر کانج گلستان ستائیں ملین۔ تعمیر بلڈنگ پر ائم्रی اسکول قاسم خان گلستان ایک ملین۔ تعمیر بلڈنگ پر ائم्रی اسکول نیک محمد آرمی ایک ملین۔ تعمیر بلڈنگ پر ائم्रی اسکول گرائی خواجہ عمران ایک ملین۔ اجراء پر ائم्रی اسکول کلی امان اللہ نیک نظر ایک ملین۔ اجراء شدہ پر ائم्रی اسکول حاجی محمد حسن گلک ایک ملین۔ تعمیر بلڈنگ پر ائم्रی اسکول نیوکلی شمسوزی ایک ملین۔ تعمیر بلڈنگ پر ائم्रی اسکول کلی حاجی خدا نیداد ایک ملین۔ تعمیر بلڈنگ پر ائم्रی اسکول کلی عباس میزی اڑہ ایک ملین۔ آپ گریڈیشن بوائز ڈیل اسکول کلی منگورزی تین ملین۔ تعمیر ہائی اسکول بلڈنگ کلی اسماعیل آرمی تین ملین۔ تعمیر پر ائم्रی اسکول بلڈنگ حاجی رسول میرانزی ایک ملین۔ یہ ٹوٹل کر کے جناب اسپیکر! چوالیں ملین اعشاریہ ستاون۔ اچھا جناب اسپیکر! واٹر سپلائی سیکٹر میں۔ واٹر سپلائی میزی اڑہ تین ملین۔ واٹر سپلائی قلعہ عبداللہ ٹاؤن پانچ ملین۔ براہمی آب اسکیم عنایت اللہ کاریز سات لاکھو ہزار۔ ڈیرہ پروگرام کے تحت ضلع قلعہ عبداللہ کی مختلف اسکیمات۔ لیکن ڈیرہ پروگرام کے جناب اسپیکر! وہ کچکوں علی صاحب کا ابھی تیار نہیں ہوا ہے اسکا بھی میں بعد میں پیش کروں گا۔ کیونکہ ڈیرہ کا تو کچھ آیا ہے کچھ ابھی تک میں نے لگایا ہے اپنے آفیسروں کو وہ لارہے ہیں۔ جب بھی آتے ہیں تو میں آپ کو پیش کرتا رہوں گا۔ مختلف اسکیمات کاریزی چینیں وغیرہ چھیسا سٹھیں ملین جناب اسپیکر! چھ کروڑ۔ چھیسا سٹھیں ملین۔ گلستان کاریز چینیں تین ملین۔ تنصیب پچاس عدد زرعی ٹیوب ویل اڑتا لیں اور چھ عدد واٹر سپلائی اسکیم میں ملین۔ ڈیرک پروگرام کے تحت کاریزوں کی صفائی اور چینلز کی تعمیر پیش کروں ملین۔ یہ کل مل ملا کے جناب اسپیکر! دو سو بارہہ ملین اعشاریہ آٹھ سو گیارہ۔ آرائی سی گلستان کی تعمیر نولیں۔ آرائی سی دو بندی کی تعمیر نولیں۔ یہ اٹھارہ ملین ہیلی تھے سیکٹر میں اُن کو ملا ہے۔ اُن حلقوں میں۔ توبہ اچکزی اور قلعہ عبداللہ کے مختلف فلڈ ایریکیشن پروگرام میں بنتیں ملین اور تعمیر گلستان ڈیلے ایکشن ڈیم سترہ ملین کل پچاس ملین

فلڈ اریگیشن کے لئے۔ پرائمری فنڈر پکج کا جناب اسپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ ہر ایم پی اے کو ایک ایک کروڑ ملا تو تین ملین یعنی ایک کروڑ سیٹیسم تریائی اور ایک کروڑ مجید خان اچھتی اور ایم پی ایز پروگرام پندرہ تو یہ سارے مل ملا کر پینتا لیں ملین اس سیکٹر میں یعنی اریگیشن سیکٹر میں تو کل مہیا کردہ فنڈ تھیں گلستان اور قلعہ عبداللہ جوان حلقوں کا یعنی تھیں گلستان ۲۱۱ یعنی اکٹھ کروڑ دس لاکھ روپے۔ ۵۰۰ء۔ ۲۰۰۸ء پی ایس ڈی پی میں ان دونوں حلقوں میں خرچ ہو چکا ہے۔ اچھا جناب اسپیکر وہاں ضلع خضدار کا حلقة کیونکہ وہاں شاء اللہ زہری صاحب۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ صرف اتنا بیان کریں کہ روڈسیکٹر میں اتنا ایجکیشن میں اتنا اسکیم کا نام چھوڑیں۔ کیونکہ ہمارے پاس ٹائم کم ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! یہ جو اکبر مینگل کا حلقة ہے یہاں کیونکہ وہاں ڈسٹرکٹ خضدار سے مولانا فیض محمد صاحب بھی وہاں سے ہیں اور سردار شاہزادہ زہری صاحب بھی وہاں سے ہیں۔ تو اس وجہ سے مجھے وہاں اسکیمات کا صحیح طریقے سے پتا نہیں چلتا تھا تو پھر بھی یہ اسکیمات ان کے حلقات کیونکہ ان کے حلقات کا حدود وار بعد مجھے معلوم نہیں تھا۔ اس میں کل مہیا کردہ جو مجھے پتا ہے شاید اس سے زیادہ چھپیں کروڑ چھپیں لاکھ انہیں ہزار روپے کی اسکیمات وہاں سے ہم نے نکالی ہے۔ جناب اسپیکر! اختر لانگو صاحب جو کہ کوئی نہ سے تعلق رکھتا ہے تو ان کے حلقات میں کیونکہ کوئی نہ میں ہمارے چھا ایم پی ایز صاحبان ہیں اور کوئی آپ کو جیسا کہ معلوم ہے کہ کمپیل ہے اور یہاں اور اسکیمات بھی زیادہ ہوتی ہے جوان کے حلقوں سے تعلق رکھتا ہے ورنہ کمپیل میں کوئی نہ میں بہت زیادہ ہوا ہے۔ تو چھپیں کروڑ یہاں مختلف سیکٹر والے سیکٹر روڈسیکٹر۔

جناب اسپیکر: یعنی کہ ٹول چھپیں کروڑ۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): ہاں اکیس ملین ان کو روڈسیکٹر اور اس قسم کے چھپیں کروڑ ان کے حلقات انتخاب میں جو یہاں کوئی سے چھا ایم پی ایز صاحبان تو اگر اس حساب سے دیا جائے چھپیں چھپیں تو چھا ایم پی ایز صاحب کا کوئی ڈسٹرکٹ میں۔ جناب اسپیکر! تیرہ ملین اور پی ایچ ای سیکٹر میں بیالیں ملین اور دوسرے پروگرام پرائمری فنڈر پکج اور ایم پی اے میں پندرہ ملین کل مہیا کردہ رقم ستاون کروڑ اسی لاکھ نانوے

ہزار اور جناب اپیکر! ڈسٹرکٹ موئی خیل جہاں سے اعظم موئی خیل صاحب کامیاب ہوا ہے۔ تو روڈسیکٹر میں جناب اپیکر! ایک سو اٹھیس ملین و اٹر سیکٹر میں ۳۳ ملین اور تعلیم سیکٹر میں ۱۳ ملین پی اتچ ای سیکٹر میں ۲۲ ملین اور دوسرے پروگرام میں جس میں وزیر اعظم پیکچ اور ایم پی اے پروگرام وغیرہ وہاں ۲۲ کروڑ۔

جناب اپیکر: ڈیرہ اور ڈیمیرک پروگرام بھی ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): تو دوسرے پروگرام لیکن میں سمجھتا ہوں جناب اپیکر! جو آپ کا حکم ہمیں ملا تھا۔ ہمارا سارا اسٹاف لگا ہوا ہے۔ شاہد انہوں نے ڈیرہ اور ڈیمیرک اکھٹا نہیں کیا ہے تو ۲۲ کروڑ ۷۳ لاکھ ۳۲ ہزار روپے وہاں ڈسٹرکٹ موئی خیل میں خرچ ہوا ہے۔ یہ فگر ہم نے دیئے ہیں ۳۰۰ء۔ ۲۰۰ء اور ۲۰۰ء۔ ۵۰۰ء تک تیاری کے مرحل میں ہے جب تیار ہو گا تو اسی سیشن۔

جناب اپیکر: اچھا ۲۰۰ء۔ ۵۰۰ء میں ان جاری اسکیموں کے لئے مزید قدم رکھی گئی ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اپیکر! going on اسکیموں کے لئے مزید فنڈ جیسا کہ ہمارا فیصلہ اٹل ہے کہ بلوچستان کے جتنی بھی جاری اسکیمات ہیں going on اسکیمات کے لئے ہم نے کسی بھی حلقہ کا کیونکہ اگر فنڈ کاٹ دیا جائے تو بلوچستان کے پیسے ضائع ہونگے۔

جناب اپیکر: اس کا مطلب یہ ہے کہ ۳۰۰ء۔ ۲۰۰ء کی جو لگت آپ نے بتائی ہے اتنی ہی لگت on going کے طور پر بھی دیئے ہوں گے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اپیکر! یہ اسکیمات on going بھی ہوتی ہیں۔ کیونکہ کاست ان کا ہوتا منصوبوں کا وہ میں آپ کو بتاتا چلوں گا۔ going on اسکیم تو آپ کے حلقے میں بھی ہے اور ہمارے حلقے میں بھی اس طرح ہر ایم پی اے کے حلقے میں going on اسکیمات ہیں۔ تو جناب اپیکر! یہ وہ سارے حالات ہیں۔ اب ان حالات کے تناظر میں جو ایک سال سے انہوں نے دنیا کے سامنے بلوچستان حکومت کی نا انصافیوں کا جو وہ رچا رہا تھا۔ کہ بلوچستان حکومت ہمارے ساتھ نا انصافی کر رہی ہے اور جناب اپیکر! میں اس پر بھی آؤں گا کیونکہ بعد میں ایک بار پھر میں بات کروں گا۔ اور اس بات پر آؤں گا مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب ۱۹۹۶ء ہم حزب اختلاف میں تھے اور ان دوستوں کی حکومت تھی اور یہ دوست حکومت میں بیٹھے تھے۔ اور اس دور کی پی ایس ڈی پی نکال کر بتا دیں کہ انہوں نے

حزب اختلاف کے حلقے کی ایک بھی اسکیم شامل کی ہے ہمارے حلقوں میں جناب اسپیکر! تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پیش کی ہے اور بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں اس سے پہلے اس طرح کا بجٹ کبھی بنا بھی نہیں جو کہ موجودہ حکومت نے بناریا ہے اور سارے عوامی نمائندوں کی رائے لیتی ہے اور ان کی اسکیمات ان کی رائے پر ہوتی ہیں پہلے تو اس طرح ہوتا تھا کہ ایم پی اے فنڈ کے علاوہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایم پی اے کی رائے شامل تک نہیں کرتے۔ بلکہ یہ کام متعلقہ حکاموں کو سونپے جاتے تھے اور کہا جاتا کہ یہ کام حکاموں کا ہے اس کو ایم پی اے سمجھتے بھی نہیں۔ تو سارے پیسے حکاموں کے ٹینکنیکل معاملات پر خرچ کرتے کہ یہاں ریسرچ ہے یہاں فلاں فلاں ہے وغیرہ۔ ایلوکیشن بلاک کی صورت میں رقم رکھتے تھے۔ اور اندر ہی اندر خرچ ہوتے تو اس بات کا مظہر ہے کہ بلوچستان حکومت نے ترقی اور ڈولپمنٹ کا عمل تو جاری کر دیا۔ اور ایسی روایا دواں ترقی ہاں یہ ایک الگ بات ہے کہ ہمارے وسائل محدود ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکزی حکومت ہمیں زیادہ سے زیادہ وسائل مہیا کر دے اور ان حالات میں جناب اسپیکر! ہماری حکومت نے جو پی ایس ڈی پی بنائی ہے بجٹ بنادیا ان حالات میں میں سمجھتا ہوں اگر یہ ادھر بیٹھے تھے۔ یہ لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ہم نے اللہ کا نام لیکر اور ان وسائل کی بنیاد پر جو ہمیں اپنا حق سمجھتے ہیں۔ این ایف سی کے حوالے سے ہمیں ملنا ہے اور جناب اسپیکر! ہماری حکومت نے یہ بھی طے کر رکھا ہے کہ اگر بلوچستان کے نان ڈولپمنٹ کے لوگوں کو کھانے پر کٹ لگنا ہے وہ لگادیں گے اور ڈولپمنٹ کو نہیں روکیں گے اور بھی اس فلور پر میں کہتا ہوں کہ ہم ڈولپمنٹ کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ اور بلوچستان کے عوام کی خوشحالی اور ترقی جاری رکھنا چاہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! یہ لوگ ہماری اس ترقی اور یہ بلوچستان کے عوام کی ترقی جیسا کہ پہلے ان لوگوں نے ان کو فرتوں کے سواء کچھ نہیں دیا لاشوں کے سواء کچھ نہیں دیا آب جبکہ بلوچستان کے لوگ خوشحال ہے (ڈیک بجائے گئے) اور بلوچستان کے لوگ خوشحالی کے راستے پر گامزن ہو چکے ہیں یہ تو یہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ اگر خوشحال ہو نگے تو ہم اس کو کس طرح لڑائیں گے تو میگا پراجیکٹ کے خلاف باقی شروع کر دیں اس حد تک وہ کہتے ہیں کہ ان کو بند کیا جائے جناب اسپیکر! یہ کہاں کا منطق ہے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ہم تحفظات رکھتے ہیں یہ بلوچستان کے عوام کے مفاد کے لئے استعمال ہو جائے جیسے

کہ ہمارا مواقف ہے اور مغلوط حکومت بنانے کے دوران ہم نے جام صاحب سے معائده کیا ہے کہ میگا پراجیکٹ بلوچستان کے عوام اور ان کے مفاد کے لئے جو بلوچستان کے عوام اس سے زیادہ استفادہ حاصل کر لیں اسی بنیاد پر ہم کوئی ملکی سینٹر قائم کر رہے ہیں تاکہ گوادر پورٹ مکمل ہونے کے بعد ہمارے پاس ٹیکنیکل نوجوان ہوں اور ہمارے لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کر سکیں اور اسی بنیاد پر ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے جتنے بھی پراجیکٹس ہیں سینڈک پراجیکٹ ہے سوئی گیس ہے اور گوادر پورٹ ہے کوئی ہائی وے ہے میرانی ڈیم ہے سکردنی ڈیم ہے وہ سارے بلوچستان کے عوام اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کر لیں اور ہمارے جتنے بھی ذخائر ہیں ہمارے جتنے بھی تیل و گیس اور معدنیاتی ذخائر ہیں تو ہماری حکومت نے یہ تہبیہ کر رکھا ہے کہ ہم ضرور اس طرح ڈولپ کریں گے لیکن بلوچستان کے عوام کے لئے ان کے مفادات کے لئے سب سے پہلا حق اس پر بلوچستان کے عوام رکھتے ہیں اور اس کے دوسرے نمبر پر بیشک ہم اس ملک میں رہتے ہیں اور ہم اس پاکستان کو ایک خوشحال پاکستان دیکھنا چاہتے ہیں اور ہم وطن عزیز کے لئے اور ان کی بقاہ اور سالمیت کے لئے ہم نے کبھی قربانی سے دریغ نہیں کیا ہے تو جناب اپسیکر! یہ لوگ پتہ نہیں ہے یہ ملک کس حد تک وہ رکھنا چاہتے ہیں میں جب ان لوگوں کو دیکھتا ہوں ان کے ذہن میں یہ نہیں ہے کہ یہ ملک سالم اور قائم رہے اور اس طرح کی باتیں وہ کرتے ہیں تو جناب اپسیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں آپ سے زیادہ ٹائم نہیں لوں گا لیکن ایک گزارش آپ سے کروں گا کہ میری ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء کی جو سٹ ہے مکمل ہو جائیگی مجھے ایک موقع اور بھی آپ دے دیں تاکہ میں پڑھ کر سناؤں پھر فیصلہ اس عدالت میں اور اس معزز ایوان پر اور اس بلوچستان کے عوام پر میں چھوڑ دیتا ہوں یا ہم نااہل اور ظالم ہیں ہم بلوچستان کے عوام کی ترقی نہیں دیکھنا چاہتے یا یہ لوگ بلوچستان کے عوام کے حقوق کے نام پر ان کو پسمندہ رکھنا چاہتے ہیں جیسا کہ پہلے ریکارڈ ہمارے سامنے ہیں۔

مردم شماری کے حوالے سے، زرعی کالج کے حوالے سے، جو بھی ہے وہ آپ کے سامنے ہیں۔ شکریہ!

جناب اپسیکر: مہربانی، مولانا واسع صاحب کو اس لئے زیادہ ٹائم دیا گیا کہ یہ تین دن سے انہی باقتوں پر احتجاج جاری تھا تو میں بھی چاہتا تھا میں نے کل حکم بھی دیا تھا کہ آپ اسمبلی کو مطمئن کریں ہاؤس کو مطمئن کریں عوام کی اسمبلی، عوام کی عدالت میں کھڑے رہے اس لئے میں نے اس کو زیادہ ٹائم دیا ابھی نماز تک

انشاء اللہ اجلاس جاری رکھیں گے، جی۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اپیکر! یہ بحث سیشن ہے اسمبلی کے دو ماہ کی تنخواہ جو کہ یہاں کی روایت بھی ہے، میں ایم پی اے صاحبان سے اور میں بھی اس کا آپ سے اور جام صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کو دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام معزز ہاؤس معزز ایوان سے ایک بات اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ جام صاحب اور ریخزانہ صاحب سے کیونکہ بحث بنانے میں جوزیادہ سے زیادہ پریشانیاں اور تھکاوٹ جو ہوتی ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہے ابھی تک تو بھی پی ایس ڈی پی کے اجلاس جاری ہیں تو پی اینڈ ڈی کے شاف جو ہیں وہ سب سے زیادہ تھکے ہوئے ہیں اور اس پر مصروف ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ حق پی اینڈ ڈی کے شاف رکھتے ہیں اور اس میں ان کو بھی شامل کیا جائے جیسے کہ اسمبلی کے ملازم میں کو دو ماہ کی، اسی طرح پی اینڈ ڈی کے شاف کو پرائیوری نیاد پر دیا جائے اور میں جام صاحب اور ریخزانہ سے یہ گزارش کرتا ہوں۔

جناب اپیکر: او کے۔

امبروز جان فرانس: یہ جو ڈی پی آر کے فوٹو گرافر ہیں اس اعزاز یہ میں ان کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب اپیکر: مولوی فیض اللہ صاحب مختصر۔

مولانا فیض اللہ (وزیر زراعت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپیکر صاحب! سب سے پہلے میں چیف منستر صاحب اور فناں منستر صاحب کا اس شاندار بحث بنانے پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن زیادہ ڈیپیل میں نہیں جاؤ گا کیونکہ کل سے یہاں ہمارے ساتھی اظہار خیال کر رہے ہیں میں صرف یہاں پر اس بات کاوضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کی تاریخ میں انصاف پرمنی بحث جو اس سال تیار کیا گیا ہے یہ قابل تعریف اور قابل تحسین ہے اس بحث میں کسی ضلع کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے اگر ہمارے بعض دوست یہی چاہتے ہیں تو ہم بلوچستان کو ایک ہی سال میں لندن بنانا چاہتے ہیں یہ تو حکومت کے بس کی بات نہیں ہے اگر کوئی نمائندہ یہی کہتا ہے کہ ہم اپنے ضلع کو اسلام آباد بنانا چاہتے ہیں یہ تو بھی حکومت کے بس کی بات نہیں ہے جہاں تک پی ایس ڈی پی کا مطالعہ ہم نے کیا ہے ہم ان سے سو فیصد مطمئن ہیں اس میں تمام اضلاع کی ترقیاتی اسکیموں کا حصہ رکھا گیا ہے لیکن ایک گزارش میں کرنا چاہتا ہوں یہاں پر اس اسمبلی کے

فلور پر صرف اپنے مجھے کے حوالے سے بی اینڈ آر کے حوالے سے میں کچھ نہیں کروں گا ایریکیشن کے حوالے سے ایجوکیشن کے حوالے سے صحت کے حوالے سے لیکن زراعت کے حوالے سے تو میں اپنے قائد ایوان جناب وزیر اعلیٰ جام محمد یوسف صاحب سے سینئر منسٹر صاحب اور فناں منسٹر صاحب سے یہ خصوصی گزارش کروں گا کہ ہمارے مجھے کے حوالے سے دو چیزیں ہمارے ذہن میں ہیں میں آج اس ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں میں اس ایوان کے تمام ممبران سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ہماری بات پر غور کریں گے سب سے پہلا مسئلہ جو ہے یہاں پر بدلڈوزر ہاور کا ہے بلوجستان آدھا پاکستان ہے پسمندگی کے لحاظ سے سب سے زیادہ پسمندہ صوبہ بلوجستان ہے اور قبیلے کے لحاظ سے آدھا پاکستان ہے لیکن میں یہاں آج اسمبلی کے فلور پر کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا صوبہ بلوجستان میں ایک کروڑ پندرہ لاکھ ایکڑز میں وہ قابل کاشت ہے لیکن زیر کاشت لانے کے لئے ہمارے ساتھ اسباب نہیں ہیں جو آج اس ایوان کے توسط سے جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے میں قائد ایوان سے ہی گزارش کروں گا کہ وہ بدلڈوزر ہاور کے متعلق ہماری اپیل پر ذرا غور کریں لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب ناظم کی صواب دید پر گھنٹے ہوتے ہیں ڈی سی او کی صواب دید پر گھنٹے ہوتے ہیں آخر میں بھی اس کمیٹ کا رکن ہوں جب بھی میں جہاں پر جاتا ہوں لیکن سب سے پہلے ہمارے غریب زمیندار جو ہیں وہ بدلڈوزر ہاور کے متعلق مجھ سے بات کرتے ہیں جب ہمارے ہاتھ میں کچھ نہ ہوں تو ہم کیا تسلی دے سکتے ہیں میں ایوان کے توسط سے جناب اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے میں قائد ایوان سے ہی گزارش کروں گا اپیل کروں گا کہ اس مسئلے پر ہمدردانہ غور کریں اور اس پر سنجیدہ غور کریں اور اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کوشش کریں اور دوسرا مسئلہ ہمارے مجھے میں زرعی گریجویٹ کا بہت بڑا مسئلہ ہے اس وقت زرعی گریجویٹ کے بارہ سو نو جوان روڈوں پر پھر رہے ہیں ان کے روزگار کا مسئلہ ہے انہوں نے محنت کی ہے انہوں نے گھر چھوڑ کر وہاں پر اپنے صوبے کے لئے محنت کی ہے لیکن اگر آج ہم ان کی حوصلہ افزائی نہ کریں تو میرے خیال یہ تو حکومت کے لئے بدنامی کا سبب بن سکتا ہے لہذا میں اپنے قائد ایوان سے زرعی گریجویٹ کے حوالے سے یہی گزارش کروں گا کہ کم سے کم جیسے انہوں نے صحت کے حوالے سے تین سو پوٹھیں مختص کی ہیں میں آج قائد ایوان سے یہی گزارش کروں گا کہ وہ زرعی گریجویٹ کے حوالے سے بھی ہمدردانہ غور کریں اس کے لئے بندوبست کریں تاکہ حکومت کے لئے

نیک نامی کا سبب بن سکے لیکن میں آخر میں بھی ایک بار پھر چیف منٹر صاحب سے وزیرِ خزانہ صاحب سے سینئر وزیر مولانا عبدالواسع صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جوان ہوں نے پورے بلوچستان میں ترقیاتی کام کے حوالے سے ایک جال بچھا دیا ہے لیکن جہاں تک ہماری اپوزیشن کے ساتھی ہیں جو یہاں پر تنقید کر رہے ہیں لیکن جہاں تک ہم دیکھتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے سال انہوں نے کتنی اسکیمات دی ہیں جو آج اسمبلی کے فلور پر صوبائی سینئر وزیر مولانا عبدالواسع صاحب نے پورے ایوان کے سامنے پیش کیا لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ اس پر تنقید کر رہے ہیں لیکن میں جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے اس ایوان کے توسط سے تمام آرائیکن کے توسط سے قائد ایوان صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس دواہم مسئللوں پر ذرا غور کریں اور سنجیدہ غور کریں اور اس کے لئے بندوبست کریں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ مہربانی آغا فیصل!

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سب سے پہلے تو جیسے کہ دوسرے ساتھیوں نے ہمارے چیف منٹر صاحب جام صاحب کو ہمارے محترم سینئر منٹر مولوی واسع صاحب اور محترم فناں منٹر صاحب کو ان سب کو تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں بلوچستان کے عوام کی طرف سے اور میں سمجھتا ہوں جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے پچھن سال ایسی پی ایس ڈی پی کبھی بھی پیش نہیں ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں اس گورنمنٹ کے بعد کبھی پیش بھی نہیں ہو سکتی باقی مسئلے مسائل تو بہت ہیں الحمد للہ سارے ساتھیوں نے اس کے اوپر بات کی میں سمجھتا ہوں جو باتیں تھیں تو وہ ختم ہو گئیں لیکن اس کے علاوہ کچھ ہمارے چھوٹے مسائل ہیں ہمارے سی ایڈ ڈبلیو کے حوالے سے بھی پوچھ کہ ہمارے مولانا صاحب نے ایگر یکلچر کے حوالے سے دو چار باتیں کیں تو میں بھی چاہتا ہوں کہ ذرا یہ بلوچستان کے مقاد میں چیزیں ہیں میں ذرا ہائی لائٹ کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: اوکے۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): باقی ابھی افسوس سے کہا جاتا ہے میں اخباروں میں دے رہا ہوں تقریباً ایک ہفتے سے اس میں تین صوبوں میں سے چار شہر دیئے گئے ہیں اور افسوس کی بات یہ ہے

میں نے اس لئے اسمبلی کے فورم میں یہ لایا تھا کہ ہمارے سی ایم صاحب ڈارکیٹ اوپر بھی بات کر سکتیں کہ سب راولپنڈی، لاہور، پشاور اور کراچی لیکن میں تو یہی سنتا آرہا ہوں جب سے ہماری گورنمنٹ وجود میں آئی ہے کہ کوئی شہر یا گواہ رشتہ جو ہے ایک سینٹرل ایشین کو جب کا کام دی گئی جس سے زیادہ سے زیادہ روپیں ہمارے ملک اور ہمارے صوبے کو ملیں میں ایک دفعہ پھر محترم جام صاحب کو یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کیونکہ میں گورنر صاحب کے پاس بھی جاپ کا ہوں اور یہ آپ کے country ڈارکیٹر جو ایشین ڈوپلمنٹ بینک کے ان سے بھی ہم اسلام آباد میں مل چکا ہوں کہ یہ کم سے کم ہمارے ساتھ یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے جب تین صوبوں میں سے چار شہروں کا نام دیا گیا ہے تو بلوجستان کا اس پیشہ کوئی سٹی کا نام کیوں نہیں دیا گیا حالانکہ ہمارے بہت سارے ایم پی اے کوئی سٹی سے تعلق رکھتے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ بلوجستان کا معاملہ ہے اس میں تو اپوزیشن بھی ہمارے ساتھ دے گی میں نے تو اخباروں میں دیا ہے کہ کم سے کم اگر ہم لوگوں کا چھوٹا صوبہ ہے تو یہ میں نہیں کہہ سکتا ہوں نہ میں غریب صوبہ کہہ سکتا ہوں بلوجستان کو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر وسائل سے مالا مال کیا ہے اور زمین کے رقبے کے حساب سے اس ٹائم پاکستان کا آدھا فیصد ہے تو میں یہ ریکویسٹ کرتا ہوں ایک دفعہ پھر کم سے کم، حالانکہ اخباروں میں، میں نے اٹھارب لکھا ہے لیکن جو کہ میں نے حساب لگایا ہے تو کم سے کم بارہ ارب کوئی سٹی کو مناچا ہے دوسرے صوبوں کے حوالے سے جیسے کہ دوسرے صوبوں کو مل چکے ہیں اور کوئی سٹی اس ٹائم میں سمجھتا ہوں ایک زمانے میں اس کو چھوٹا لندن کہلا یا جاتا تھا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل اس کو جو ہے دنیا کا سب سے گندائی کہلا یا جاتا ہے تو میں یہ ریکویسٹ کرتا ہوں محترم جام صاحب کو کہ اس فورم پر بھی چونکہ گورنر صاحب سے بھی میں جام صاحب سے پہلے آل ریڈی مل چکا ہوں اور جام صاحب نے مجھے یہ اجازت دی کہ آپ بیشک اس کو نوٹی فائی کریں اور آپ آگے اوپر فورم پر بات کریں اور گورنر صاحب سے بھی میں نے بات کی ہے اس پر انشاء اللہ میں چاہتا ہوں کہ کم سے کم ہمارے سٹی کو یہ حق حاصل ہے اس کے علاوہ رہ گئی روڑوں کی بات الحمد للہ اس وقت تو میں سیسیفا بیٹھ ہوں لیکن انشاء اللہ دو تین دن کے اندر اندر میں سارے بلوجستان کے ڈسٹرکٹ کا دورہ کروں گا کہ جہاں جہاں سے مجھے کمپلینز ملی ہیں میں ایک ایک روڑ خود بمعہ لیبارٹری ایک ایک چیز چیک کروں گا جو کہ میں ایک دفعہ پہلے بھی فورم پر کہہ چکا ہوں اور اس کے علاوہ ایک سب سے بڑا بلم اس ٹائم

سی اینڈ ڈبلیو face کر رہا ہے جو کہ ۹۲۹ کے ایمپلائز ہیں تو میں چاہتا ہوں کیونکہ سمری تقریباً ہم لوگوں نے چھ یا آٹھ مہینے سے بھی ہوئی ہے تو کسی پیور کریٹ کے پاس جاتی ہے وہ روک دی جاتی ہے جس کا میں بالکل مخالفت کرتا ہوں اور اگر یہ فائل جام صاحب تک نہیں پہنچی تو مجبوراً ہم لوگوں نے جام صاحب کے ساتھ مل کر اس کے اوپر ایک منگ بھی کرنی ہوگی کہ یہ ایک بہت بڑا مستلزم ہے بلوچستان کے لئے آٹھ ہزار لیبر ہمارے بیچارے خوار ہو رہے ہیں تو اس کے اوپر کم سے کم کوئی نہ کوئی سٹیپ لیا جائے اور یا تو ان کو میں سمجھتا ہوں کیونکہ وہ بھی بلوچستانی ہے چاہے وہ بلوج ہے چاہے پٹھان ہے چاہے سندھی ہے چاہے پنجابی ہے چاہے ہزارہ ہے سب ہم لوگ بھائی ہیں اس صوبے میں تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ان کو ان پوستوں سے بر طرف کیا جائے بلکہ ہم لوگوں نے جام صاحب سے اور ہمارے محترم فناں صاحب کو ایسی ہی کچھ پوستوں کے چونکہ اس ٹائم سب سے بڑا پریشری اینڈ ڈبلیوڈیپلمنٹ کے اوپر ہے کیونکہ اس ٹائم الحمد للہ ہمارے ساتھیوں نے یہ احساس کر لیا ہے کہ جب تک کمینوکیشن نہیں ہو گا اس علاقے میں کئی ڈولپمنٹ ہو نہیں سکتی اگر آج گوا ر بھی ڈولپ ہونے کا ہم لوگ میگا سٹی کا سوچ رہے ہیں تو کمینوکیشن کے حوالے سے سوچ رہے ہیں انشاء اللہ میں یہ بھی امید کرتا ہوں جام صاحب اور فیڈرل گورنمنٹ سے کہ وہ ہم لوگوں کو اس کے اوپر کریں گے اور میں این ایچ اے کے جزل فاروق صاحب سے بھی مل کر آیا ہوں میں نے کہا جناب! آپ روڈز کو جو ہے یہ ہمارے سی اینڈ ڈبلیو کے لیبر سنگھار ہے ہیں یا تو آپ مہربانی کر کے یہ لیبرا پنے پاس لے لیں حالانکہ ہمارا ایک ہی ملک ہے چاہے بلوچستان صوبے کے ساتھ ہو سینٹرل لیوں کے اوپر ہوں ان کو اپنے پاس لے لیں یا تو مہربانی کر کے آپ کے جتنے میٹشنس کے فنڈز ہیں آپ مہربانی کر کے سی اینڈ ڈبلیو کے حوالے کریں تاکہ ہم لوگ ان لیبر کو گنجائیں کر سکیں کیونکہ ناظمین صاحبان کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ وہ ان کو چلا سکیں تو میں یہ ریکویسٹ کرتا ہوں باقی رہ گئی بجٹ کی بات انشاء اللہ ایوری سیکٹر چاہے سی اینڈ ڈبلیو کا سیکٹر ہے چاہے ہیلاتھ کا سیکٹر ہے چاہے ایجوکیشن کا سیکٹر ہے ایگر یکچھ سیکٹر ہے جس بھی سیکٹر میں آپ دیکھ لیں الحمد للہ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ پاکستان کی تاریخ میں ایسی پی ایس ڈی پی کبھی پیش نہیں ہوئی ہے اور نہ بھی ہوگی اس کا میں جام صاحب سے ہمارے سینٹرمنٹر صاحب اور فناں منستر صاحب کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب اپنیکر: مولانا نور محمد!

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): سب سے پہلے میں جناب اپنیکر صاحب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا اور اس کے علاوہ وزیر خزانہ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس دور میں اور اس ہاؤس میں ایک معزز ہاؤس تھا اور آج کا اس کو ہم نے بچوں کا کھیل بنایا ہوا ہے اور انہوں نے اپنی بہت سے کام لے کر اپنا بجٹ بہت کر کے بیان فرمایا۔ جناب اپنیکر! یہاں پر اس ہاؤس میں ۱۹۸۸ء سے لے کر آج تک جو ہم نے دیکھا ہے یاسنا ہے ایسی بربریت ایسی ناہلیت میں نے نہ سنا ہے اور نہ دیکھا ہے۔ یہاں پر ہر پارٹی کا لیڈر حزب اختلاف میں رہا ہے جیسا کہ خان بگٹی صاحب جوان کا ساتھی ان کی پارٹی کا ممبر آج بھی یہاں بیٹھا ہوا ہے اور ہر مخالف کو ہر موقع کو مزہ دے رہا ہے ان کی دلائل ان کی گفتگو اور اسی طرح پشتو نخواہ میں عوامی پارٹی کا رحیم مندو خیل حزب اختلاف میں تھا اور وہ جو دلائل پیش کر رہا تھا حزب اقتدار کے سامنے ہر مخالف کو اور ہر موافق کو مزہ دے رہا تھا ان کی دلائل سے۔ آج کل جو یہاں پر ہو رہا ہے کچکوں علی صاحب جو اس وقت ہمارے قائد حزب اختلاف ہیں اور اسی طرح ہمارے زیارتوال صاحب جیسے مولوی واسع صاحب نے کہا تھا چیف آف جھالا والان اور چیف آف سارا والان یہ اس معزز ایوان کی بے حرمتی اور بے عزتی ہو رہی ہے تو ہمارے اس حالات پر ان کو افسوس ہونا چاہئے اور اس ہاؤس کے اندر جو ہم لوگ آئے ہوئے ہیں سنجدہ لوگ ہیں اس کے پیچھے دس ہزار اور بیس ہزار عوام ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے جو نمائندہ آگے بھیجا ہوا ہے وہ کون ہے وہ کیا کر رہا ہے اور ہمارے لئے کیا لارہا ہے لیکن ہماری اقتدار کی جگہ ہے جیسے یہ گیدڑ اور شغال یہاں پر اس کی طرح ہم آوازیں یہاں نکال رہے ہیں یہ شرم کی بات نہیں ہے یہ افسوس کی بات نہیں ہے اس پر افسوس ہونا چاہئے۔ اودو اودو یہ کیا ہے۔۔۔۔۔ وو۔۔۔۔۔ یہ سب گیدڑ کی آواز ہے یہ انسانوں کی آواز نہیں ہے یہ کیا ہو رہا ہے ادھر یہ کبھی کسی نے ادھر سنا ہے سیکرٹری حضرات بیٹھے ہوئے ہیں اس نے کسی نے یہاں پر کچپیں سال گزارا ہے کسی نے دس سال گزارا ہے کسی نے یہ دیکھا ہوا ہے کوئی پیش کر سکتا ہے اس چیز کا اس طریقے کا کوئی ثبوت ہے جیسے اس وقت ہو رہا ہے تو ہمیں دیکھنا چاہئے یہ تو بجٹ اجلاس ہے یہ نہیں ہے کہ ہمیں صرف حزب اختلاف کے سامنے ہمیں حزب اقتدار کے سامنے بھی یہ پیش کر رہا ہوں کہ ہمارے حزب اقتدار میں

ایسے اشخاص ہیں کہ اس دروازے سے نکل کر وہاں پر حزب اختلاف سے مشورہ کر کے واپس اس چور دروازے سے آ رہا ہے اور چور دروازے سے نکل جا رہا ہے یہ کوئی انسانیت ہے یہ کوئی پارٹیاں ہیں یہ کیا ہے یہ کیا ہو رہا ہے تو ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم یہاں پر اس ایوان کو بے عزت اور بے حرمت نہ کریں یا تو گھر چلے جائیں یا صحیح طریقے سے با ادب طریقے سے چلا کیں تو میری صرف اتنی گزارش ہے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: شاہ زمان رند!

شاہ زمان رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! مولانا صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں لیکن میں یہ سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کے لوگوں کا بھی کہہ رہا ہے وہ کس وجہ سے ہے یہ ایک بجٹ اپیچ ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہر ایک منسٹر اپنے مجھے کے حالات پر تبصرہ کرے۔ یہ بجٹ سیشن ہے اس میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جس میں اس گورنمنٹ کو اس کے حق میں دلائل دے سکتا ہے کچھ بول سکتا ہے لیکن کچھ ایسی چیزیں ہیں جو عوامی نمائندے جو اس اسمبلی میں منتخب ہو کر آتے ہیں اسمبلیوں میں وہ اس لئے نہیں آتے ہیں کہ وہ اگر ٹریشری بخوبی پڑھیں گے تو ہر غلط کام کو بھی وہ ڈیک بجا کر مان جائیں گے اور ہر اچھے کام کو نہیں مانیں گے یہ غلط چیز ہے یہاں پر اپوزیشن میں جا کر حکومت کے جتنے بھی اچھے کام ہونگے میں نہیں سمجھتا کہ اپوزیشن کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ حکومت جتنا بھی اچھا کام کرے اس کے لئے وہ واک آؤٹ کرے باہر چلا جائے اور اس کی مخالفت کرے اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ کسی بلوچتائی کو یہ حق پہنچتا ہے یا ایک منتخب نمائندے کو یہ حق پہنچتا ہے۔ ہمارے عوام ہیں اس لئے منتخب کر کے اسمبلیوں میں لے آتا ہے کہ ہم کھیل کھیلیں اپوزیشن اور حزب اقتدار کا کھیل کھیلیں۔ اس فورم پر ہمیں اس لئے یہاں منتخب کیا جاتا ہے کہ ہم ان کی نمائندگی کریں جہاں پر ان کے حق اور سچائی کی بات ہو اور ان کے لئے اس فورم پر لڑیں۔ یہ پوری دنیا کی کسی سیاسی تاریخ میں نہیں ملتا ہو گا کسی ڈیموکریسی میں نہیں ملتا ہو گا کہ آپ اپوزیشن میں رہو تو صرف مخالفت کرو اور اگر آپ اقتدار میں رہو تو صرف جی جی کرو۔ یہ کسی جگہ دنیا میں نہیں ہے جمہوریت کا مطلب یہی ہوا کرتا ہے کہ جمہوری ادارے اس طرح سے پروان چڑھتے ہیں تب آپ اس کا respect کریں گے۔ جمہوری اداروں کا respect اس وقت ہو سکتا ہے جناب اسپیکر صاحب! تب اپوزیشن یہ سمجھے کہ گورنمنٹ کے اچھے کام میرے ہے میرے عوام کے کام ہیں

یہاں کے بلوچستان کے کام ہیں۔ اور اقتدار والے بھی یہ سوچیں جو غلط کام ہوئے ہیں جو غلط کام کر رہے ہیں وہ بلوچستان کے عوام جو غریب اور مغلوك الحال عوام ہے ان کے ساتھ دھوکہ دہی ہے۔ اس دھوکہ دہی میں کوئی سچا اور مخلص آدمی جو عوامی ووٹوں سے یہاں منتخب ہو کر آیا ہے اقتدار میں وہ ان کی حمایت میں یہاں بات کرے گا وہ کسی کے ہاں میں ہاں نہیں ملائے گا جناب اسپیکر صاحب! اپوزیشن کا جورو یہ اور روایت ہے وہ آپ کے سامنے ہے آج تک جو بلوچستان کی تاریخ میں جو روایتیں ہم نے آج تک نہیں توڑی ہیں وہ توڑتے جا رہے ہیں یہ لوگ۔ آج تو انہوں نے حد کر دی ہے اس بارے میں حد کر دی ہے کہ خواتین کا مقام بلوچستان کے اندر جو بلوچستان یہاں قبائلی لوگوں کا یہاں معاشرہ ہے قبائلی لوگ یہاں بستے ہیں یہاں خواتین کا احترام پاکستان کے تمام صوبوں سے یہاں زیادہ ہے۔ لیکن ہوا کیا آج ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے ایک خواتین جب تقریر کر رہی تھیں تو اس کے درمیان بھی انہوں نے شور شرابا کی۔ وہ خواتین جو بلوچستان کی روایت میں اگر کسی کے گھر میں میرہ چلا جائے اس کو وہاں کے لوگ خون بھی معاف کر دیتے ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ ہمارے لوگ اس روایت کو پامال کرتے جا رہے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کوئی اچھا قدم اٹھایا ہے بلکہ اپوزیشن کو یہ کرنا چاہئے جیسے حکومت کے لوگ اقتدار میں شریک لوگ بیٹھ کر ان کی ہربات کو سنتے ہیں اسی طرح وہ بھی ان کی باتیں سنیں۔ کیونکہ یہ بلوچستان کا سب سے بڑا ادارہ ہے یہ کوئی سیاسی فورم سٹیج نہیں ہے یہاں پر ہم لوگ تقاضی کریں۔ جناب اسپیکر! اب میں پی ایس ڈی پی پا آتا ہوں جو میں مقصد ہے یہاں کا اس لیے جس پر تین روز سے بحث ہو رہی ہے میں نے سنامعذرت کیسا تھا ہمارے منشیان شاید ناراض ہو تو ہر کسی نے یہ کوشش کی کہ میں اپنے محکمے کی کارکردگی بتاؤں اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا جو بحث سنتا جاتا ہے وہ اپنی کوئی کارکردگی اپنے منشی صاحب اپنے محکمے کا دیں اس پر آپ مجموعی بحث کر سکتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! نمبر ایک میں تو یہ کہون گا کہ گروپ انشورنس کی رقم میں جو اضافہ ہوا ہے اس سے پہلے کہ بحث میں میں نے ایک تجویز پیش کی تھی اسکا آدھا حصہ پر حکومت بلوچستان نے یا احسان شاہ صاحب نے عمل کیا وہ یہ تھا کہ جو ملازم دوران ملازمت فوت ہوتے ہیں تو ان کے جو بیوہ ہے گریجویٹ اور جی پی فنڈ کم کیا جاتا ہے اور دوسرے ریٹائر ہونے والے آفیسر ان صاحبان ہیں وہ ریٹائر بھی ہوتے ہیں اور اپنا پیشن گریجویٹ وغیرہ لیکر گھر میں

بیٹھ جاتے ہیں کچھ کاروبار کر سکتے ہیں لیکن ایک بیوہ کچھ نہیں کر سکتی لیکن افسوس یہاں پر قانون الٹا ہے جنکا نقصان زیادہ ہوا اس کے پیسے کم ہور ہے ہیں اور جن کو نقصان نہیں ہوا اسکو زیادہ مل رہے ہیں تو اس میں اس دفعہ گورنمنٹ کا یہ ایک اچھا اقدام ہے جو گروپ انفورنس کے لیے تین گناز زیادہ اضافہ کیا گیا ان کے پیسوں میں یعنی ۲۰ ہزار روپے تو میں اس اسمبلی کے فلور پر اور اس معزز ایوان میں دوبارہ یہی تجویز دینا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! جو حضرات دران ملازمت فوت ہوتی ہیں تو وہ بے سہارا معصوم بچوں کے لیے ان کی جی پی فنڈ گریجویٹی اور جتنے بھی پیسے ہیں ان میں کی نہ کی جائے اگر ممکن ہو سکے تو بڑھادیں ورنہ اتنا دیا جائے جتنا کوئی ریٹائر ملازم کو دیا جاتا ہے تو اس سے اس بیوہ کا اور اس کے بیٹم بچوں کا تحفظ اگزارہ ہو سکتا ہے جناب اسپیکر صاحب! اگر اسکا لڑکا یا اسکا بھائی اگر وہ قابل ہے وہ معیار پر پورا اتر سکتا ہے تو اسکو انکی جگہ پر ملازمت پر لگایا جائے اسکو قانون کے لمبے قصوں میں گھمنا اس بیچارے کو خوار اور ذلیل کرنا اور ۵،۶ سال اسکو آگے پیچھے کرنا نہیں میں کہتا ہوں کہ یہ اسکے ساتھ بھلانی نہیں ہے اس کو نوکری پر فوراً لگائے تاکہ اسکے بچوں کا کچھ گزارہ ہو سکے دوسری بات جناب اسپیکر صاحب! جو گورنمنٹ آف بلوجستان ہے نئی اسامیاں جو کریمیٹ کی ہیں وہ جو تقریباً ۱۰ ہزار پاؤں میں اور اسکے علاوہ سرکاری ترقیاتی پروگرام انہوں نے رکھے ہیں۔

جناب اسپیکر: رند صاحب! آذان ہو رہی ہے۔ ایک مشورہ آپ لوگ دیں کیونکہ آج بحث کا آخری دن ہے کافی ساتھی رہتے ہیں نماز کے بعد پھر کس ٹائم اجلاس شروع کریں تاکہ ٹائم کی بھی پابندی ہوتا کہ آج ساری کارروائی کمپلیٹ کر دیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! ایک تو یہ ہے کہ آذان کے بعد شاہ زمان صاحب کی تقریم کل ہونے کے بعد پہنچنیں کتنے ممبر باقی ہیں۔

جناب اسپیکر: میرے ساتھ مولانا حافظ محمد اللہ صاحب، مولوی عطاء اللہ صاحب، فرح عظیم شاہ، اور مولوی فیض محمد صاحب ہیں یہ پنج نام تو ہے میرے ساتھ تو وقفہ مختصر ہونا چاہیے جی رند صاحب آپ اپنی تقریر شروع کریں لیکن مختصر۔

شاہ زمان رند: بہت مہربانی جناب اسپیکر صاحب! توجہاں تک نئی اسامیاں ۳ ہزار پلس ۱۷۰۰ بنتی ہیں

تو یہ میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کو داد دینا چاہیے اگر واقعی ۱۲۳ اہم اگر لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے ان لوگوں کو بھرتی کرنے کا مطلب ان گھروں کو خوشحال کرنا یہ گورنمنٹ کا ایک اچھا اقدام ہے میں سمجھتا ہوں اس سے بلوجہستان میں جو یورپ زگاری کی لہر چھڑ رہی ہے بلوجہستان ویسے ہی ایک پسمندہ صوبہ ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ عوام کے دکھ درد میں بلوجہستان گورنمنٹ نے مدد کی ہے جناب اسپیکر صاحب! دوسرا جانب اعلیٰ تعلیم کا جو شعبہ ہے اس میں بھی گورنمنٹ کو میں داد دینا چاہتا ہوں کہ اس نے بولان میڈیکل کالج جس کو میڈیکل سائنس کے شعبے یا یونیورسٹی بنانے کے اس میں ایک اعلان ہوا تھا اس بجٹ میں۔ یہ بلوجہستان کے لیے ایک بہت بڑی اعزاز کی بات ہے اور ہماری گورنمنٹ کے لیے بھی اعزاز کی بات ہے کہ ہم لوگ ترقی کی طرف جا رہے ہیں جو اور پر کالیوں ہے جو تعلیم کا ہمارے یہاں تک لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اس سوچ کو بھی ہم لوگ پورے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ بھی ایک اچھا عمل ہے اس کے علاوہ انجینئرنگ کے مختلف شعبوں کے لیے یونیورسٹی میں جیسا کہ ماٹنگ کی کوئی وہ نہیں تھا تو اس دفعہ ماٹنگ کے لیے اور پڑولیم کے لیے رکھا گیا ہے یہ بہت اہم چیزیں ہیں جناب اسپیکر! اسمبلی کے فلور میں میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ایک لمفقریر یہ ہے یہ بھی ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہے کہ یہاں پر یورپ زگار انجینئرنگ بہت ہے تقریباً ۱۳۰۰ کے قریب ہے لیکن یہ ایک قدم ہے ماٹنگ انجینئرنگ یہاں پر نہیں تھا پڑولیم نہیں تھا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوجہستان کے لوگوں کے لیے ایک اچھا اقدام ہے کہ یہاں پر ماٹنگ کے لیے کام ہو رہا ہے ماٹنگ زیادہ ہے اگر وہ یہاں پر پڑھیں گے اور اس کے علاوہ ماٹنگ انجینئرنگ جو ہیں اس سے ہمارا تعلق گواہ پر اجیکٹ سے بتا ہے جناب اسپیکر! اس میں انہی انجینئرنگ کی ضرورت ہوگی ہمارے انجینئرنگ کچھ سوں ہیں کچھ مکینیکل ہیں وہ تو سارے کے سارے ایک جگہ کپ نہیں پائیں گے لیکن اس میں یہ ہے کہ ظاہر ہے وہاں ادارے آئیں گے لوگ آئیں گے وہاں بڑا کام ہوگا اور ہر ادارہ اپنے لیے اپنے طریقے کے لوگ مانگتا ہوگا اب کوئی ماٹنگ انجینئرنگ رہا ہے اگر ہم کہیں کہ ایگر یکچھ انجینئرنگ کو بھرتی کرو تو وہ بھی نامناسب ہے یہ بلوجہستان حکومت کی ایک اچھی کارکردگی ہے کہ یہاں تک ہم لوگ پہنچ گئے ہیں جناب اسپیکر جس طرح بلوجہستان حکومت نے ایک اچھی قدم اٹھائی کہ جتنے زیادہ ڈاکٹر بھرتی ہوئے وہ ایک بہت اچھا قدم تھا اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہمارے انجینئرنگ بے روگار ہے ان کے لیے بھی کسی

نہ کسی طریقے سے راستہ کالا جائے اور ان میں میں چیز جناب! کچھ عرصہ پہلے پبلک سروس کمیشن نے کچھ اعلانات کئے اور اس سے پہلے زرعی انجینئرنگ والوں کو انہوں نے بلا یا کہ آپ لوگوں کے لئے کچھ سرومنز ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ایکریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں ایم ایم ڈی شعبے میں جس میں مکینیکل انجینئر وہاں کام کر سکتے ہیں اور با قاعدہ کر رہے ہیں لیکن اس دفعہ پبلک سروس کمیشن نے صرف ایکریکلچر انجینئر کو منگوایا میں سمجھتا ہوں جو مکینیکل انجینئر ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہے اس لئے ان کے ساتھ زیادتی ہے ایک تو پہلے بے روزگاری ہے دوسری طرف اگر بے روزگار کو دوچار موقع مل جاتے ہیں سروس کمیشن کے تحت یادو سرے طریقوں سے ان میں کمیگیری بنا ناگاٹ ہے وہ کمیگیری بنتی بھی نہیں ہے کیونکہ وہ مکینیکل لوگ ہیں۔ مکینیکل انجینئر ہیں ان کا کام بھی یہی ہوتا ہے جناب اسپیکر صاحب! اس کے علاوہ بھلی کا جو سیکٹر ہے 52 ملین گورنمنٹ آف بلوجستان نے اس کے لئے رکھا ہے مجھے اس بات پر افسوس ہے خوشی اس بات پر کہ 52 ملین رکھا ہے افسوس اس بات پر ہے کہ اس سے پہلے بھی تمیں چالیس ملین روپے رکھے گئے تھے لیکن مخصوص علاقوں کے لئے یہ جناب! بہت غلط بات ہے۔ یہاں پورا بلوجستان اس چیز سے محروم ہے تمام ڈسٹرکٹ اس چیز سے محروم ہیں اگر شیرمن ملتا ہے تو کم از کم کچھ نہ کچھ تمام ڈسٹرکٹ کو ملنا چاہئے۔ نہیں ہونا چاہئے میں یہ معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں یہ نہیں ہونا چاہئے جو اپنے منسٹری میں وہ اپنے ہی ڈسٹرکٹ کو ابھار دے دوسرے اللہ حافظ ہے ان کا۔ یہ غلط چیز ہے جناب اسپیکر صاحب! اس کو ٹھنڈی کیا گیا چاہئے جو 52 ملین رکھے گئے ہیں اس میں صرف دو ڈسٹرکٹوں کے علاوہ تین کے علاوہ کسی کو ٹھنڈی کیا گیا یہ بہت غلط بات ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ ہمارے عوام کے ساتھ یہاں کے لوگ جو بھلی سے محروم ہیں یہاں سب کا حق بتتا ہے اگر میرے ڈسٹرکٹ میں ایک گاؤں کو پانچ لاکھ کا خرچ آتا ہے تو اس کا حق انکو ملنا چاہئے اگر کسی اور ضلع کے لئے پانچ لاکھ خرچ آتا ہے تو اس کو ملنا چاہئے یہ نہیں ہے کہ دو کروڑ پانچ کروڑ ایک ڈسٹرکٹ کو ملے اور دوسرا دیکھتا ہی رہے یہ غلط بات ہے جناب اسپیکر صاحب! ایسے اگر کام ہوئے میں صحیح نہیں سمجھتا کہ ہماری بھلائی کے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا فرم ہے یہاں پر لوگ بیٹھے ہوتے ہیں ہماری میڈیا میں بات چلی جاتی ہے عوام ہمارے دیکھتے ہیں کہ ہمارے منتخب نمائندے کیا کر رہے ہیں تو یہ ایک بہت غلط بات ہے سب اضلاع کے لئے مساوی پسیے رکھنا چاہئے اور اس کی جو تقسیم کی گئی ہے غلط

طریقے سے کی گئی ہے۔ اس میں دوسرا سیکٹر ہے مواصلات کا مواصلات صوبے کی معاشی ترقی میں ایک اہم روپ کرتا ہے کیونکہ اگر مواصلات ہو گا کیونکیشن ہو گا آپ کی روڈ زبنیں گی تو آپ کو کسی چیز کی دقت نہیں ہو گی اگر دکلو میستر دور کوئی بی ایچ یو ہے دکلو میستر دور کوئی پرانی اسکول ہے تو پچھے کسی سائیکل پر یا کسی ریڈی ٹھی وائل کے ساتھ پیٹھ کر بھی وہ اپنا اسکول چلا جاسکتا ہے اور وہاں پڑھ کر واپس آسکتا ہے یا اپنا علاج کرو کر واپس ہو سکتا ہے۔ اگر روڈ خستہ حال ہو جہاں فوراً بائی فور گاڑی ہی نہ جائے تب میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے تو ناممکن چیز ہے اپنا علاج کروانا اور پڑھنا یہ اس کے لئے دشواری کی بات ہے یہ جو ایک سوترا نوے اسکیمات ہمارے روڈ سیکٹر میں رکھی گئی ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن اس پر بھی میں وہی بات کہوں گا جناب اسپیکر صاحب! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے جو ہمارے مولانا صاحب سینئر منستر ہیں اس کو واسع صاحب کو سنا مجھے خود پر بیٹھا ہوئی ہے اور افسوس ہوا ہے اس بات کا کہ اس کے اپنے علاقے میں اتنی روڈ زجو ہمارے لوگوں نے بھی کہے اور دوسرے لوگوں نے بھی کہے لیکن دوسرے ڈسٹرکٹوں میں کم اور جو اپوزیشن کا جو آدمی کھڑے ہو کر پورا سال دو سال ہمارے خلاف ڈیک بجا تارہا بلوجتنان کی بھلائی کے لئے نہیں بجا تارہا اپنے مفاد کے لئے بجا تارہا، ہم نے پیٹھ کر ڈیک بجائے ہمیں کیا ملا جنہوں نے کھڑے ہو کر ڈیک بجائے ان کو کیا چالیس اڑتا لیس کروڑ روپے کی اسکیمات۔ جناب اسپیکر! یہ بہت غلط طریقہ ہے کہ ایک ڈسٹرکٹ میں اربوں روپے کا کام ہو کہیں پر پچاس کروڑ روپے کا کام ہو اور کسی ضلع میں دس کروڑ روپے کا کام یہ بلوجتنان کے مفلوک الحال عوام بے اہل عوام کے ساتھ زیادتی کے مترا دلف ہے جناب اسپیکر صاحب! ان چیزوں کو ہمیں اپنے اندر سے نکالنا ہو گا میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے ایک منستر بلکہ ہم اپنے تمام منستر کی عزت کرتے ہیں لیکن ان کا حق بھی ہے اگر تھوڑی بہت اسکیمات ان کی دوسروں سے زیادہ ہوت بھی ان کا حق بنتا ہے کہ وہ اس محکمے کے منستر ہیں کل لوگ عوام ان سے پوچھیں گے کہ اس محکمے کا آپ منستر تھے آپ نے کچھ نہیں کروا یا وہ سمجھ میں آنے والی بات ہے لیکن اس انداز سے نہیں ہونا چاہئے کہ جس انداز سے یہ اسپیکر صاحب! ہورہا ہے۔ یہ غلط انداز ہے اور یہ اپنے آپ سے نکالنا ہو گا کہ کہیں پر ڈیڑھ ارب ہے تو کہیں پر پانچ کروڑ ہے ہم بھی ٹریزیری بچوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم بھی بلوجتنان کے عوامی نمائندے ہیں اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں ہم ایسے نہیں ہیں۔

جناب اپیکر: ذرا مختصر کریں نماز کا بھی وقت ہے۔

شاہ زمان رند: جی ایک سال میں ہمیں ایک ہی دفعہ تو موقع ملتا ہے تو یہ فنڈنگ کا استعمال صحیح طریقے سے ہونا چاہئے جتنے بھی منتخب نمائندے ہیں ان سب کا حق ہے کسی کا کم نہیں ہے۔ یہ ہمیں اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے کہ جو منشیری کی کرسی پر بیٹھا ہے وہ بالاتر ہے دوسروں کو حق نہیں ملنا ہے تو جناب! یہ غلط بات ہے اس طرح ہو گا تو میں نہیں سمجھتا کہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہے میں سمجھتا ہوں ہے جناب! ایسی زیادتی میرے طرح کا ایک درکروہ تو برداشت نہیں کر سکتا ہے بھلے جو دوسرے جو بھی کہے۔ یہ فورم اس لئے ہوتا ہے کہ ہم اپنے علاقے کے دکھڑے سنا کیں وہ اگر ان پر عمل ہوتا ہے اگر نہیں ہوتا ہے جوبات ہے ہم کلیسٹر کے رکھ دیتے ہیں ہم اس میں شرمندہ اس لئے نہیں ہیں کہ ہم نے اپنا فرض بھایا اب دوسروں کا فرض ہے جو وہ کریں۔ جناب اپیکر صاحب! اس کے علاوہ ٹورازم کلچر کے لئے نوکروڑ روپے رکھے گئے ہیں یہ بھی گورنمنٹ نے ایک اچھا اقدام کیا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے حکومت بلوچستان کو کچھ فائدہ پہنچے گا یہ جو کلچر کے لئے پیسہ نہیں ہوتا تھا اور اس سے زرمبا لہ باہر سے آئے گا اگر زرمبا لہ باہر سے آجائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگوں کے لئے اور حکومت کے لئے خوش آئندہ بات ہے ایسے کام ہمیں کرنے چاہئے ہماری حکومت کو ہمارے عوام کو جو فائدہ دلا سکے۔

جناب اپیکر! آبی و سائل کی جوبات ہے اس کے لئے پیسے بھی رکھے گئے ہیں اور اس اسمبلی میں بھی اس پر بات ہوتی ہے اس میں کوشش بھی ہو رہی ہے لیکن کچھ کوشش ناکام بھی ہوئی جس کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں ہمارے ضلع میں جس کا میں بار بار ذکر کر چکا ہوں میں دو دفعہ صدر پاکستان کو یہ کہہ چکا ہوں اسمبلی کے فورم پر تین چار دفعہ کہہ چکا ہوں میں نے خود کو یہیٹ کر کے کسی ایکم بلوچستان کو مولانا واسع صاحب کو پچھلے سال رکو یہیٹ کی تھی جس سے فائدہ ہوتا ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے یہ ہمارے ڈسٹرکٹ کے لوگوں کا فائدہ تھا بولان ڈیم کی میں نے بات کی تھی اس کو چالیس سال کا عرصہ گزرتا ہے جس کا فائل لے گیا لیکن پچھلے پی ایمس ڈی پی ۲۰۵۳ء میں ایک کروڑ روپے رکھے گے اس کے لئے لیکن کیا ہوا خدا جانے۔ لپس ہو گئے کوئی کھا گیا۔ کسی کو پتہ نہیں ہے تو یہ جناب! غلط رویہ ہے کسی چیز کے لئے کسی سیکٹر کے لئے جو فائدہ مند بھی ہے وہاں کے لوگوں کی معاشی حالت بھی صحیح ہو سکتی ہے

وہاں واٹر لیول بھی اوپر ہو سکتا ہے لوگوں کے لئے اس علاقے میں پورا سبز انقلاب پر بام ہو سکتا ہے تو ایسے منصوبوں کو پیچھے کر دینا نامناسب ہے۔ یہ فنڈ زبھی مختص کئے گئے، رکھے بھی گئے اور ان پر کام بھی نہیں ہوا اور اس دفعہ توحد کی گئی اس سیکٹر میں کچھ رکھا بھی نہیں گیا ہے اور پہلے والے پیسے پتھنیں کہاں چلے گئے ہیں یہ غلط روایہ ہے جناب اسپیکر صاحب! تو اس روایہ کو ہمیں ترک کرنا چاہئے کیونکہ شاہ زمان رند اسٹچ پر کھڑا ہے اس کے مفاد کی بات نہیں ہے جناب! وہ پورے ضلع کے محروم اور لا چار لوگوں کا ہے جن کو روٹی تک نہیں ہے اگر وہ ڈیم بن جائے گا کچھ لوگ بزرگری کریں گے کچھ لوگوں کی زمینیں آباد ہو جائیں گی تو ان کا پیٹ بھر جائے گا وہی لوگ ہمیں آپ کو پوری اسمبلی کو دعا میں دیں گے۔ اور جب ہم روزگار کی بات کرتے ہیں من وسلوی نہیں ہے جو اپر سے آئے گا روزگار اسی طرح سے جناب! آتے ہیں ایک کا ذریعہ یہی ہے آپ ایسے کچھ کام کرو خود بخود روزگار کا ذریعہ لوگوں کے لئے بن جائے اگر جہاں روزگار کا ذریعہ بتتا ہے ہم لوگ بند کرتے ہیں یہ عوام کے ساتھ جو بے روزگار ہیں ان کے ساتھ زیادتی کے مترادف ہے۔ اس کے علاوہ جناب! وزارت ہے پورے پاکستان کا انحصار اسی پر ہے۔ بلوچستان بھی ایک زرعی علاقہ ہے خوش قسمتی ہے یہاں پر پانی کے قدرتی ذخائر ہیں بارشیں ہوتی ہیں مون سون کی ریخ میں ہمارا علاقہ ہے اتنا زیادہ پانی ہم لوگوں کا ضائع ہوتا ہے جیسے قائد ایوان کا علاقہ ہے جب پیچھے سال بارش ہوئی تھی وہاں سات انج سال میں بارش ہوتی ہے لیکن ایک دن میں وہاں تھا چار انج بارش ہوئی تھی یعنی اتنا پانی ہوا اس کا کیا ہوا وہ ضائع چلا گیا بارش ہوتی ہے پانی چلا جاتا ہے فلڈ کی صورت میں۔ کہیں سندھ میں جاتا ہے کہیں اور جاتا ہے جہاں ہم پانی مانگتے ہیں جو پانی ہمیں دیتے ہیں قدرتی نظام ہے جہاں سے پانی آتا ہے وہ ہمارا ہے کسی اور کا نہیں ہے جناب اسپیکر! اور وہ پانی ہمیں کم مل رہا ہے ہمارا ہی پانی ہے جو وہاں جا رہا ہے اس سے بہتر نہیں ہے کہ اس پانی کو ہم لوگ کس طرح سے بچائیں اس صوبے کے لئے ان لوگوں کے لئے اچھا اگر اس پانی کو ہم نہیں بچاتے ہیں فلڈ کے ذریعے نقصانات ہوتے ہیں لوگ مر جاتے ہیں لوگوں کے مکانات ختم ہو جاتے ہیں لوگوں کے مال مویشی بجاتے ہیں یہاں تو میں نے پہلے بھی کہا ہے یہ چواہوں کی سرز میں ہے مال مویشی فلڈ لے کر جاتا ہے تب روزگار ہی لوگوں کا ختم ہوتا ہے تو یہ کچھ ذرائع ہیں جناب اسپیکر صاحب! جس سے بلوچستان کو زراعت کے حوالے سے آگے لے جاسکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے

پانی کو استعمال کریں گے بچائیں گے کسی اور سے ہمیں پانی کی ضرورت بھی نہیں ہو گی کیونکہ یہ ہمارا، ہی پانی ضائع ہو کر وہاں ان کے پاس جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: او کے شاہ زمان صاحب!

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! اس میں کچھ اور بھی ہے نیچے۔ اور اس زراعت میں پچھلے سال پچھلے ادوار میں دولاکھنوے ہزار ہمارے لئے بلڈوزر ہاور رکھے گئے پورے سال کے لئے بد قسمتی سے وہ بھی پورے نہیں ہوئے اس لئے کہ جناب! یہ جو موجود بلڈوزر ہیں وہ صرف تین سو پندرہ ہیں جن میں سے اکثریت ناکارہ ہیں لیکن گورنمنٹ آف بلوچستان کو میں داد دیتا ہوں کہ اس نے فیصلہ کیا ہے اس سال دو لاکھنوے ہزار سے بڑھا کر چھ لاکھ ہاور کر دیے ہیں کیونکہ ہاور زکی ضرورت ہے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہاور کی ضرورت ہے اس سے بندات آپ باندھیں گے اگر آپ بندات نہیں باندھیں گے تو بارش کا پانی چلا جائے گا یہ پورا نہیں ہو گا جب پچھلے سال دولاکھنوے ہزار بلڈوزر ہاور تھے وہ پورے سال میں تو اس دفعہ اگر حکومت بلوچستان چھ لاکھ بلڈوزر ہاور دے دیتی ہے وہ کہاں سے پورے ہوتے ہیں مجھے سمجھ میں نہیں آتا ہے میں نے پہلے بلڈوزر ہاور کا ذکر نہیں سنایا پنیتیس ڈوزر کا سنا تھا کہ وہ ریپر ہو چکے ہیں پی ایس ڈی پی میں آیا ہے اس سے تو جو پہلے تین لاکھ ہاور ہیں ان کو آپ پورا نہیں کر سکتے ہیں تو ہمیں نئے بلڈوزر چاہئے گورنمنٹ آف بلوچستان کی یہ کوشش ہو زیادہ سے زیادہ بلڈوزر منگوائے جائیں وفاق سے روکنیست کرے کہ ہمیں بلڈوزر زیادہ سے زیادہ دیئے جائیں تاکہ ہماری زراعت کے حوالے سے زیادہ خوشحالی آئے کیونکہ یہاں پر بہت بڑا رقبہ ہے اچھی زمینیں ہیں یہاں کی۔ تو ایسی زمینیوں کے لئے ہمیں کچھ وسائل وہاں سے منگوانے پڑیں گے اور اس بجٹ میں اس کے لئے فنڈ زیادہ رکھنا زیادہ موثر ہے اگر اس میں زیادہ فنڈ رکھے جائیں اس میں ہم سب کی بھلائی ہے پوری اسمبلی کے جتنے ممبر ہیں اس کے علاوہ جتنے بلوچستانی ہیں ان کے فائدے کی بات ہے۔ جناب اسپیکر! صحبت کا جہاں تک تعلق ہے یہ بہت ضروری اور انتہائی اہم چیز ہے جب آدمی صحبت یا بھی نہیں ہو گا تب وہ کچھ نہیں کر سکے گا وہ نہ چل سکے گا نہ کھا سکے گا نہ پی سکے گا وہ کچھ نہیں کر سکے گا تو اس سے بھی ہمیں پریشانی اور دقت ہوتی ہے جب میں یہاں دیکھتا ہوں یا جو سوالات کرتے ہیں تو کچھ نہیں ہو پاتا ہر خلیع میں نو دس بی ایک یوں پہلے سے بنے ہوئے ہیں

وہ کھلے ہی نہیں ہیں نئے کی ہم مانگیں وہ بنے ہیں نہیں پی اتچ یو کو بڑا کر رول سنٹر بنتے ہیں ان کے لئے ڈیماٹر کرنا وہ بھی نہیں بنے۔ جناب! ہم اتنے ڈاکٹروں کو ہم بھرتی کر رہے ہیں پہلے سے اتنے ڈاکٹر بھرتی ہیں میں تو یہ ایوان سے کہنا چاہتا ہوں ایوان کے توسط سے یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں جو اتنے ڈاکٹر بھرتی ہو رہے ہیں تو یہ کہاں نو کریاں کرتے ہیں یہ گھر میں بیٹھے تنواہ لیتے ہیں کیونکہ اتنے زیادہ تو یہ اتچ یو نہیں ہیں کہ اس میں ڈاکٹر پورا ہی نہیں ہو سکے یا دوسرے ادارے ہیلتھ کے نہیں ہیں کہ وہاں پر جائیں اگر وہ بھرتی ہوتے ہیں تو یہ ہمارے لوگ ہیں اگر ان سے کام نہیں لیا جاتا تو یہ صوبے کو خسارہ ہو رہا ہے تنواہ دے رہے ہیں اور وہاں ہمارے عوام کا فقصان بھی ہو رہا ہے اور جس مقصد کے لئے ان کو تنواہ مل رہی ہے ہمارا مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے اور نہ اس عوام کا مقصد حاصل ہو رہا ہے جو لا چار ہیں ملکوم ہیں جو شہروں میں نہیں آ سکتے ہیں بے چارے وہ کہاں جائیں وہاں بی اتچ یو بند پڑا ہے وہ کہاں سے علاج کروائیں تو یہ ان کے لئے بہت پریشانی کی بات ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک بہت ضروری چیز تعلیم ہے جو ہمارے پچھلے بجٹ میں رکھے گئے پچھلے ۲۰۰۳ء-۲۰۰۴ء کا جو بجٹ تھا نہایت اچھا لیکن بے حد پریشان کن ہمارے لئے بنائے۔ میں یہ کہتا ہوں یہ کس لئے بنائے لئے بنا چھیس اضلاع ہیں میں صرف ایک دو کا ذکر کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اگر آپ کی بات بھی ہے تو نماز کے بعد موقع دیں گے ذرا منحصر کریں۔

شاہ زمان رند: جناب! آپ تو بھی موقع نہیں دے رہے ہیں نماز کے بعد کیا دیں گے۔ جناب اسپیکر! چھیس اضلاع ہمارے ہیں چھیس اپ گریڈیشن اسکول مل سے ہائی کے لئے حق کیا بنتا ہے سب کا ایک ایک لیکن سب خوشحال ہو گئے منٹر صاحب کو اپنے علاقے سے پیار تھا چاروں لے گئے چھوڑے لے گئے اس کا یہ مطلب نہیں ہے جناب! وہ چھیس کے چھیس ہے ان سے کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اٹھائیں نہیں اب تمیں رکھے گئے ہیں آپ تو کم از کم پی ایس ڈی پی پڑھا کر واب میں ۲۰۰۳ء-۲۰۰۴ء کی میں بات کر رہا ہوں سمجھ گئے آپ لوگوں کو بھی نہیں ملا آپ لوگ کس لئے چپ ہیں مجھے سمجھ میں نہیں آتا ہے جناب اسپیکر! صاحب یہ ہمارے ساتھ نا انصافی نہیں تو اور کیا ہے اب گوکیشن سیکٹر میں ہمیں پیچھے رکھا گیا ہے شلٹر لیس اسکول ہیں نئے اسکول ہیں کچھ دوسری تیسری مد میں ہمیں کچھ بھی نہیں ملا ہے۔ یہ تو عوام کے مفاد کی بات

نہیں ہے خدا اس دفعہ وہ چیز نہیں ہوئی چاہیے جو پچھلی دفعہ ہو چکی ہے۔ یہ میرے ساتھ زیادتی نہیں ہے ان سب کے ساتھ زیادتی ہے لیکن پتہ نہیں کیوں خاموش ہیں۔ خدار امیری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے یہ کتنے مخلص اپنے علاقوں سے اور کتنے مخلص ہیں اپنے عوام کے ساتھ جناب اسپیکر صاحب! وفاقی اسکیمات جو ہیں اس میں ۱۵ ارب روپے ہمیں ملے ہیں اس سے زیادہ ہمیں موقع بھی نہیں ہوئی چاہئے اس سے پچھلے ادوار میں ہمیں وفاق سے اتنا فند نہیں ملا جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک اچھی روایت وفاق کی طرف سے رکھی گئی ہے کہ ہمیں سالانہ زیادہ پیسے دے رہے ہیں ہمارے صوبہ میں بڑے بڑے میگا پراجیکٹ ہیں کچھی کینال ہے میرانی ڈیم ہے گواڑ کا سنگل ہائی وے ہے یہ ایک اچھا قدم ہے ہمارے ساتھ وفاق تعاون کر رہا ہے میں اسمبلی کے توسط سے جناب اسپیکر صاحب! قائد ایوان کو اور فناں منستر کو کیونکہ اگر اس سے بھی زیادہ لے سکتے ہیں تو یہ ہماری بھلانی کی بات ہے کیونکہ اب اس ادوار میں جو تین سال ہو رہے ہیں فیڈرل ہمارے ساتھ فراغ دلی کا مظاہرہ کر رہا ہے ہمیں اسی عرصہ میں اس فراغ دلی کے مظاہرہ سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ پیسے لانے چاہیں تاکہ ہمارے لوگوں کو فائدہ ہو جائے اور جناب اسپیکر صاحب! اس کے علاوہ اس مالی سال میں دوسری طرف آتا ہوں اس مالی سال کے ابتداء میں جو موجودہ حکومت بلوچستان کے ساتھ رقم تھی پچاس کروڑ تر تالیس لاکھ روپے اب حکومت بلوچستان ۱۵ ارب روپے کا مقروض ہونا اسکے علاوہ خسارہ لوگوں کے سامنے ہے ساڑھے نو ارب روپے کا تو جناب والا! اسکے لئے جامع پالیسی بنانی چاہئے کہ واقعی یہ خسارہ حقیقت میں ہم پورا بھی کریں اور لوگوں کو فائدہ بھی ہو سکے اگر یہ نہیں ہوگا تو یہ صرف اور صرف کاغذی کارروائی ہوگی۔ یہ کتابچہ میں یہ PSDP میں لکھا ہوا ہے اس حد تک ہوگا۔ یہ صحیح بات نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت بلوچستان کے لئے یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ساڑھے نو ارب روپے کا خسارہ پورا کرنا اگر ہو کر لے گا تو بلوچستان کے لوگ بلوچستان کے عوام جس پارٹی سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور جو سیاست کرتے ہیں وہ سب آپ کو داد دیں گے آپ کا شکر یہ ادا کریں گے جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: مہربانی۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! میری ایک ناقص تجویز ہے پھر میں یہ بات کہوں گا کہ ہم لوگ پاکستان میں

پنجاب وغیرہ جاتے ہیں جناب اسپیکر! جب ہم ڈسٹرکٹ میں داخل ہوتے ہیں تو وہ ہم سے ٹول ٹیکس لیت ۵ یا ۱۰ روپے وصول کرتے ہیں۔ وہاں ہم بھی گزرتے ہیں ان کے لوگ بھی گزرتے ہیں ۵ یا ۱۰ روپے ہمارے لئے کم ہو گا وہاں کے لوگوں کے لئے بھی کم لیکن وہاں کی گورنمنٹ کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر ہم ان کے اداروں کی حالت دیکھیں تو وہ اسی وجہ سے صحیح ہے جناب اسپیکر صاحب! اگر ایک مرتبہ ہمیں زیادہ حکومت کچھ دے دیتی ہے روڈ وغیرہ تو ان کی رپپر وغیرہ کیسے ہوا اس کی رپپر پوری نہیں ہوتی انہوں نے اسی وجہ سے ہر ڈسٹرکٹ میں ٹول ٹیکس لگایا ہے تو اس سے ان کی روڈ رپپر ہو جاتی ہیں جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان میں انٹرنسیشنل روڈ لگتے ہیں یہاں سے لوگ افغانستان جا رہے ہیں۔ افغانستان سے لوگ آرہے ہیں ایران لوگ جا رہے ہیں ایران سے لوگ آرہے ہیں۔ پنجاب سے لوگ آرہے ہیں سندھ سے لوگ آرہے ہیں فرنٹیر سے لوگ آرہے ہیں تو ہماری آبادی۔ ماشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: شاہ صاحب آپ کو لتنا وقت چاہئے مزید بہت وقت چاہیے۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! میں وائد آپ کر رہا ہوں۔ جناب پنجاب سے لوگ آرہے ہیں ہماری ساٹھ ستر لاکھ کی آبادی ہے۔ اگر یہ چیز ہم ڈسٹرکٹ میں رکھ بھی دیں گے تو اس سے ہمیں فائدہ ہے وہاں سے گاڑیاں آتی ہیں بولان میں آتی ہیں یہ انٹرنسیشنل روڈ ہے چون سے بھی لوگ آتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! یہ بہت بڑا سرمایہ جمع ہو گا بلوچستان حکومت کے لئے اتنا بڑا سرمایہ ہو گا کہ وہ خود ان روڈ وغیرہ کی دیکھ بھال کر سکیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: شکریہ انوٹ کیا گیا آگے پڑھیں۔

شاہ زمان رند: جناب! یہ میری ایک تجویز تھی۔ یہ اہم اس لئے کرتے رہے ہیں اس پر بھی میں آتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! کیونکہ ٹرانسپورٹ ایسوی ایشن کا صدر بھی ہمارے بلوچستان سے ہے کوئی ہمارے خلاف ہڑتال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ آپ لوگ پانچ روپے بڑھاتے ہیں وہ ہمیں پاگل بنارہے ہیں ہمارے ایک آدمی کو بڑا بنا لیا ہے انہوں نے وہ خود فائدہ اٹھا رہے ہیں ہم لوگ وہاں جا کر پیسہ دیتے ہیں۔ وہ پیسہ دینا نہیں چاہتے ہیں۔ یہ کوشش کرنی چاہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جناب اسپیکر! یہ میری

ایک تجویز تھی اگر گورنمنٹ آف بلوچستان اس پر عمل پیرا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے فائدہ کی بات ہو گی شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: مہربانی۔ ظاہم کی پابندی تمام حضرات کریں۔ اب اسمبلی کا اجلاس۔۔۔۔۔

شاہزاد مان رند: جناب اسپیکر اسمبلی ملازمین، فوٹوگرافر تعلقات عامہ والے ان کے اور پیش برائی والے جو یہاں ڈیوٹی دیتے ہیں آگے ان کا حق بتاتا ہے۔ یہ بوس انہیں دیا جائے۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس سو تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کی کارروائی ۲۔ بجکر ۵ امت پرسو تین بجے تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی ۲۔ بجکر ۲۵ پر دوبارہ زیر صدارت جمال شاہ کا کڑ شروع ہوئی)

جناب اسپیکر: جی پروین مگسی صاحبہ!

محترمہ پروین مگسی (وزیر سوشل ویلفیر): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! معزز اراکین اسمبلی پہلے تو میں آپ کی خدمت میں مالی سال ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء کے دوران شعبہ سماجی بہبود اور دیگر ترقیاتی کاموں کا جائزہ پیش کروں گی۔ سال ۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء میں سماجی بہبود کے لئے ایک کروڑ اکتالیس لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے معدوروں کی کمپلیکس اور معدور افراد کو بہتر طور پر فعال بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے اس دوران مندرجہ ذیل اسکیمیں مکمل کی گئیں وہ معدور بچوں کی کمپلیکس ہائل کی تعمیر جس پر ۳۲ لاکھ روپے خرچ کئے گئے دوسرے نمبر پر خصوصی تعلیم کی کمپلیکس کی بہتری کے لئے ۲۰ لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

تیسرا نمبر پر دارالامان کی بہتری کے لئے اور کشادگی کے لئے ۲۰ لاکھ روپے معدور افراد کے سینٹر میں ہڈیوں اور سینٹر کے لئے آلات کی فراہمی کے لئے ۲۱ لاکھ روپے جو پچھلے سال خرچ ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر! اب میں سال ۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء کے دوران سوشل ویلفیر سماجی بہبود میں شامل منصوبوں اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے گزشتہ سالوں میں کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ چونکی ۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء کی PSDP میں بہبود خواتین شعبہ وویمن ڈیپارٹمنٹ متعارف کرایا گیا اس شعبہ میں سات منصوبوں کے لئے ۳ کروڑ ۹۵ لاکھ کی رقم مختص کئے گئے ہیں یہ تمام منصوبے عورتوں میں اپنے حقوق کی آگاہی معاشی خوشحالی اور ان کے بچوں کی بہتری سے متعلق شامل ہیں۔ جناب اسپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتی

ہوں کہ ملکہ منصوبوں پر ترجیحی دے رہا ہے اور بین الاقوامی مالی ادارے اس سلسلہ میں مالی امداد بھی دے رہے ہیں اس سال ایشیائی ترقیاتی بینک کی مدد سے gentel reform action programme. سینٹر پر عمل درآمد شروع کیا گیا اس منصوبہ کی کل لائل ۲۲ کروڑ روپے ہے جس میں ۲۰ کروڑ ۲۹ لاکھ امداد بھی شامل ہے۔ اس منصوبے کو بناتے وقت خواتین کی بہبود کو منظر کھیکھیں اس سلسلہ میں ضلعی اور صوبائی سطح پر خواتین اور سرکاری اہلکاروں میں خواتین کے حقوق اور ان سے متعلق منصوبہ پر عمل درآمد کے لئے آگاہی پیدا کی جائے گی۔ ہماری حکومت نے محسوس کیا کہ اس شعبہ میں پچھلے سالوں میں توجہ دی گئی۔ چونکہ سال ۲۰۰۵ء میں تین سو جاری منصوبوں کے علاوہ اتنی ایکیموں پر عمل درآمد کا منصوبہ بنایا کیا گیا۔ اس سال ان پر عمل درآمد کے لئے ۱۰ کروڑ ۳۵ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہے۔ جو کہ پچھلے سال کے مقابلہ میں پانچ گناہ زیادہ ہے۔ امید ہے کہ اس سال اقیقتی مبران اسمبلی کی نشاندہی پر مختلف جگہوں پر مختلف مقاصد کے لئے کمیونٹی ہال تعمیر کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ مختلف ڈسٹرکٹ میں بھی مختلف مقاصد کے لئے بھی کمیونٹی ہال تعمیر کئے جائیں گے۔ جناب اسپیکر! ہماری حکومت اس سال ایسی غریب بچیوں کی شادیوں پر معاونت کرے گی جن کے والدین مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شادیاں نہیں کر سکتے ہیں چنانچہ اجتماعی شادیوں کا ایک منصوبہ سال ۲۰۰۵ء سے شامل ہے۔ اس کے تحت غریب والدین اور بچوں کی مدد کی جائے گی۔ اس مقصد کے لئے چھاس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ وہیکن ڈیپارٹمنٹ شعبہ خواتین کی بہبود کے لئے حکومت نے محسوس کیا کہ خواتین کی بہبود کے لئے منظر کھیکھیں اس سلسلے میں ضلعی صوبائی سطح پر خواتین اہلکاروں میں خواتین کے حقوق اور ان کی بہتری کے منصوبوں پر عمل درآمد کے لئے آگاہی ہوگی۔ اور محکمہ سماجی بہبود کے نچلے اہلکاروں کو تربیت دی جائے گی کہ خواتین کو کس طرح تربیت دیں گے۔ اور خواتین کو کس طرح وہ ترقیاتی عمل میں شامل کر سکیں۔ جناب اسپیکر! خواتین کے معاشی مسائل خصوصاً دیہی علاقوں میں بہت بڑھ گئے ہیں چنانچہ ہماری حکومت نے ایک منصوبہ بنایا ہے جس کے تحت مختلف اضلاع میں خواتین کے معاشی ترقیاتی مراکز تعمیر کئے جائیں گے ان مراکز میں ان علاقوں کی خواتین کو مختلف ہنسکھائے جائیں گے۔ تاکہ ان کے معاشی حالات میں بہتری آ سکے اس منصوبے کی خوش اسلوبی کی تکمیل کے بعد اس کا دائرہ دوسرے

صلیعوں تک وسیع کر دیا جائے گا۔ جناب اپنے! اس کے علاوہ فلات عنایت اللہ کا ریز پشین کوئی نہ اور دیگر علاقوں میں خواتین کی تربیت کے مراکز قائم کئے جائیں گے جن میں تربیت حاصل کرنے کے بعد خواتین اپنے لئے بہتر طور پر روزگار حاصل کر سکیں گی۔ جناب! میں معزز ارکان اسمبلی سے درخواست کروں گی کہ وہ بہبود خواتین سے متعلق منصوبوں میں عمل درآمد کے دوران حکومتی اداروں سے کامل تعاون کریں۔ شکریہ!

جناب اپنے! مولانا فیض محمد صاحب!

مولانا فیض محمد (وزیر محنت و افرادی قوت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپنے! ایک لفظ ہماری زبان پر اکثر رہتا ہے لفظ ہے ترقی کا۔ کہ ہم ترقی کریں لیکن ترقی کے لئے اسلام نے جو اصول بتائے ہیں قرآن کریم اور حدیث کی رو سے ان اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے اسلاف کو دیکھے۔ اپنے بڑوں کو دیکھے کہ انہوں نے اپنی زندگی کس طرح گزاری۔ کوئی بھی شعبہ ہو اور اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے اب اس کے لئے اسلام میں کیا اصول ہیں ہمارے اسلاف نے وہ اختلافی مسائل کس طرح سے حل کئے ہیں تو اس کے لئے آپ اپنی تاریخ کو دیکھیں گے کہ حکومت کی سطح پر اور آپ سمیں جو اختلافات ہوتے ہیں کیسے دور کئے ہیں۔ اور جو طریقہ اختیار کیا ہے اور آج ہم وہی طریقہ اختیار کریں گے تو کامیابی ہو گی۔ ہمارے اسلاف کے اندر یہ تھا کہ وہ دلائل پر وہ اپنی بات منواتے شور شرابا اور ایک دوسرے کے خلاف غلط الفاظ حکومت والے یا حزب اختلاف والے ان کے اندر کوئی ایسا غلط لفظ نہیں ہوتا تھا مسلمان تو اپنی جگہ پر اسلام نے ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا تھا قرآن مجید میں ان کے متعلق فرمایا۔ (عربی) مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا دیکھو! تم ان لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں اب ان کے معبدوں کو برانہ کہو جو غلطی میں یا ضد کی وجہ سے وہ اللہ کو برانہ کیہیں یہ اصول بتایا کہ کسی کو برا کہنا اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے دلائل کی بنیاد پر اگر دلائل حکومت کی مضبوط ہوں یا حزب اختلاف کے ہمارے اکابر نے پھر اس بات کو اس وقت مان لیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا عراق فتح ہوا اور فتح ہونے کے بعد اس میں کچھ اختلاف ہوئے وہ اختلاف ایک ہفتے تک مسلسل چلتے رہے اور آپ سمیں گفتگو ہوتی رہی لیکن دلائل کی بنیاد پر حضرت عمر کی دلائل مضبوط تھیں تو وہ اختلاف والے جو تھے انہوں نے ان کی

بات مان لی اور یہی حضرت عمر فاروقؓ ایک دفعہ خطبہ دے رہے تھے خطبے کے دوران انہوں نے ایک مسئلہ بیان کیا کہ بھائی دیکھو! کہ حق مہر زیادہ نہ رکھو اگر حق مہر زیادہ رکھا جائے یہ اچھی بات ہو تو حضورؐ اپنی اولاد کے لئے اپنی بچیوں کے لئے زیادہ رکھتے یو یوں کو زیادہ دیتے۔ عین خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن اس دوران ایک عورت سیاہ فام کھڑی ہو گئی کہا اے عمرؓ! ذرا رک جاؤ۔ اور خطبہ شروع ہے آپ نمازی ہیں اس وقت آپ کو پتہ ہے نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ہے بات بولنے کی اجازت نہیں ہے لیکن یہ عورت کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے عمرؓ رک جاؤ۔ عمرؓ نے خطبہ بند کیا اس نے کہا قرآن مجید میں ہے کہ اگر حق مہر میں آپ نے سونے کا ڈھیر دے دیا ہے تو وہ واپس نہ لوآ پ کون ہوتے ہیں ہمارے حق کو مارنے والے۔ اب حضرت عمرؓ کے الفاظ کیا ہیں فرماتے ہیں کہ بوڑھی نے قرآن کو سمجھا اور عمر نے نہیں سمجھا۔ اب دیکھیں یہ حزب اختلاف والے دیکھیں کہ جب امیر المؤمنین کے سامنے عین خطبے کے دوران بات آگئی تو انہوں نے کوئی اختلاف نہیں کیا لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے ہماری اس اسمبلی پر آپسمیں جب شروع ہوتے ہیں حضرات ایسی باتیں ہوتی ہیں اور باہر بھی یہ لوگ نہ کرتے ہو نگے جن کو منتخب کر کے یہاں بھیجا گیا ہے۔ مثال کے طور پر باہر لوگ ایک دوسرے کو دھکی دیتے ہیں اور اگر اسمبلی کے انداز بھی ایسی باتیں ہوں ٹانگیں تو ڈنے کی۔ تو آپ بتائیں کہ باہر ہمیں لوگ کیا کہیں گے۔ تو اس سے متعلق میری گزارش ہے جو ہمارے دوسرے ساتھی تو موجود نہیں ہیں اور حزب اقتدار والے موجود ہیں سب سے یہ گزارش ہے کہ ہم ترقی چاہتے ہیں ہمارے اسلاف نے جس طریقے پر اپنے مسائل کو حل کیا ہے اور ان کے اندر آپسمیں جو بیٹھ کر باتیں کیں اور حل نکالا ہے ہم اس طرح کریں اس کے بغیر کوئی ترقی نہیں ہوتی ہے اسلام کے اندر عورت کے متعلق یہ ہے اور یا ہمارے بلوجی اقدار جو ہیں ہمارے ہاں مشہور ہے کہ ایک عورت سات قرانوں کے برابر ہے کوئی شرعی بات نہیں ہے بلوجی روایت ہے کہ اگر وہ کسی کے پاس جائے تو گویا آپ سات قران اس کے پاس لے گئے ہیں لیکن وہی اگر عورت بولے اور ہم شور مچائیں یہ بھی تو ہمارے بلوجی اور اسلامی اقدار کے خلاف ہے۔ اور دوسرے نمبر پر میں نے کہا ترقی کے لئے اپنے اسلاف کے ساتھ تعلق ہوا اور اتفاق و اتحاد اختلاف کی وجہ سے کوئی قوم ترقی نہیں کرے گی اور ہم انگریز کی غلامی میں جو ڈیز ہسوں والے ہیں وہ اپنے اختلافات کی وجہ سے ہے حضور اکرمؐ کا زمانہ اور ان کی ذات۔ حضورؐ پر وحی نازل ہوئی کہ

لیلۃ القدر رمضان شریف کی فلاں رات کو ہے حضور اکرمؐ باہر نکلتا کہ میں باہر لوگوں کو بتاؤں کہ شب قدر رمضان شریف کی فلاں رات کو ہے لیکن جب حضورؐ باہر نکلتے تو دو آدمی آپس میں دست و گریباں تھے وہ لڑ رہے تھے تو اللہ تعالیٰ جو وہ تاریخ متعین تھی شب قدر کی وہ حضورؐ سے واپس لے لی۔ اختلاف کی وجہ سے جو حضورؐ کو جو بات بتائی تھی وہ واپس لے لی اور آپ نے یہ فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے مجھے اللہ نے یہ رات بتائی تھی لیکن تمہارے اختلاف کی وجہ سے یہ رات متعین ہم سے چلی گئی۔ اور حضور اکرمؐ کو قرآن کریم میں فرمایا کہ میں جس قوم کو عذاب دیتا ہوں آسمان سے پھر بر ساروں زمین میں دھنسا دوں یا آپس میں لڑاؤں یہ بھی میری طرف سے ان کے لئے ایک عذاب ہے تو ہمیں یہ سوچنا چاہیے اگر حزب اقتدار والوں نے کوئی زیادتی کی ہے تو دلائل کی بنیاد پر حزب اختلاف والے بیٹھے ہیں اور ان سے بات کریں اور ہمارے جیسے اسلاف نے کیا ہے۔ اور تیسری چیز ہوتی ہے جدوجہد اور محنت ترقی کیلئے وہ ہم اس قوم سے نکل گئی ہے۔ نہ اسلاف کے طریقے ہم نے اپنائے ہیں نہ ہم نے اختلاف کو چھوڑا ہے نہ وہ جدوجہد اور محنت ہے جس کی وجہ سے قومیں کامیاب ہوتی ہیں وہ نہیں ہیں صرف ایک دوسرے سے دست و گریبان ہونے کے سوائے ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ وحید الدین خان ایک عالم ہیں اُس کی کتاب میں نے پڑھی اُس کے اندر اُس نے لکھا ہے کہ ایک آدمی انڈیا کا جاپان چلا گیا۔ وہاں کارخانے میں کپڑا بن رہا تھا تو اس نے دکھایا اُن کو دیکھو یہ میں نے کپڑا خریدا ہے تم سے لیکن اسکے تانے بانے میں اتنی کمی ہے ایک ٹکڑا اُسکا خراب ہے۔ میں نے اتنی بات کی وہ مزدور رونے لگا۔ اُس کے بعد اُس سے پوچھا میں نے تو وہ بول نہیں رہا تھا۔ میں نے اُس کے نیجے سے پوچھا یہ کیوں روتا ہے؟ اُس نے جب اُس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ ہماری غلطی کی وجہ سے ہمارے ملک کی باہر بدنامی ہوئی ہے کہ یہ کپڑا خراب گیا ہے اور یہ ہمارے ملک کی بدنامی ہے اسلئے میں رورہا ہوں۔ اور آپ ایک غیر مسلم لیکن ہم جنہیں اللہ نے حضور اکرمؐ کی غلامی نصیب کی ہے، ہم اپنے کو دیکھیں کہ ہم اپنے ملک کو کتنا بدنام کر رہے ہیں۔ حزب اقتدار کی اگر کوئی صحیح بات ہو تو حزب اختلاف بحق ہے کہ اُس کی بات کو مان لیں۔ ہمارے ہاں دستور یہ بنتا ہے کہ اگر حزب اختلاف والے کوئی صحیح بات کریں تو حزب اقتدار والے تو جنہیں دیتے ہیں۔ اور اگر یہ کوئی صحیح فیصلہ کریں تو وہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں۔ اور تاریخ میں کبھی یہ نہیں ہوا ہے کہ

حزب اختلاف والے کسی بجٹ کو صحیح کہیں۔ لیکن یہ جوانداز اختیار کیا ہے ہمارے ساتھیوں نے میرے خیال میں بلوچستان کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا ہے۔ یہ جو بھی بجٹ بنائیں گے پہلے بنائیں یا آئندہ حزب اختلاف اس کی مخالفت کرے گی۔ وہ کہتے ہیں ایک آدمی تھا پر صاحب تو وہ گھروالے اُس کو پہنچنے مانتے تھے۔ ایک دفعہ وہ گاؤں کے اوپر اڑکے چلا جا رہا تھا، واپس جب وہ گھر میں آئے تو پیوی نے کہا دیکھا بزرگ یہ ہوتے ہیں جو آسمان پر اڑتے ہیں تم بھی کوئی بزرگ ہو؟ اُس نے کہا دیکھا تو نے کہا۔ ہاں۔ وہ تو میں تھا نا لوگوں سے پوچھو فلاں جگہ پر اڑتا۔ کہا اچھا میں نے دیکھا تمہارے پاؤں ٹیڑھے تھے میں سمجھا کہ واقعی تو ہے۔ اُنے میں تمہارے پاؤں ٹیڑھے تھے۔ تو یہ حزب اختلاف والے کبھی ان کے پاؤں کو نہیں کہیں گے کہ اسکی صحیح تھے۔ یہ تو ٹیڑھے تھے۔ لیکن حق یہ ہے کہ آپس میں بیٹھیں اور ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔ میرا خیال تھا وہ ساتھی ہوں گے اُن کے سامنے یہ باتیں ہوں گی۔ ہم جو ہیں ہمارے اقدار ہیں اسلامی بھی ہیں اور ہمارے قومی ہیں یہاں کے مقامی جو ہیں وہ بھی اسلام کے مطابق۔ ایک دوسرے کا احترام کرنا یہ بھی ہمیں اسلام نے سکھایا ہے۔ باقی بجٹ کے متعلق ساتھیوں نے جتنا کہا ہے وہ کم نہیں ہے۔ جن ساتھیوں نے محنت کی ہے اس پر اب جب ترقی کی بات ہے اور اسکے اندر مزید ہمیں محنت کرنی ہو گی اور بلوچستان کے جو حالات ہیں، مالی جو وسائل ہیں اس کے مطابق کافی میری نظر میں یہ صحیح بجٹ ہے۔ اگر خاص کسی ساتھی کو کوئی شکایت ہے تو جیسے مولانا واسع صاحب سینئر وزیر نے اور دوسروں نے کہا کہ بھئی ہمارے ساتھ بیٹھیں اور باتیں کریں یہ ایک آسان طریقہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو سلامت رکھے۔ شکریہ!

جناب اپیکر: شروعی صاحب!

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب اپیکر صاحب! مجھے آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ مجھ سے پہلے میرے محترم مولانا فیض محمد صاحب نے بڑا عالمانہ فاضلانہ خطاب فرمایا اور بڑی اچھی باتیں بتائیں۔ میں چاہتا تھا کہ اپوزیشن کو کچھ ایصالِ ثواب کروں لیکن مولانا نے بڑی اچھی باتیں بتائی ہیں۔ میں ان کی تقریر پر عمل کرتے ہوئے میں حزب اختلاف کی بُرا ایساں بیان نہیں کروں گا۔ میں اُن کی ایک ٹوبی کو داد دوں گا کہ وہ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ بہت اچھا کیا ہے اللہ

ان کو استقامت دے دو بارہ نہ آئیں۔ تاکہ ہم پر سکون ہو کر بات کریں اور سُنیں (ڈیک بجائے گئے)۔ علامہ ابن جوہریؒ نے ایک کتاب لکھی ہے کتاب الازکیات کے نام سے عربی میں کتاب ہے۔ اُس کا اردو ترجمہ ہے لاطش علمیہ کے نام سے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ کسی بزرگ نے سفیدِ ریش آدمی نے کہیں نکاہ کا پیغام بھیجا یہ کے پاس اور اُس خاتون نے جتنے امیدوار تھے جن کی دعوت آئی تھی جن کا خطبہ نکاح کا آیا تھا اُن کے انٹرویو لیئے جیسا کہ آج کل ملازمین سے انٹرویو لیئے جاتے ہیں اُن کی ٹوپیاں معلوم کرنا چاہیں تو بڑے میاں کہتے ہیں کہ میں نے جب نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ بھی صاف میں کھڑے ہیں تو مجھے کون قبول کرے لیکن میرا کام بن گیا ایک سوال کے جواب پر۔ خاتون نے ایک سوال اُس نوجوان سے کیا جو مجھ سے پہلے انٹرویو دے رہا تھا کہ آپ حساب میں کیسے ہیں؟ اُس نے کہا کہ جی لاکھوں کروڑوں کا حساب میں دے سکتا ہوں مٹھوں گھنٹوں میں بنا سکتا ہوں۔ جب مجھ سے یہ سوال کیا گیا کہ بڑے میاں آپ حساب کے بارے میں بتائیں؟ تو انہوں نے کہا جی میں وہ خاوند نہیں ہوں جو بیوی کے ساتھ بیٹھ کے حساب کرے۔ میں جتنا کما کے لاتا ہوں رکھ لیتا ہوں۔ جب وہ ختم کر لیتا ہے کہتا ہے کہ اور لے آؤ میں جا کے اور کما تا ہوں اور لاتا ہوں۔ تو یہ جو جبٹ ہے آپ کا اور حساب کتاب کی مہارت ہے میں اس میدان کا آدمی نہیں ہوں جی۔ ہمیں جو کچھ گزشتہ سال ہاتھ میں دیا تھا پی ایس ڈی پی کے اندر۔ پوری دنیانداری سے ذمہ داری سے کہتے ہیں۔ اُس میں ہم نے ایک روپے کی خیانت نہیں کی اللہ گواہ ہے اور میدان پر ہم حاضر ہیں حساب دینے کیلئے۔ قوم کی اس امانت کو زمین پر لگا کر کیمیشن کوئی پیں ایس ڈی پی میں یہ ذمہ داری، ہم قبول کرتے ہیں کہ وہ انشاء اللہ سو فیصد کام پر لگا کوئی کیمیشن کوئی رشوت کوئی بے ایمانی کوئی خیانت مولوی نہیں کرے گا انشاء اللہ۔ اپنے متعلق ذمہ داری سے کہتا ہوں۔ اور میں سب سے کمزور تر مولوی ہوں ان میں یہ سب نیک لوگ ہیں ان کے متعلق میرا حسن ظن ہے۔ مجھے تربت اور گوادر سے لیکر موسیٰ خیل تک، جن کے آخری حصے سے لیکر نصیر آباد تک، تفتان سے لیکر لور الائی ژوب تک، پورے بلوجستان کے عوام کے ساتھ ہمدردی ہے اُن کے سینکڑوں مسائل ہیں میں سب کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں لیکن میں کوئی شہر میں چھوٹا بڑا ہوا ہوں اور میں اسوقت پی بی۔ ۳ کوئی کا نمائندہ

ہوں۔ میں لاگ لپیٹ کے بغیر علماء تشریف رکھتے ہیں اور آپ سارے معززین تشریف رکھتے ہیں یہ ایک معزز فلور ہے اور ذمہ دار فلور ہے اس پر میں اپنے دل کی بات کہتا ہوں کوئی نہ کے حوالے سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ براہ کرم مجھے وہ طریقے نہیں آتے ہیں جو ہمارے اپوزیشن والے کرتے ہیں جس کی تعبیر مولانا نور محمد صاحب نے صحیح کی تھی ”چغالوں اور پتھریں گیڑروں کی طرح“ وہ ترتیب تو مجھے آتی نہیں ہے میں ایک درخواست کروں گا کہ کوئی صوبائی دارالحکومت ہے اس میں بہت سارے مسائل ہیں۔ کوئی شہر کے لوگ پانی کے لئے ترستے ہیں۔ صفائی کا نظام دربادر ہے۔ تعلیمی لحاظ سے یہ شہر دربادر ہے۔ اور پھر یہ صرف میرا شہر نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ بھی یہاں رہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ بھی یہاں رہتے ہیں۔ سینئر منستر بھی یہاں رہتے ہیں۔ یہ سارے لوگ اس شہر میں رہتے ہیں۔ یہ ہمارا مشترکہ شہر ہے جس طرح لاہور کراچی اور باقی پشاور وغیرہ پر محنت ہوتی ہے۔ کوئی شہر سے متعلق صحیح میرے بھائی آغا فیصل صاحب نے بھی تذکرہ کیا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم سب مل کے کوئی شہر کی آبادی کے لئے اجتماعی کوشش کریں۔ تاکہ یہ مسائل حل ہوں۔ اب میرا حلقة انتخاب ہے پشتوں آباد جسے علاقہ غیر مسکونی جاتا ہے۔ جو بڑا پسمند ہے۔ تعلیمی لحاظ سے بطور خاص۔ باقی علاقوں میں میں دیکھتا ہوں آپ کے دیگر علاقوں میں کافی گھل رہے ہیں۔ میرے پشتوں آباد میں اب تک ہائی اسکول نہیں بن رہا ہے۔ میں ایک سال سے منت سماجت کر رہا ہوں۔ مجھے تعاون حاصل نہیں ہے۔ نہ آپ کے منstroں کا تعاون صحیح مجھے حاصل ہے نہ بیور کریں کا مجھے حاصل ہے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر آپ سب کو گواہ بنا کر یہ صدائِ ہڈرے رہا ہوں۔ جھوپی پھیلارہا ہوں۔ اللہ آپ کو توفیق دیدے۔ بجٹ جن دوستوں نے بنایا ہے جیسے محنت کی ہے اُس پر میرے احباب نے تفصیل سے بات کی ہے۔ میں اُس کے متعلق مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔ آخر میں پھر آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ شکر یہ!

جناب اسپیکر: مہربانی شروعی صاحب۔ کوئی نہ میں کا لجز اور یونیورسٹیز سب کچھ موجود ہیں آپ پشتوں آباد کے لئے بھی الگ یونیورسٹی مانگ رہے ہو کیا؟ جی جے پر کاش صاحب!

بے یار کاش (وزیر اقیقتی امور): جناب اسپیکر و معزز ارکین اسمبلی اسلام و علیکم نامستے اسپیکر صاحب! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان سے بات کرنے کا موقع دیا میں وزیر اعلیٰ

میر جام محمد یوسف صاحب سینئر صوبائی وزیر مولانا عبدالواسع صاحب اور احسان شاہ صاحب کو صوبائی بجٹ پیش کرنے کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ہم آپ سب کے مشکور ہیں۔ کہ موجودہ پی ایس ڈی پی ۲۰۰۵ء میں اقلیتوں کے لئے فنڈ رکھے گئے ہیں پہلے سے زیادہ ہے اس سے ہم تمام اقلیتی برادری کو خوش محسوس ہوتی ہے کہ ہمارا خصوصی شان رکھا گیا ہے۔ جیسے کہ آپ کے علم میں ہے کہ اقلیتی برادری بھی اس پاکستان کا حصہ ہے اور دن رات وطن عزیز کے لئے خدمت کر رہی ہے اور پاکستان وہ نام ہے یعنی پاک جگہ ہمارے خمیر کے مطابق تو یہ ہے مجھے خصوصاً اس کی پوجا کرنی چاہئے اور اس کے بعد میں آپ کی تھوڑی سی توجہ اقلیتی برادری کے مسائل کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ بجٹ میں گیارہ ہزار پوٹھیں رکھی گئی ہیں اور غریبوں مل کلاس پندرہ سو فٹ مکان کے ٹیکس فری کے لئے گئے ہے بجٹ میں مزید بوجھنیں ڈالا گیا ہے۔ یہ ایک غریب دوست بجٹ ہے جس سے بلوچستان کی ترقی ہو گی اور بلوچستان کے عوام خوش ہوں گے۔ میں آپ کی توجہ اقلیتی برادری کے مسائل کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو پوٹھیں create کی گئی ہیں ان میں ہماری آپ سے اور اس معززاً یوان سے حقوق کے برابری کی بنیاد پر گزارش بھی ہے اور میں اس کا طلب گار بھی ہوں کہ ہمیں اس میں جیسے کہ یہ حقیقت ہے کہ ہم یہاں پر آئے میں نمک کے برابر ہیں لیکن اگر پوٹھوں میں ہمیں اسی تناسب سے حقوق ملیں تو ہم آپ کے انتہائی مشکور رہیں گے اور اس کے بعد جیسے کہ ہماری آبادی پہلے سے بھی بڑھتی جا رہی ہے اور ہم باہر رہ نہیں سکتے تو آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہمارے جو بڑے شہر ہے جیسے کہ سبی، خضدار، کوئٹہ، حب چوکی اور ژوپ میں سابقہ گورنمنٹ نے اقلیتی برادری کے لئے زمین دی تھی تو آج میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہماری اقلیتی برادریوں کے لئے کوئی پیکنے دے۔ پسندی میں بھی سابقہ گورنمنٹ نے اقلیتی برادری کے لئے زمین کے سلسلے میں خط و کتابت کی ہے اور وہاں کے معززاً رکان بھی ان کے favour میں ہے لیکن وہاں کا تخلیل دار ان کے favour میں نہیں جا رہا تو آپ سے گزارش ہے کہ اس کے لئے بھی کوئی خصوصی کمیٹی قائم کی جائے۔ اور پسند بھیجی جائے تاکہ حقائق سامنے آئیں۔ اور میں اس حکومت سے آپ سے اور اس معززاً یوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور گزارش بھی کرتا ہوں کہ ہم سے خصوصی تعاون فرمائیں۔

جناب اسپیکر: مولانا عبدالباری صاحب!

مولانا عبدالباری آغا (وزیری ایچ ای): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! دنیا کے پار یمانی نظام میں جہاں بھی بحث بتتا ہے بحث سیاسی ماحول میں بتتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جب ہماری بلوچستان صوبائی اسمبلی میں بحث سازی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا عبدالرحیم بازی صاحب بیماری کے حالت میں ہاؤس میں آئے ہیں اس کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیری ایچ ای): صوبائی بحث ایک ایسے سیاسی ماحول میں بن رہا ہے۔ کہ ہمارے ملک کا جو سیاسی ماحول ہے وہ اچھا نہیں ہے جیسا کہ سیاسی ماحول کا پتہ اس چیز سے معلوم ہوتا ہے کہ گز شتمہ دن ہمارے صوبے سے تعلق رکھنے والا وزیر اعظم صاحب نے استعفی دے دیا یا اس سے استعفی دلوایا گیا ہے۔ اور بلوچستان کے اکثر لوگ خواہ سیاسی لوگ ہیں غیر سیاسی وہ اس اقدام کو اچھا اقدام نہیں سمجھتے اور یہاں پر بھی کافی ہمارے ڈیموکریٹ چینیں والے سوچتے ہیں کہ اسلام آباد کی جو سیاست ہے وہ دنیا اور اسلام آباد سے مختلف ہے۔ یہاں کی جو قبائلی روایات ہیں یا کلچر ہے وہ سیاست سے مقدم ہے جیسا کہ جناب اسپیکر! آپ کو بتا ہے یہاں پر بلوچستان میں جیسے قبائل ہیں اور قبائل رہتے ہیں اور قبائل کی جو شخصیات ہیں وہ اکثر یہاں پر اسمبلی کے ممبر صاحبان ہیں یا نیشنل اسمبلی میں یا سینٹ کے ممبر ہیں۔ انکا سیاست سے تعلق پہلے کسی قبلے سے ہوتا ہے۔ بلوچستان کی جو سیاست ہے اس کی ابتداء قبائلیت سے ہوتی ہے۔ بلوچستان میں سب سے پہلے قبائلیت ہے اور اس کے بعد سیاست ہے اور یہاں پر جو قبائلی رہنمایی روایات ہیں اس کی مطابق ہماری اسمبلیاں اور اس کی process چلی آ رہی ہے اور خاص کر میں اپوزیشن کو اگرچہ ان کی عدم موجودگی میں ایک بات بھیست ادب و احترام کر رہا ہوں کہ ہماری اپوزیشن کا جو ٹپر پچھ جو بڑھ چکا ہے وہ اس تناظر میں کہ وہ اس چیز کو دیکھ رہے ہیں کہ شاید ہمارے صوبے میں بھی کوئی تبدیلی کا دن آجائے اور یہاں پر بھی سیاسی تبدیلی کا ماحول پیدا ہو جائے میں اپوزیشن کو یقین دلاتا ہوں کہ فی الحال بلوچستان میں سیاسی تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔ اور یہاں پر کولیشن گورنمنٹ جام صاحب کی قیادت میں اٹھارہ مہینے سے کام کر رہی ہے چاہے ڈولپمنٹ کے حوالے

سے لا اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہو یا حکومتی نظم و نسق کے حوالے سے ہو ٹھیک ٹھاک کام کر رہی ہے۔ اور جام صاحب کو باقاعدہ ایم ایم اے اور مسلم لیگ دونوں اکثریتی پارٹیوں کا اعتماد حاصل تھا اور حاصل رہے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں جیسے ایک گاڑی کے لئے مطلب دوپیسے ضروری ہے اس طریقے سے ہر اسمبلی کے لئے حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں ضروری ہے اور اس کو ہم ایک اہم رکن سمجھتے ہیں۔ لیکن بلوجستان میں جب سے اپوزیشن تھی اس وقت سے کبھی ایسا غلط ماحول میں نے بذات خود نہیں دیکھا ہے۔ اور جناب اسپیکر! آپ کو پتا ہے کہ میں شاید اسمبلی میں کچھ ان ممبروں سے ہوں کہ کافی حکومتوں میں بھی رہا ہوں اور اپوزیشن میں مختلف اوقات میں تقریباً پانچ سال کردار ادا کرتا رہا ہوں۔ ہم نے اپوزیشن کا جو صحیح جمہوری رول تھا جموروی کا رکن کی حیثیت سے اس روں کو ہم نے ادا کیا تھا اور پھر یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ قبائلی روایات کے علاوہ یہاں پر بلوجستان اسمبلی میں ہمارے جو اکابرین رہے ہیں جام میر غلام قادر صاحب، میر غوث بخش (مرحوم) سردار عطاء اللہ مینگل، نواب اکبر خان بگٹی، خان عبدالصمد خان اچکزی (مرحوم) مولانا نامش الدین شہید جو کہ ہمارے اسمبلی کے اکابر تھے جنہوں نے اسمبلی کی روایات اور روڑ کا ایجاد اور تدوین کیا گیا ہے اس وقت کے مباحثات بھی ہم نے پڑھے ہیں۔ اور شاید آپ کی اسمبلی میں جو لاسپری ہے۔ اس میں مباحثات کی کتابیں جتنی میں نے پڑھیں۔ شاید اکثر ممبران نے اتنی کتابوں کو دیکھا بھی نہیں اس وقت کی اپوزیشن حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی جو تحریک التواع ہوتی ہے قرارداد یا بجٹ سیشن پر بحث اور ڈیبیٹ ہوتا تھا رونگ سے پہلے یہاں بلوجستان کی جو روایات ہوتی تھی وہ روایات کو دیکھتے تھے چاہے خان عبدالصمد خان اچکزی شہید تھے یا مولانا نامش الدین شہید تھے یا سردار عطاء اللہ مینگل اور میر غوث بخش بزرگ ہمارے جو بڑے بڑے اکابرین اور اس اسمبلی میں جو ہم بیٹھے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان اکابرین کی محنت اور خلاص کی وجہ سے ہماری اسمبلی قائم ہے اور یہاں پر جو بلوجستان کی سیاست ہے اور یہاں کی روایات ہیں وہ ان اکابرین کی محنت اور برکت ہیں ہماری جو گریجویٹ اسمبلی بلوجستان اسمبلی میں اس وقت گریجویشن کے لئے اہلیت کے لئے جو شرط رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ گریجویشن اور اعلیٰ ایجویشن کے ساتھ ساتھ ہم نے بلوج اور پشتون، ہزارہ اور دوسرا جو ہماری برادری ہے ان کی جو روایات تھیں احترام اور تقاری وہ روایات نہیں پڑھتے ہیں اکثر ہم انگلش

سکولوں سے پڑھے ہیں یا پڑھ رہے ہیں ہم درمیان میں آکر کے یہاں پر اسمبلی ممبر ان بن گئے کچھ منظر بن گئے وہ افسرز جو ہیں نہ ہماری روایات جانتے ہیں اور نہ ہماری شریعت اور سنت سے واقف ہیں جب کوئی ممبر روایات سے بھی واقف نہ ہوں اور شریعت اور سنت سے بھی واقف نہ ہوں تو ظاہر ہے کہ ان کا یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی کرسیاں چھوڑ کر کے بھی یہاں سے سیر پر چلا جاتا ہے کبھی آپ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور بھی روڈ پر لگا کر کے اور میں نے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی ایک پارلیمانی حوالے سے مشورہ دیا تھا فلور کے حوالے سے کہ ہم بھی اس کرسی پر بیٹھتے تھے ہم نے کوئی پانچ چھ سال اپوزیشن کو ٹھیک ٹھاک طریقے سے چلایا تھا اور اپوزیشن کی ذمہ داری میرے اوپر اور آخر مینگل صاحب کے اوپر تھی کبھی ہم نے غلط زبان استعمال نہیں کی تھی ٹھیک ٹھاک ہم نے بجٹ کو پڑھا اور بلکہ یہاں تک میں نے پڑھا ہے بجٹ کو جب ہم اپوزیشن میں تھے کہ بجٹ کا لفظ بھی میں نے معلوم کیا ہے کہ یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے یا ہندکو زبان کا لفظ ہے یا لندنی استلاء ہے اور میں ایک لفظ بجٹ کا جو لفظ ہے اس کے پیچھے میں لگا اور مجھے آپ کی لاہبری کی کتاب سے پتہ چلا کہ یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ بلکہ یہ کندن کی جو زبان ہے اس زبان کا کوئی استلاء ہے اور بجٹ کا لفظ مفہوم لغوی کے پیچھے ہم گئے اور میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کا لفظ وہ لندن کا استلاء ہے اور بجٹ کی معنی ہے سالانہ گوشوارہ اور بجٹ کا آغاز اور ایجاد سب سے پہلے حضرت عمر ابن خطابؓ جن کا دور بڑا انصاف اور مساوات والا دور تھا اور ہمارے دوسرا مذاہب کی جو کتابیں ہیں جس وقت آپ اس کو پڑھتے ہیں تو اسی کتابوں سے بھی جوانصف کا حوالہ دیتے ہیں وہ حضرت عمرؓ کا دور مبارک پیش کرتا ہے حضرت عمرؓ صاحب کے دور میں اس وقت کی جو گورنمنٹ تھی اس کے لئے کوئی چار ڈیپارٹمنٹ متعین تھے ایک سیکورٹی دوسرے اخساب کا ادارہ تھا تیسرا جو ہے وہ مالیات کا ادارہ تھا بجٹ جو ہے مالیات ہوتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ تو بجٹ کا جو ایجاد اور تدوین ہے یہ مغرب کا تدوین اور ایجاد ہے تو یہ حضرت عمر ابن خطابؓ کا ایجاد اور تدوین ہے ہمارے اکثر ممبر ان صاحبان عدم مطالعہ علمی اور لاعلمی کی وجہ سے اس بجٹ کو انگریزی سمجھتے ہیں اور اس کا ایجاد اور تدوین جو ہے وہ مغرب سے سمجھتے ہیں یہ اکثر اس وجہ سے ہے کہ ہماری جو اپوزیشن ہے بجائے اس کے کہ وہ اپوزیشن کا صحیح رول اور ایک جمہوری کردار ادا کرے اور جا کر لاہبری میں اپنے اکابرین کی جو تحریک اتحاد، تحریک التواء اور مباحثات سے

پارلیمانی علم حاصل کریں اس کی مجائے وہ معمولی ایکٹیوں پر اپنی تجارتی جوان کا اصرار ہے اور پی ایس ڈی پی کے اوپر جوان کی لڑائی ہے اور پوچھے صوبے میں جوان کی انتشار کی سیاست ہے یہ میں اپوزیشن کے لئے اچھا نہیں سمجھتا ہوں اس کے مستقبل کے لئے بھی یہ روایہ اچھا نہیں اور جناب اسپیکر! یہاں پر مطلب کم از کم ہماری جو صوبے کی روایات ہیں اور ہمارے اکابرین جو ہمارے بڑے بزرگ گزرے ہیں ان کے جو پارلیمانی طریقہ کا رہے اس کے طریقہ کا رہے ہم سب ممبران کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کو پڑھ لیں اس کو جان لیں اور دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! کہ یہاں جو ہماری صوبائی بجٹ کا جو نشان ہے اور کوئی ستارے کا نشان ہے اس پر بھی میں نے کافی رسیرچ کیا ہے میں اس سے اختلاف رکھتا ہوں اور اس وقت بھی جب میں اپوزیشن میں تھا اور ۱۹۹۵ء۔ ۱۹۹۶ء میں وزیر تھا حکومت میں تھے اس وقت بھی میں نے اکنامکس اور اقتصادیات کے جو اصول اور کتابیں تھیں سیکرٹری فناں صاحب کو دکھایا کہ یہ جو آپ لوگوں کا نشان ہے یہ ایسا نشان بلوجستان بجٹ کے لئے صحیح نہیں ہے یہ بجٹ کا ایک نشان ہوتا ہے دوسری گزارش یہ ہے جناب اسپیکر! کہ بجٹ لفظ کے معنی ہے سالانہ گوشوارہ اور بجٹ کے دوسائیڈ ہوتے ہیں ترقیاتی پروگرام جس کا نام ہے پی ایس ڈی پی پیک سیکٹر پروگرام اور دوسرے جو ہے غیر ترقیاتی بجٹ اور جہاں تک اس بجٹ میں میں نے تو زیادہ مطالعہ نہیں کیا شاہ صاحب سے سنا ہے کیونکہ ہماری ذمہ داری بھی زیادہ نہیں ہے اور مولانا واسع صاحب سے سنا ہے واقعی یہ بجٹ متوازن بجٹ ہے کیونکہ اس بجٹ میں ڈولپمنٹ سیکٹر کو کافی اہمیت کے نظر سے دیکھا گیا ہے اور اس بجٹ میں بارہ ارب انہوں نے ترقیاتی اخراجات کے لئے رکھا ہے اور اس میں سے اٹھارہ ارب روپے جو ہیں going on ایکٹیوں کے لئے ہیں اور چار ارب روپے نئی ایکٹیوں کے لئے ہیں۔ واقعی اس بجٹ کو متوازن اور عوام دوست بجٹ سمجھتا ہوں اور جیسا کہ کہ گزشتہ پی ایس ڈی پی کے حوالے سے اور آئندہ پی ایس ڈی پی کے حوالے سے لوگوں کی کافی توقعات وابسطہ ہیں اور اگر اس پر پی ایس ڈی پی چل پڑا رہ ڈپرگراونڈ پر اس پی ایس ڈی پی کا کیا گیا ہماری حکومت تو واقعی اس پی ایس ڈی پی کے حوالے سے بلوجستان جو ہے ترقی کریگا اور دوسری گزارش یہ ہے کہ پھر خاص کر میونیکیشن کو یارو ڈسیکٹر کو ہم نے کافی پیسے دیئے ہیں گزشتہ بجٹ میں بھی اس بجٹ میں بھی یہ واقعی دنیا کے جو ترقی یافتہ ملک ہیں یاد نیا کے جو ترقیاتی پروگرام ہم پڑھتے ہیں یاد کیتے ہیں

اس میں سب سے اہم سکھر جو ہے وہ کمپنیکشن ہے جہاں روڈ جاتا ہے اس کے پچھے ترقی اور ترقیاتی کام بھی جاتے ہیں اور اس کے بعد ایریگیشن ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایریگیشن کو زیادہ اہمیت دیں کیونکہ اس وقت پانی کا مسئلہ ہے جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے تاریخ میں جو یوسف علیہ السلام کا قحط سال ہے قرآن شریف میں آیا ہے سات سال قحط سالی تھی اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام خود فناں منستر تھے اور اس کے لئے قرآن شریف میں مستقل سورۃ ہے (سورۃ یوسف) اس کے لئے قرآن شریف میں دو صفات ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی یوسف علیہ السلام ایسے وزیر خزانہ تھے کہ ان میں دو صفات تھے ایک وہ معاملات سے باخبر تھے اور دوسرا مالیات کی خود نگرانی کرتے تھے مالیات کی نگرانی اور معاملات کی جو ہے باخبر تو یہ فناں منستر کی میں ذمہ داری ہے یوسف علیہ السلام نے اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے پوری کر دی ہے اور جیسا کہ یوسف علیہ السلام فناں منستر تھے اور کا نام ہی یوسف اور ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ جس کا نام یوسف ہوتا ہے اور فناں منستر ہوتا ہے وہ کبھی کھبار مصیبت میں بھی بتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے فناں منستر کو مصیبت سے مشکلات سے اور مصائب سے بچائیں میں اس کا دعا گو ہوں تو یہ جناب! یہ ہمارے بجٹ کی جو خصوصیات ہیں جو تھوڑا بہت میں جانتا ہوں زیادہ میں نہیں پڑھا ہے اس بجٹ کو میں متوازن بجٹ سمجھتا ہوں ترقیاتی پروگرام کو بہت اہمیت کے نظر سے دیکھا گیا ہے دوسری اس بجٹ کی اہمیت یہ ہے کہ اس بجٹ کو فاضل بجٹ کے طور پر پیش کیا گیا ہے تو ہم اپوزیشن میں تھے اور ہم نے مشورہ دیا تھا اس وقت کی حکومت کو اور قائد ایوان کو، کہ فاضل بجٹ کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنا پیسہ ہے کہ اس کے لئے کوئی مصرف نہیں پڑا ہوا ہے اور خرچ ہونے کی جگہ نہیں ہے تو دنیا اور دنیا کے محصولات میں یا اسلام آباد کے محصولات میں جو آپ کی جو گیس رائٹی ہے گیس ڈولپمنٹ سرچارج یا دوسرے آپ کے جو دستوری اور آئینی حقوق ہیں ان کا بھی آپ کو نہیں ملے گا تو اس وقت کی حکومت نے یہ عقل سے اور ہمارے جو فقیرانہ مشورے تھے اس سے کوئی استفادہ نہیں لیا فاضل بجٹ پیش کیا اور پورے سال میں اس کا نہ تو فارنز نے مدد کی نہ اسلام آباد والوں نے نہ این الیف سی ایوارڈ سے اس کو کوئی حصہ ملا وہ ایسی ہی رہے کیونکہ وہ اسلام آباد والے اس کو یہ بہانہ بنارہے تھے کہ تمہارا جو بجٹ ہے وہ فاضل بجٹ ہے اور فاضل بجٹ کا یہ مطلب ہے کہ تمہارے پاس پیسہ پڑا ہے۔ مصرف نہیں ہے تو شاہ صاحب، جام صاحب اور

مولانا عبدالواسع صاحب نے جو بحث پیش کیا ہے اور کل پاس ہو رہا ہے تو اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس نے بحث کو فاضل بحث کے اصل بحث کے طور پیش نہیں کیا بلکہ خسارے کا بحث اور خسارے کا مطلب یہ ہے کہ سال کے دوران میں اور پورے سال میں آپ کو جو ہے فارنز آج کل چاپانی آرہے ہیں آپ کی مدد کریں گے کل پرسوں دوسرے آئیں گے اور این ایف سی ایوارڈ اور خاص کر گرانٹ میں میرے خیال میں کافی اضافی امیدیں ہیں ہمارے یہ خسارے کا جو لفظ استعمال کیا ہے یہ واقعی شاہ صاحب اور اس کی جو شیم ہے خاص کر سیکرٹری فناں کو میں ہوشیار سمجھتا ہوں یہ بہت اچھا اقدام ہے اریکیشن کے حوالے سے میں گزارش کر رہا تھا جناب اسپیکر! یہاں پورے ملک میں جو پانی کا مسئلہ ہے ایک تجزیے کے حوالے سے یہاں پر ایک کروڑ اسی لاکھ افراد صاف پانی سے محروم ہیں اور یہاں پر پورے ملک میں بیشمول بلوچستان صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے کافی لوگ ہپاٹائیں اور دوسرے امراض کے شکار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کا اگر واقعی ہم صحبت عامہ کے بھی اقدامات کر رہے ہیں تو اس کے لئے اچھا یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم لوگوں کو صاف پانی مہیا کریں اور اس کے سورج کے لئے اریکیشن کافی اقدامات کر سکتے ہیں اور اس کے لئے ہمارے صدر صاحب نے ایک میٹنگ بلائی تھی اور ہمارے بحث میں بھی اس پر کافی توجہ دی ہے اور اس توجہ کو بھی میں قابل تحسین سمجھتا ہوں تیسری جو ہماری ایجوکیشن ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری گزشتہ پی ایس ڈی پی یا آئندہ پی ایس ڈی پی میں ہمارے محترم ساتھی صدیق صاحب نے جتنی محنت کی خلوص کے ساتھ جتنے کالج یہاں پر بنائے ہیں اور جتنے کالجوں کو آپ گریڈ کئے ہیں اور یہاں پر جو ہماری یونیورسٹی ہے سردار بہادرخان یونیورسٹی میں سابق وزیر اعظم کا بھی مشکور ہوں اور جناب گورنر صاحب کا بھی اور ہماری صوبائی حکومت کا بھی اور خاص کر میری تجویز ہے اس حوالے سے کہ جیسا کہ صوبہ سرحد نے وہاں پر میڈیکل کالج خواتین کے لئے مستقل منظور کیا اور پاس بھی کیا اور شروع بھی ہے یہاں پر ہماری حکومت کے لئے اچھا ایک اقدام ہے کہ جیسا کہ ہمارا بولان میڈیکل کالج ہے اسی طریقے سے خواتین کے لئے مستقل کالج منظور کریں اور ایجوکیشن کے حوالے سے فارنز کے جو لوگ ہیں اسلام آباد والے بھی ہمارے ساتھ کافی مدد کریں گے اور اسی شعبے میں ان لوگوں کی کافی دلچسپی بھی ہے اور چوتھے نمبر جناب اسپیکر! آبتوشی کا جو شعبہ ہے جس کا میں ذمہ دار ہوں اس مکملے کا یہ کوئی تقریباً

۱۰۰ اسویا کے اسوہ ہمارے ٹیوب ویل ہیں جن میں سے تقریباً تین سو ٹیوب ویل بند ہو چکے ہیں اور میری رپورٹ یہ ہے کہ ہفتے میں تین دن میں اکثر ضلعوں میں تین چار ٹیوب ویل بند ہو رہے ہیں جن کو ہم نان فنکشن سمجھتے ہیں اس کی وجہات یہ ہیں کہ سو شل ایکشن پروگرام کے تحت ۱۹۹۱ء میں پالیسی اس وقت بنائی گئی تھی کہ سرکار جو ہے ٹیوب ویل بنا کر کمیونٹی کے حوالے کریں گے اس تجربے کے بعد بالکل ثابت ہو گیا کہ پالیسی بالکل ناکام ہے ہمارے لوگوں میں اتنی وسعت نہیں ہے ہمارے لوگ غربت اور مغلسی کا شکار ہیں کمیونٹی والے وہ خود اپنے طور پر اتنا بڑا بل تھیں، چالیس ہزار روپے کہاں سے ادا کریں، پھر خشک سالی کا مسئلہ ہے اور پانی کی سطح تین سو کی بجائے بارہ سو ایک ہزار فٹ تک چل گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پالیسی پر بھی شاہ صاحب اللہ تعالیٰ ان کو زندگی دے اور ہماری حکومت کو بھی اللہ تعالیٰ زندگی دیدے تو یہ نوٹ کریں تو فلیٹ ریٹ زرعی ٹیوب ویلوں کے لئے جو فارمولہ ہے تو اس طریقے سے ہم نے بھی ایک فارمولہ بنایا ہے فلیٹ ریٹ کی سب سیڈی ہے اس کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے کچھ واپڈ اپر ڈالا ہے کچھ وفاقی حکومت پر تیسرا جو شیر ہے وہ صوبائی حکومت پر اب اس فارمولے پر صدر صاحب کا آرڈر بھی جو مود ہے ہمارے ساتھ اور سابق وزیر اعظم صاحب کا آرڈر بھی موجود ہے واپڈ اولے پتے نہیں مانتے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ واپڈ اولے کب تک نہیں مانتے شاید کسی نہ کسی دن ہو مان جائیں گے تو اس پر بھی ہم نے توجہ دینی ہے۔ کیونکہ یہاں اکثر شہروں میں آپ کا آبائی شہر ہے ژوب میں پانی کا مسئلہ ہے ہر نائی میں ابھی تو بارش ہو گئی تھوڑا بہت کوئی کا میں اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ پشتون آباد اور ان علاقوں میں کافی لوگ احتجاج پر ہیں اور یہ خاص سنی شوران کے علاقے میں ابھی تھوڑی بہت بارشیں ہو گئی ہیں اور خاص کر یہ ہمارے دوسرے اضلاع جو ہیں اور الائی، قلعہ عبداللہ، پشین اکثر علاقوں میں پانی کا بہت سخت مسئلہ ہے اور میں آپ کو جناب اپنیکر! ایک خاص طور پر یہ تارہ ہوں کہ ایک تجزیہ یہ ہے ایک سائمنڈ ان کا کوئی میں سال تک پاکستان کا جو موسمی ماحول ہے وہ یہ دکھارہا ہے کہ کوئی میں سال تک بارش نہیں ہو سکتی ہے پاکستان میں اور اکثر ہمارے علاقوں میں اور میں آپ کو یہ مشورہ دے رہا ہوں جناب اپنیکر! آپ کے توسط سے حکومت کو اگر پانچ چھ سال میں کوئی بارش نہیں ہوئی ہے اور خاص کر اس موسم میں جو جون اور جولائی کا موسم ہے یہ توجون بھی گز رگیا جو لائی بھی گزر نے والا ہے اگر اس موسم میں بارش نہیں ہوئی تو چار

پانچ سال کے بعد سارے آپ کے جو ۵۰۰ کے اسویوب ویز ہیں وہ ناکام ہو جائیں گے اور لوگ پانی کے پیچھے جائیں گے اور یہ بہت بڑا مشکل سے ہم دوچار ہونگے تو اس کے لئے ایک مستقل منصوبہ بننی ہوئی چاہئے اور فلیٹ ریٹ کا مسئلہ ہے کافی ہم اس پر بولتے رہے لیکن ہماری حکومت بھی اتنا زیادہ نظم و نرق نہیں ہوتا ہے وہ ہر ایک اپنے راستے سے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز پر کوئی نظم و نرق و ڈسپلن کا مظاہرہ کریں پانی سب کا مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی ٹیوب ویل گزشتہ سال بھی ایک دوارب سے ہمارے تین سو ٹیوب ویل کمکل ہو گئے اور آئندہ پی ایس ڈی پی میں ہر ضلع میں ٹیوب ویل دے چکے ہیں۔ میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں دوستوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ ہر ایک کوپتہ ہے کہ یہ جو دھمکی کا اور طاقت کا مظاہرہ ہے ہر ایک کا دوسرا کوپتہ ہے کہ طاقت کس کے پاس ہے ہر انسان کے پاس طاقت ہے اور جناب اپیکر! میں شاہ صاحب کو اور جام صاحب کو اور مولانا واسع صاحب کو اور پوری ٹیم کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ جو بجٹ بنایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے اور اس کی زندگی میں اللہ تعالیٰ اور اضافہ کرے اور بروقت ڈالے اور خاص کر جو بھاگ کا مسئلہ ہے بالا ناڑی کا جواب بھی مجھے چٹ ملا ہے اس پر بھی حکومت کو زیادہ توجہ دینی چاہئے حکومت کے لئے اور یہاں پر جو مجھے دوسرا چٹ ملا ہے کہ جو اعزاز تنخواہ ہے جیسے سابقہ ہماری اسمبلی کی روایت ہے خاص کر اسمبلی والے جوان کی تنخواہیں اور الاؤنسز کافی کم ہیں اور پھر فناں والے پی اینڈ ڈی والے کل میں نے جو پیش طور پر بتایا ہمارے لاء ڈی پارٹمنٹ والے کبھی سیکرٹری صاحب اور دونوں آتے ہیں ہمارے اکثر مجھے کے سیکرٹری صاحبان یہاں مشکل سے آتے ہیں یہاں پر ہمارے اجلاس میں لیکن لاء سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری دونوں تشریف فرماتے ہیں تو یہ سب جو ہیں اضافی تنخواہ کے مستحق ہیں اور تو اس میں میرا خیال میں جو میں نے سیاسی ماحول میں بات کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ادھر کا سیاسی ڈپلیشن ٹھیک ٹھاک ہے اور چلے گا۔ شکریہ!

جناب اپیکر: شاہ صاحب! ہم نے اجلاس دیر سے شروع کیا ہوا ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): آپ چلا میں اور درمیان میں نماز کا وقفہ کر لیں۔

جناب اپیکر: عبدالرحیم بازی صاحب!

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیر بی ڈی اے): جناب اپیکر! اللہ تعالیٰ نے مجھے بیماری کے بعد دوبارہ اسمبلی

میں حاضر ہونے کی ہمت دی ہے میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور ان دوستوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری بیمار پر سی کی اور جنہوں نے مجھے غائبانہ دعاؤں میں یاد کیا ہے جناب اپسیکر صاحب! میں تفصیل میں جانے کی بجائے اجتماعی عرض کرتا ہوں کہ آئندہ مالی سال کا بجٹ میری نظر میں بہت عمده ہے اور وزیر خزانہ مولانا واسع صاحب اور جام صاحب سب مبارک باد کے مستحق ہیں اور انشاء اللہ پہلے سال کا بجٹ بھی اسی طرح کا تھا جو پہلے سال ہوا ہے اس سے پہلے بلوچستان میں انتارتیقیاتی کام نہیں ہوا ہے نہ پاکستان میں ہوا ہے۔ جو پہلے سال میں ہوا ہے یا سال میں ہو رہا ہے اس وجہ سے یہ لوگ اب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ شکریہ!

جناب اپسیکر: مولوی در محمد صاحب آپ نے کل تقریر کی ہے تو پھر آپ تشریف رکھیں پھر ادھر نام میرے سامنے کیسے آیا ہے۔ جی حافظ محمد اللہ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ (عربی) جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں محترم قائد ایوان جام میر محمد یوسف صاحب فناں منستر احسان شاہ صاحب اور شنیئر منستر پارلیمانی لیڈر متحده مجلس عمل بلوچستان مولانا واسع صاحب و دیگران دوستوں کا تبدل سے شکر یہ ادا کرتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے نامساعد حالات میں اور ایسے حالات میں جو سیاست اور اقتصادیات بلوچستان اور مرکز کے منقی کی طرف گھوم رہے ہیں ایسے نامساعد حالات میں انہوں نے ایک ثابت بجٹ بنائی بلوچستان کے عوام کے سامنے پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ہم جس طرح ثبت اور نامساعد حالات میں بلوچستان کے مفادات بلوچستان کے خطے کے مفادات بلوچستان کے عوام کے مفادات کے لئے انھیں محنت سے کوشش کر سکتے ہیں تو نامساعد حالات میں بھی ہم نے یہ کوشش کی ہے اور اس کوشش کے حوالے سے ہم میں سکت ہے یقیناً آآپ کو معلوم ہے کہ چھ مہینے سے این ایف سی الیارڈ کا جو بلوچستان کا دار مدار ہے بلوچستان کے مفادات اور بلوچستان کی ترقی کا جناب اپسیکر! چھ مہینے سے ہماری صوبائی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے چیف منستر فناں منستر سینئر منستر مولانا عبد الواسع صاحب لڑتے لڑتے اس بات پر کہ بلوچستان کے مفادات بلوچستان کا حق اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک ان چار نقطوں پر مرکز ہمارے ساتھ اتفاق نہ کریں سب سے پہلے یہ نقطہ جس کے لیے ہمارے دوست لڑ رہے تھے

جدوجہد کر رہے تھے رقبہ پسمندگی اور آبادی اور یونیو آج تک ان کی کافی جدوجہد کے باوجود انہوں نے اپنی بہت نہیں ہاری بلکہ وہی قوت کیسا تھے جس قوت جس خون جوش کیسا تھے جس جذبے کیسا تھوڑہ وہاں شریک رہتے تھے اب بھی میرا یقین ہے کہ اسی جذبے کے ساتھ شریک رہیں گے نامساعد حالات ہیں تھیں کی حالات ہیں لیکن میں شاہ صاحب کی تسلی کے لیے اور بلوچستان حکومت کی تسلی کے لیے ایک شعر پیش کرتا ہوں کہ۔

پی جایا مکی تلخی کو بھی نہ کہ ناصر۔

غم کوہنے میں بھی قدرت نے مزہ رکھا ہے۔

جب ایام کی تلخی آجائے تو ہنستے ہوئے آپ زندگی بسر کریں اپنی محنت کے لیے جدوجہد کریں اور جب آپ غم کو سہتے ہیں تو اس غم کوہنے میں بھی اللہ تعالیٰ نے مزہ رکھا ہے جناب اسپیکر! تو اس لیے کوئی مایوسی کی بات نہیں ہے ہمارے حوصلے بلند ہیں ہم بلوچستان کے مفادات کے لیے بلوچستان کے عوام کے مفادات کے لیے ایم ایم اے، مسلم لیگ، بی این پی عوامی، یہ جام صاحب کی پسٹ پر کھڑے ہیں جب تک جام صاحب کا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں ہوگا ایم ایم اے ان کے ساتھ رہے گی۔ ہماری روایات اور ہماری تاریخ جناب اسپیکر! آپ ورکرہ چکے ہیں تو پولیٹک میں آپ نے زندگی گزاری ہے اس پولیٹک اسی تربیت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس چیز پر بیٹھنے کا منصب دیا ہے اس کی حیثیت کے مطابق آپ نے چلائی ہے یہ اس تربیت کا داد ہے ہماری تاریخ یہ ہے کہ جب ہم نے کسی بھی قوت کیسا تھے جمعیت علماء اسلام نے یا متحده مجلس عمل نے دوستی کا ہاتھ دیا ہے ایک معاهدے کے تحت یہ تاریخ گواہ ہے کہ اس وقت تک ہمارا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے جب تک وہ ہاتھ نہ کھینچیں اگر انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا تو پھر ہم ملامت نہیں ہیں پھر اس وقت ذمہ دار ہے لیکن ہم یہ یقین دلاتے ہیں ایم ایم اے کی طرف سے مولانا عبدالواسع صاحب نہیں ہے میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہماری تاریخی روایات اور اسلامی روایات اور سیاسی روایات کے مطابق ہمارا یہ اٹل اور قطعی فیصلہ ہے سیاست اور پولیٹک اس میں مشتبہ پہلو بھی ہوتا ہے اور منفی پہلو بھی ہوتا ہے لیکن اس میں ایک بات مدنظر رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی قوت دوسری قوت کے خلاف بات کرتی ہے تو وہ شخصیت پر تقيید برائے تعمیر نہیں بلکہ ان کی پالیسی پر ان کے کردار پر ان کے

اس سیاسی منظر نامے پر جو تاریخ کے اور اق میں لکھا ہوا ہے کسی کی ذات پر تنقید کرنا کسی کی شخصیت پر تنقید کرنا اسکو برا بھلا کہنا یہ ہمارے بلوجتستان کی روایات کے بھی خلاف ہے ہماری سیاسی روایات کے بھی خلاف ہے اور اسلامی روایات کے بھی خلاف ہے ۱۸ مہینے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوالیشن حکومت کے خلاف پھر اس میں ایم ایم کے خلاف اپوزیشن جوزبان استعمال کر رہی ہے جناب اسپیکر! یہ ہم نے برداشت کیا ہے اور اب بھی برداشت کر رہے ہیں اور آئندہ بھی برداشت کریں گے لیکن یہ صرف اور صرف آپ کی وجہ سے آپ نے رولنگ دی ہے اسیلی میں مجھے ڈانٹا ہے آپ نے منستر ایجوکیشن کو ڈانٹا ہے آپ نے سینئر منستر اور سی ایم کو بھی معاف نہیں کیا ہے اس کے باوجود-----

جناب اسپیکر: حافظ صاحب آذان ہو رہی ہے آذان کے بعد۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): جناب اسپیکر صاحب! ہم نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ برداشت اور تحمل کا دامن نہیں چھوڑا ہے آپ نقج میں پڑے ہیں ہم نے آپ کا مانا ہے اور آپ کی رولنگ کا احترام کرتے ہوئے ہم نے اپنے منстроں کو پابند کیا ہے کہ آپ نے ہر سیشن میں شرکت کرنی ہے آپ نے سوالات کے جوابات دینے ہیں صحیح ہوں یا غلط ہوں لیکن اس کے باوجود اپوزیشن والے کہتے ہیں آپ کی رولنگ کا یہاں احترام نہیں ہے آپ کی رولنگ کا احترام کرتے ہوئے یہاں کمیٹی تشکیل دی گئی تھی با قاعدہ اپوزیشن کے ساتھ میٹنگ ہوئی تھی یہ بھی آپ کی وجہ سے ہے آپ کی رولنگ کی وجہ سے ہے اگر احترام نہیں کیا ہے تو صرف ہمارے اپوزیشن والے دوستوں نے احترام نہیں کیا ہے ہم تو دیکھ رہے تھے کہ ٹریئری بچوں کی بجائے اسپیکر صاحب! اپوزیشن ممبران کو ترجیح دیتے ہیں لیکن ہم خاموش تھے کہ یہ اچھی روایت ہے یہ منفی نہیں ثابت روایت ہے اس ثابت روایت کی بنیاد پر آپ کو ایک ثابت اسپیکر کے طور پر ہماری طرف سے ایک ایوارڈ ملا ہے اپوزیشن کی طرف سے آپ ایک غیر جاندار اسپیکر ہیں یہ غیر جانداری کا ایوارڈ یہ آپ کو آپ کے رویے کی وجہ سے ملا ہے جس کی تربیت آپ کے بزرگوں نے کی ہے یہ ہے ہماری تربیت لیکن بجٹ کے اجلاس میں جو کچھ انہوں نے کیا اور جو کچھ کہا اور جس کردار کا مظاہرہ انہوں نے کیا ہے اس میں انہوں نے بلوجتستان کی روایت سیاست اور اسلامی روایت کو پامال کیا ہے مثلاً ایک آدمی کو براہ راست کہنا جھوٹا اور وہ بھی ایک منستر کو کہنا جو ایک صوبے کے وہ بحیثیت ایک فناں منstro وہ پورے صوبے کی وزیر

خزانہ ہوتے ہوئے نمائندگی کر رہے ہیں ان کو جھوٹا کہنا اسمبلی کے فلور پر کیا یہ اسلامی روایت ہے کیا یہ سیاسی روایت ہے کیا یہ بلوچستان کی بلوچ اور پشتون روایت ہے میرے خیال میں ہمارے سب دوست اتفاق کریں گے کہ کسی روایت میں نہیں ہے۔ دوسری بات انہوں نے اپنے کتبے میں جو وہ یہاں لایا اس میں ایک لفظ یہ بھی لکھا تھا اور باہر جلسوں میں کہا کرتے ہیں اور اپنی مغلولوں میں کہا کرتے ہیں اور یہاں اسمبلی میں بھی وہ لکھ کر لایا۔ ملاں ملٹری الائنس مردہ باد۔

جناب اسپیکر: حافظ صاحب آپ اپنے موقف کی بات کریں یہ مناسب نہیں لگتا ہے کہ آپ ان کی غیر موجودگی میں ان کی غلطیاں بیان کریں۔ آپ اپنا موقف واضح کریں یہ ہماری روایت کے خلاف ہے اب چونکہ وہ لوگ نہیں ہیں ان کی باتیں چھوڑیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): میں اسمبلی فلور پر کہتا ہوں میں بند کمرے میں نہیں کہتا ہوں وہ اگرچہ یہاں موجود نہیں ہیں اگر وہ موجود ہوتے تو سننے ان میں سننے کی سکت نہیں ہے آپ مہربانی کر کے آپ میری باتوں کو غور سے سنیں میں بند کمرے میں نہیں بولتا پر لیں اور میڈیا سن رہا ہے ہم کیا کہتے ہی اور اگر کوئی منفی بات ہو تو پھر آپ اسی وقت ہمیں منع کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی جاری رکھیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! ملاں ملٹری الائنس اس کا معنی یہ ہے کہ ہم غیر جمہوری لوگ ہیں غیر جمہوری لوگ ہیں یا اپنے آپ کو جمہوری لوگ کہتے ہیں یہ معنی ہے میں یہ ثابت کر سکتا ہوں اس فلور پر کہ ایم ایم اے جمیعت العلماء اسلام ایک سیاسی اور جمہوری قوت ہے یا یہ لوگ جو سیاست اور جمہوریت کا دعویٰ کرتے ہوئے لاشوں کی سیاست کرتے ہیں کیا یہ جمہوری لوگ ہیں یہ تو وہی لوگ ہیں جو صادق شہید پارک میں نواز شریف کے ساتھ بیٹھ کر پنجاب زندہ باد کا نعرہ لگا رہے تھے اب وہی لوگ اسمبلی فلور پر کہتے ہیں کہ پنجاب استعمار مردہ باد۔ ہماری سیاست دنیا پر عیاں ہے ہم نے جب بھی کوئی سیاسی تحریک یہاں چلائی ہے آپ نے دیکھا ہے اس جیسی تحریک میں کس کے خلاف آواز اٹھائی ہے ہر اس ظالم جابر قوت کے خلاف جو عوام کی مرضی کے خلاف اقتدار پر قابض ہوئی ہے برا جمان ہوئی ہے آپ کو معلوم ہے آپ بین الاقوامی منظر نامہ بھی دیکھیں اور ملکی منظر نامہ بھی دیکھیں کہ ہم غیر جمہوری لوگ ہیں

یا غیر جمہوری لوگ ہی ملٹری کا معنی یہ ہے کہ ہم جمہوری لوگ نہیں ہیں ہم غیر جمہوری ہیں لیکن ہم ثابت کر سکتے ہیں وہ غیر جمہوری ہیں اور ہم جمہوری لوگ ہیں جب پاکستان میں ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو ایک منتخب حکومت کا خاتمه کر کے ایک نیا اقتدار سامنے آیا تو اس اقتدار کے سامنے آتے ہوئے ان نیشنل سیکورٹی قوتوں نے نئے آئین کا مطالبہ کیا آپ بتائیں کیا آج بھی انہیں قوتوں کا مطالبہ یہ ہے کہ نئے آئین ساز اسمبلی نیا آئین اور نئی اسمبلی۔ جب ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو ایک حکومت بر سر اقتدار آئی اور جمہوری حکومت کا خاتمه کر کے آپ نے اسی وقت نئے آئین کا مطالبہ کیا کیا اس وقت آئین ساز اسمبلی موجود تھی آپ نے کس سے آئین کا مطالبہ کیا آپ نے کس قوت کے سامنے آئین کا مطالبہ رکھا دہ جمہوری قوت تھی ایک منتخب اسمبلی تھی اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ آپ جمہوری نہیں ہیں کل اسی فلور پر یہی لوگ کہا کرتے تھے یہاں جمہوریت نہیں ہے یہاں آمریت ہے آج اس فلور پر لیدر آف اپوزیشن کے الفاظ سننے کے جمہوریت ہے یہ جمہوری اسمبلی ہے اسی فلور پر آٹھ مہینے پہلے کہا یہ جمہوری اسمبلی نہیں ہے میں نے یہ کہا ہے کہ یہ جمہوری اسمبلی نہیں ہے اسی طرح جب یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جزل مشرف صاحب کو صدر نہیں کہہ سکتے ہیں وہ ملک کا صدر نہیں ہے ہم اس کو صدر نہیں مانتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں وہ ملک کا صدر ہے لیکن جب ان اسمبلیوں کے وجود کے آنے سے پہلے وہ کوئی میں آیا اور ریفرنڈم کے حوالے سے ایک بڑے جلسے کا انعقاد کیا تو کون لوگوں نے اپنے جمہدوں سے اس کا استقبال کیا یہ نیشنل سیکورٹی قوتوں کے انہوں نے ان کا استقبال کیا ان کے ناظمین ان کے استقبال کے لئے آئے اور اسی فارمولے کے تحت انہوں نے انتخاب میں حصہ لیا اور ہم نے بایکاٹ کیا وہ جمہوری ہیں یا ہم ہیں کیا ہم الائنس ہیں یا وہ الائنس ہیں۔

تیسرا بات جب افغانستان پر حملہ ہوا مریک کی طرف سے تو ان لوگوں نے اسلام کو چھوڑا ہم پشتون کی بات کرتے ہیں افغانستان میں کون مرہا تھا پشتون مرہا تھا ایک سے لیکر سوتک جتنے بھی ذمہ دار لوگ تھے سب کے سب پشتون تھے اور انہی اقوام سے تعلق رکھتے تھے جس سے ہماری اسمبلی کا تعلق ہے۔ ان پر بمباری ہو رہی تھی خواتین بیوہ ہو رہی تھیں لوگ بلے تلبی ۵۲ کی بمباری کی وجہ سے آتے تھے ان لوگوں نے انہی قوت کو خوش آمدید کہا۔ وہ قاتل تھے اور ظالم تھے وہ کس کو قتل کر رہے تھے پشتونوں کو آپ مجھے بتائیں وہ جارحیت حکومت تھی اور لوگوں کو قتل کر رہے تھے کیا وہ جمہوریت طرز تھا ایک ایک اے نے مخالفت

کی انکے درکر شہید ہوئے لیکن انہوں نے کیا کیا ان کے ایک بندے نے باقائدہ انترو یو دیا کہ امریکہ نے بہت دیری کی ہے پانچ سال پہلے آنا چاہے تھا یہ اپنے آپ کو جمہوری کہتے ہیں اور ہمیں غیر جمہوری کہتے ہیں اور آپ کو یاد ہو گا کہ جب افغانستان میں روس نے مداخلت کی تو پشتونوں کو مار ہے تھے تو ان ہی لوگوں نے اس جارحیت کو خوش آمدی کہا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نہ اسلام کا ساتھ دیا ہے اور نہ پشتونوں کا ساتھ دیا ہے اور نہ جمہوریت کا ساتھ دیا ہے آپ نے اسلام کے مقابلے میں کیونزم کا ساتھ دیا ہے آپ جمہوریت کے مقابلے میں آمریت کا ساتھ دیا ہے آپ پشتون کے مقابلے میں بُش اور گور باچوف کا ساتھ دیا ہے آپ فیصلے کریں کہ جمہوری ہیں یا ہم ہیں جب قومی اسمبلی میں ترمیم کی بات آتی ہے تو یہ لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں تو ایوان فیصلہ کرے لہذا ہماری درخواست یہ ہے کہ جہاں بھی بات ہو۔ وہ دلائل کی بنیاد پر بات کریں ان لوگوں کو اپنے مفادات سب سے عزیز ہیں جہاں انکے مفادات ہو وہاں حقوق انسانیت کو شوق سے پایا کرتے ہیں جب انہوں نے اپنے پشتونوں کے ساتھ نہ دیا مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا پھر وہ کو ناساطقہ ہے جو ان کو عزیز ہے۔ افغانستان کے پشتون اب بھی نعرہ لگا رہے ہیں تم تو اپنا تھام تو پشتون تھا غیر بھی ڈوبنے والے کو بجا لیتے ہیں۔ مگر آپ تو اپنے ہوتے ہوئے مجھے ڈب دیا۔ ہم اسمبلی کے فلور پر دلائل کی بنیاد پر بات کرتے ہیں اور سیاست گالی گلوچ کا نام نہیں ہے جمہوریت ایک وقار کا نام ہے جمہوریت ایک عزت کا نام ہے۔ لیکن ہم جمہوریت کو قتل و غارت سے تعیر کرتے ہیں یہ لوگ جمہوریت کو نہیں سمجھتے ہیں۔ بات کہنے کا سلیقه ہو اگر انسان میں دل تو کیا پھر بھی پگل جاتے ہیں۔ آج مولانا صاحب نے وسیع نظریہ کا جو مظاہرہ کیا اسمبلی کے فلور پر بند کرے کی بات نہیں کی۔ بند کرے کی بات کرنے کی ہم عادی نہیں ہیں۔ وہ یہی لوگ ہیں جو بند کرے میں بات کر کے فیصلے کرتے ہیں۔ ہم بند کرے والے نہیں ہیں۔ آج اسمبلی کے فلور پر یہ ثابت کریں۔ کہ حکومت بلوچستان نے ہمارے ساتھ یہ زیادتیاں کی ہیں۔ آپ نے دیکھا ایک کچکوں کو ۵ کروڑ روپے دیئے گئے جو ہمیں نہیں ملا ہے۔ ایک تحصیل کو ۲۱ کروڑ روپے ملے ہیں۔ ہماری حکومت بنیخ کے MPA,s افسوس کر رہے ہیں کہ یہاں کو کیسے ملے ہیں اس کے باوجود آپ کو معلوم ہے کہ ۲۰۰۴ء کا جو بجٹ تھا کیا کیا وہ لوگ الزامات لگاتے تھے کہ ہمیں نظر انداز کیا گیا۔ جب فلر سے پتہ چلا تو ہر ایک کو ۲۰۰۷ء کا جو بجٹ تھا کیا کیا اگر آپ سارا بلوچستان ان

کو دے دیں۔ وہ خوش نہیں ہو نگے۔ کیونکہ ان کا سوچ منفی سوچ بن چکا ہے۔ اگر وہ ثابت ہوتے تو وہاں بیٹھ جاتے، اور مولا ناواسح کا فگر سنتے، اور reaction میں اپنی دلائل دیتے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں کیا۔ ہمارا جو ۲۰۰۵ء کا جو بجٹ ہے بہت متوازن بلوجستان کے عوام کے مفادات بلوجستان کے خطے کے مفادات بجٹ ہے۔ جس پر میں احسان شاہ صاحب سینئر منسٹر اور چیف منسٹر اور دیگر سیکریٹریز کو مبارک باد دیتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ تعلیم میں انہوں نے کیا رکھا ہے کالج اور مل اسکول اپ گریڈیشن کے حوالے سے یہ ساری PSDP آپ کے سامنے پڑا ہے اس میں زراعت ہے ہمیلتھ ہے اور گواہ پورٹ ہے گواہ پورٹ میں انہوں نے ۱۵ ارب روپے آپ کو مرکز دے رہا ہے تو ہم اس بجٹ کی جتنی بھی تعریف کریں کم ہے۔ یہ بل کل بلوجستان کے عوام کے مفاد میں ہے ثابت بجٹ ہے متوازن بجٹ ہے البتہ کچھ ناقص ہو یہ ہو سکتا ہے لیکن انسان کی بنی ہوئی ایک چیز ہے انسان بذات خود ایک خطہ کا پتلا ہے اور انسان کی بنی ہوئی چیز میں ضرور کچھ کمزوری آجائی ہے لیکن اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ یہنا کام حکومت ہے نااہل منسٹر ہے نااہل چیف منسٹر ہے نااہل کام مطلب ہے بے وقوف اس کا معنی یہ ہوا کہ حکومت میں جتنے بھی لوگ شریک ہیں یہ سارے بے وقوف ہیں ایسے الفاظ اسیبلی کے اندر کہنا میرے خیال میں اسیبلی کے وقار کو مجرور کر رہا ہے آپ کے سامنے جو کہر ہے ہیں آپ جس ہیں آپ کا انہوں نے کیا احترام کیا۔ آپ اور ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ صبر کرو کب تک صبر کریں آئندہ ہمارے کوشش یہ رہے گی۔ کہ ہم اپوزیشن کو ایسے شطرے سے سہارا نہیں چوڑیں گے۔ آئندہ کیلئے یہ بات سیکھ لیں یہ صرف کھوپڑی نہیں ہے یہاں جو بیٹھے ہیں ہر ایک کو ۱۲، ۱۰ سال حکومت میں ہو رہا ہے، ۲۰، ۲۵ سال ان کی سروں ہے۔ ہم اپنی حکومت کو بہت اچھی طرح سے چلا سکتے ہیں کسی سے ڈیکٹیشن لینے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے لئے ہمیں نہ اپوزیشن کی ضرورت ہے نہ کسی اور کی ضرورت ہے اگر آپ دلائل کی بات کرتے ہیں ثابت انداز میں برادرانہ طریقہ سے بیٹھ کر تو ہم ان کی بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ان کی جو بھی ضروریات ہیں ان کے جو بھی مسائل ہیں وہ آکر بیٹھ کر دلائل کی بنیاد پر بات کریں۔ اور ثابت کریں کہ ہمارے حقوق میں کام نہیں ہے ڈولپمنٹ کے حوالے سے میں ذمہ دار ہوں۔ لیکن آپ دیکھیں کہ ADP ان اضلاع میں ہیں یا نہیں لیکن اس کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ ہم خواہ مخواہ اپوزیشن سے اسکیمات لے لیں اور وہ اسکیمات ہم

ڈالیں یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ PSDP کی PSDP میں ہمارے حلقتے میں اپوزیشن کے جو ساتھی ہیں انہوں نے جہاں جہاں اسکیمیات دی ہیں وہ صرف ایک گھر کے لئے ہیں میں آپ کو بتا دوں دیوبندی میں ایک آرسی دیا گیا ہے اور گلستان عنایت اللہ کاریز میں آرسی دیا گیا ہے وہاں صرف ایک گھر ہے وہڑ لسٹ میں دکھارہا ہوں سات ہزار آبادی ہوگی۔ وہاں جا کر آپ گراونڈ کام معاونہ کریں وہاں آپ کے کتنے گھر آباد ہیں۔ لیکن وہاں جھگڑا چل رہا ہے ان کی پارٹی ورکروں کے بیچ میں ایک نے کہا آبادی یہاں ہے آرسی یہاں بناؤ دوسرے نے کہا نہیں آرسی وہاں ہے وہ یہاں بناؤں گا۔ جہاں آبادی زیادہ ہے وہاں انہوں نے آرسی بنانے کی اجازت نہیں دی انہوں نے ایکسین کو حکمی دی کہ میرے آدمی کے علاوہ کسی آدمی کو بھی ٹھیک نہیں دینا ہے۔ لہذا ہم جو بھی فیصلہ کرتے ہیں وہ بلوچستان کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔ خطہ کے لئے ان لوگوں کی کوشش یہی ہوگی کہ پاکستان تقسیم ہو۔ آزاد بلوچستان، ایک آزاد پشتونستان لیکن ہماری سیاست رہے گی ہم زندہ رہیں گے ان منصوبوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ شکر یہ!

جناب اسپیکر: یہ ہفتہ ہی جذبات کا ہے پہنچنیں ہماری اسمبلی کو نظر لگ گئی اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ آپ کی وجہ سے ہم سولہ مہینوں سے خاموش ہیں اور حکومت والے کہتے ہیں کہ ہم آپ کی وجہ سے انہیں دے رہے ہیں اب میں بیچارہ کیا کروں وہ کہتے ہیں آپ کی رو لنگ پر عمل نہیں ہوا اور آپ کہتے ہیں آپ کی رو لنگ کی وجہ سے ہم نے دیا آپ جذبات سے کام نہ لیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اسمبلی کو چلنے دیں۔ اپوزیشن والے آپ کے بھائی ہیں ان کے ساتھ بیٹھ جائیں کوئی لا تکمیل، کوئی طریقہ، کوئی سبیل نکالیں۔ انشاء اللہ محنت سے کام ہو جائے گا۔ جناب احسان شاہ صاحب آپ آخر میں بولیں، جناب امبروز جان فرانس!

امبروز جان فرانس: جناب اسپیکر صاحب! میں پہلے تجویز دے چکا ہوں۔ آپ کی مہربانی ہوگی اگر آپ مجھے دو الفاظ کہنے دیں۔ جناب اسپیکر! جس طرح صوبائی حکومت کے ملازمین کی بیمه کی رقم تین گناہ ضافہ کیا گیا ہے تو میں بیمه کے حوالے سے بات کروں گا کہ اسٹیٹ لائف انشورنس جو بیمه زندگی کا کاروبار بلوچستان میں کر رہی ہے اس میں بلوچستان کا سرمایہ invest ہے اسٹیٹ لائف انشورنس کا جو بنیادی کاروبار ہے وہ بلڈنگ کا ہے عمارت کا اسٹیٹ لائف کی تینوں صوبوں میں عالی شان عمارتیں ہیں جبکہ

بلوچستان میں اس کا پیسہ استعمال ہو رہا ہے اور تقریباً اس طرح سے یہ کار و بار فروغ پا رہا ہے۔ تمام چھوٹے بڑے علاقوں میں اس کے دفاتر ہیں اور ہمارے دارالحکومت میں ہماری اسمبلی کے سامنے جو پی آئی اے کی بلڈنگ ہے اس میں اسٹیٹ لاکف کا چیف زوئی آفس ہے۔ وہ کرائے کی عمارت میں ہے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے زیر انتظام آتا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ ہماری حکومت فیڈرل گورنمنٹ سے اس کے لئے بات کرے اور ہمارے صوبے کو بھی اسٹیٹ لاکف انشوئنس کی ایک عمارت دی جائے۔ جناب اپیکر! تو جب یہ مجموعی بجٹ سمیٹی جا رہی ہے۔ once again میری طرف سے محدود وسائل میں رہتے ہوئے جس طرح سے یہ متوازن بجٹ پیش کیا گیا اس کے لئے وزیر خزانہ، سینئر وزیر اور وزیر اعلیٰ کو ایک بار پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ جس طرح سے یہ بجٹ کلوز ہو رہا ہے۔ ستمبر ۲۰۰۵ء اور نومبر ۲۰۰۵ء کا بجٹ آر رہا ہے۔ تو جناب اپیکر! تو اس میں آپ بھی مبارکباد کے مستحق ہو جس طرح اور جس مہارت دانشمندی سے آپ نے اس ایوان کو سنبھالا ہے اور سنبھال رہے ہیں میں اس کے لئے دل کی گہرائیوں سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمت اور طاقت دے شکریہ!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! کیا آپ نماز کے لئے وقفہ کریں گے؟

جناب اپیکر: شاہ صاحب! آپ تقریر کریں۔ ابھی نماز کا وقت ہے۔ جی۔

سید شیر جان بلونج (وزیر جی ڈی اے): جناب اپیکر! اسمبلی کے ملازمین کے لئے الاؤنسز کے بارے میں تعلقات عامہ کے ملازمین اور اپیشل برائی کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ ابھی ابھی تازہ تازہ بات ہے اور وزیر خزانہ کھڑے ہیں میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپیکر! میں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کا شکرگزار ہوں۔ بجٹ ۲۰۰۶ء۔ ۵۰۰۶ء پر اپنی ماہرانہ نظر ڈالی اور بجٹ کو اچھی طرح سے مطالعہ کیا اور اس پر بحث کی جناب والا! میں وقت کی کمی کے باعث زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں لیکن میں کوشش کروں گا کہ جن دوستوں نے تجاویز دی ہیں اور جن دوستوں نے اپنی زریں خیالات سے نوازا ہے میں ان کا بھی شکریہ اد کروں گا۔ جناب والا! عبد القدوں بنجھو صاحب نے بجٹ کے متعلق اپنے خیالات

کا اظہار کیا ہے۔ اس بجٹ کو متوازن اور ایک عوام دوست بجٹ قرار دیا ہے۔ جس طرح انہوں نے
قادیویان جناب جام یوسف صاحب کی شیر و زیر عبدالواسع اور مجھناچیز کی تعریف کی ہے ہم ان کے تھے
دل سے ممنون و مشکور ہیں اسی طرح مولانا در محمد صاحب نے بھی اپنے زریں خیالات کا اظہار کیا ہے اور
بجٹ کے متعلق اپنی رائے سے ہمیں آگاہ کیا ہے ان کا بھی میں تھے دل سے ممنون ہوں بسنت لال گلشن
صاحب نے اپنے دوستوں کی روایات کو جاری رکھتے ہوئے جس طرح عوام دوست بجٹ اور ہر دل عزیز
بجٹ کہا اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ تجادیز بھی دیں۔ تجادیز میں انہوں نے کہ ہم نے جو موڑ سائیکل پر ٹیکس
عائد کہا ہے وضاحت ہے کہ ٹیکس سے متعلق موڑ سائیکل مالکان ٹیکس کے سلسلہ میں جو ہر مینے ایک سائز کے
دفتر میں ۶۰ روپے ٹیکس جمع کرتے تھے۔ اسے ہم نے ختم کر کے اس کو یکمشت جب موڑ سائیکل کی
رجسٹریشن ہوتی ہے ہم نے یکشمت ایک ہزار روپے جمع کرنے کا قانون بنانا ہے اس پر انہوں نے بات کی
ہے اور اسے انہوں نے شاید زیادہ ٹیکس قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم
موڑ سائیکل کی قیمت کو دیکھیں اور ٹیکس کی شرح کو دیکھیں تو یہ ڈیڑھ فیصد بھی نہیں بنتا ساری قیمت کا یعنی
ایک اعشار یہ دو فیصد کے قریب ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ڈیڑھ فیصد کے قریب ہو گا بلکہ موڑ سائیکل
مالکان کو آئے دن ٹیکس آفسران کے دفتر کے چکر لگانے سے جوان کے وقت کا غیاع ہوتا تھا اس سے میں
سمجھتا ہوں کہ ہم نے ان کے لئے ایک بہتر قدم اٹھایا ہے اسی طرح موڑ سائیکل ٹیکس کے حوالے سے جو ہم
نے ذرا سا اضافہ کیا ہے یقیناً ہم نے صوبے کے محصولات بڑھانے کی کوشش کی ہے ان کا بھی اگر باقی
صوبوں کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو یہ باقی صوبوں کے مقابلے میں اس وقت بھی کافی کم ہے۔
جناب والا! امبروز جان فرانس صاحب نے بھی محمد دو سائل میں رہتے ہوئے متوازن بجٹ پیش کرنے
پر جلطہ تعریف کی ہے ہم ان کے ممنون و مشکور ہیں اقلیتوں کے متعلق انہوں نے اپنے جن خیالات کا
اظہار کیا ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کو پورے پاکستان میں اقلیوں کو جو حقوق فراہم کئے گئے ہیں
اور اسلام کے حوالے سے اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبائی حکومت میں اور اس
صوبے کے اندر اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو گی حکومت سے جہاں تک ممکن ہو اقلیتوں سے تعلق رکھنے
والوں کی بڑھ چڑھ کر امداد و مدد کی جائے گی اب جناب والا! جناب شیر جان بلوج نے اپنی تقریر اور اپنے

خیالات سے آگاہ فرمایا۔ سید شیر جان نے فرش فارمنگ کے متعلق کہا ہے چونکہ ان کا حلقة بھی ساحل سمندر ہے وہاں پرش فارمنگ کے حوالے سے زرعی شعبے کے حوالے سے اور شادی کوٹ سے جو پینے کے پانی کی سپلائی لائیں ہے اس کے متعلق ذکر فرمایا اس کے علاوہ سرداشت کا ایک علاقہ ہے جہاں پر پینے کا پانی بالکل نایاب ہے وہاں کے لوگ کینوں میں پانی ڈال کر دور دور سے لے جاتے ہیں پچھلے دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک بارہ سالہ بچ نے پیاس کی وجہ سے موبائل آئنل پی لیا اور اس کا انتقال ہو گیا تو یہ واقعی ان کے علاقے کی مشکلات ہیں اور میں نے خصوصی طور پر سنیئر مسٹر صاحب سے روئینیست تھی کہ ان علاقوں کا خیال رکھا جائے اور پینے کے پانی کی فراہمی اگلے ماں سال میں یقینی بنایا جائے تو میں سنیئر وزیر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اگلے ماں سال میں ان اسکیمات کو ڈالا ہے اور اگر شیر جان صاحب موجود ہوتے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی لیکن وہ کسی مسئلے کی وجہ سے وہ یہاں پر تشریف فرمائیں ہیں۔ اسی طرح جناب والا! فرج عظیم شاہ صاحب نے بجٹ کو سراہا میں ان کا مشکور ہوں اور انہوں نے جس جذبے کا اظہار کیا کہ ایک ایسا بجٹ جو بلوچستان کے تمام علاقوں کے معاشری اور معاشرتی علاقوں کا احاطہ کرتا ہے اور ہر سیکٹر کو کچھ موجودہ بجٹ سے آگے بڑھنے کا موقع ملے گا یقیناً انہوں نے اس بجٹ کا مکمل مطالعہ کیا اور اس کو ہر طرح سے دیکھا ہے پر کھا ہے میں ان کے ان خیالات کا مشکور ہوں۔ محترمہ شاہدہ روف نے بھی پندرہ فی صد الاؤنس کو سراہا میں وزیر اعلیٰ بلوچستان سنیئر وزیر اور تمام کا مشکور ہوں جنہوں نے فیصلہ کیا اور مجھے اس بات کی اجازت دی کہ میں بجٹ میں ملازمین کی پندرہ فیصد مہنگائی الاؤنس کے اضافے کا اعلان کروں جس طرح سے جو پرانے ٹکیں تھے ان کا تھوڑا سا اسٹریف ہم نے بڑھایا اس کے متعلق جو انہوں نے منطقی بحث کی اور دلائل دیں میں ان کا مشکور ہوں۔ جناب عبدالواحد صدیقی صاحب نے بجٹ کا مکمل اور تفصیلی جائزہ لیا اور جس باریک بینی سے اس کا جائزہ لیا ہے اور جس طرح انہوں نے بجٹ کے ہر شعبے پر بات کی ہے میں ان کا مشکور ہوں اور خاص طور پر جوان کی وزارت تعلیم ہے اس سے متعلق انہوں نے معلومات حکومت کو فراہم کی ہیں اور وہ اس بات پر مطمئن ہے کہ حکومت نے تعلیم کو ایک بنیادی ضرورت سمجھ کر خاطر خواہ اس کے لئے وسائل رکھے اس میں دلچسپی دکھائی ہے میں صدقی صاحب کا مشکور ہوں۔ اسلام بھوتانی صاحب نے بجٹ کی تعریف کی ہے نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے ان کا بھی میں تذلل سے

شکرگزار ہوں۔ اسی طرح سے جناب اپنے شمینہ سعید صاحب نے مہنگائی الاونس تعلیمی پسمندگی پر قابو پانا اور زرعی شعبے کو ترقی دینے کے لئے سراہا۔ انہوں نے گواڑ میں چھاس بستروں کے ہسپتال کے قیام کو ایک خوش آئندہ قدم قرار دیا اور خواتین کے لئے قائم کرنے گئے فلاجی منصوبوں کی تشریح اور ان کے متعلق ڈیٹل جاننا چاہا تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ متعلقہ وزارت کو یہ ہدایت کرتا ہوں یہ تمام معلومات جو خواتین کی فلاج و بہبود کیلئے اٹھائے گئے ہیں وہ اس ایوان میں اگلے سیشن میں پیش کی جائیں۔ وزیر مال جناب عاصم کرد گیلو صاحب نے بھی اس کو ایک عوامی بجٹ اور فلاج و بہبود کے حوالے سے بھی اس بجٹ کو ایک جامع منصوبہ قرار دیا ہے اس کیلئے میں انکا مشکور ہوں اور انہوں نے اس کو جس طرح سے اپنے بلوچستان کے عوام کی اس بلوچستان اسمبلی میں ترجمانی کی ہے اور جس جذبات کا اظہار کیا ہم ان کے جذبات کا قدر کرتے ہیں۔ اور ان کے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ایک چیز شاید تقریر کرتے وقت ان سے رہ گئی تھی وہ تقاوی سے متعلق تھا کہ غریب لوگوں کو عام چھوٹے زمینداروں کو تقاوی کی صورت میں حکومت کو مدد دینا چاہئے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگلے ماں سال کے دوران ہم اس بات کا تفصیلی جائزہ لیں گے اور ہر ممکن حد تک لوگوں کو ہم یہ سہولت فراہم کریں گے۔ اور جناب والا! اب میں ایک ایسی شخصیت کی تقریر کی جانب آتا ہوں سنیئر وزیر جناب مولانا عبد الواسع صاحب کی انہوں نے جو کچھ اسمبلی کے فلور پر فرمایا یقیناً وہ پوری اسمبلی کے لئے پریس کے لئے اور بلوچستان کے عوام کے لئے ایک ایک چیز انہوں نے کھول کر رکھی ترقیاتی کاموں کے حوالے سے اور جس طرح انہوں نے پچھلے چھاس سال کی محرومیوں کا ذکر کیا اور آنے والے اقدامات کا یہاں پر جائزہ لیا بیان کیا میں ان کا بھی تذلل سے منکور ہوں اور این ایف سی کے حوالے سے میں تقریر کے آخر میں جوان کی خدمات تھیں اور باقی دوستوں کی آخر میں اگر اللہ نے توفیق دی تو انشاء اللہ جسارت کر کے بعد میں دوچار الفاظ کھوں گا۔ اس کے علاوہ مولانا نور محمد صاحب نے بجٹ کے ساتھ ساتھ حزب اختلاف کے رویے کا جس طرح ذکر کیا ہے تشریح جس طرح انہوں نے کی ہے ان کے رویے کے اور بلوچستان کے ایک اجتماعی اقدار کے متعلق جس اقدار کا اظہار کیا وہ یقیناً قابل تقلید ہے۔ جناب والا! حزب اختلاف سے جس طرح مولانا صاحب نے فرمایا وہ اس وقت موجود نہیں ہیں یہ اخلاقی طور پر درست نہیں ہے کہ جو کوئی موجود نہ ہو اس کے متعلق بات

کی جائے اور اسلام کے زمرے میں بھی یہ غیبت میں آتا ہے مولانا نور محمد صاحب نے ان کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا میں ان سے سو فیصد متفق ہوں۔ راحیلہ درانی صاحب جو خود بھی انسانی حقوق کی جدوجہد میں پیش پیش ہیں اور اس حوالے سے بہت جامع انہوں نے تقریر کی صوبے کی خواتین کو مشکل درپیش ہے اور جس طرح اسمبلی میں ان کا جائزہ جس انداز سے پیش کیا ہے اور جس طرح ان کی نمائندگی کی میں ان کا شکرگزار ہوں اور انہوں نے اپنے speech میں کچھ تجویز دیں ان کی کا پیاں بعد میں مجھے فراہم کیں اپنی تقریر کی وہ میرے پاس ہیں انشاء اللہ ان کو میں ڈیٹیل کے ساتھ دیکھ کر جس حد تک ممکن ہوا ان کی تجویز کا بغور جائزہ لیا جائے گا اور ان پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ شاہ زمان رند صاحب نے جن منصوبوں کا ذکر کیا صحت، تعلیم، زراعت اور دیگر اجتماعی منصوبے میں ان کا بھی مشکور ہوں اور ان کی تقریر سے لگ رہا تھا کہ انہوں نے بحث کا بہت ہی گہرا مطالعہ کیا ہے۔ یقیناً گہرے مطالعہ کرنے سے جہاں ان کو کچھ چیزیں ثابت زیادہ تر چیزیں ثابت نظر آئیں وہاں پر جو انہوں نے اپنی دانست کے مطابق جن چیزوں کی ہمیں نشاندہی کی دُرست کرنے کا وہ ان کی تجویز ہمارے زیر غور ہیں ہم اسکے لئے بھی ذاتی طور پر میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے جس توجہ کے ساتھ بحث کو پڑھا، دیکھا اور مجھے اپنے زریں خیالات سے نوازا اور ہماری رہنمائی کی میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ جناب والا! ابھی میں ایسے ایک محترم شخصیت کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جو کہ سب کے دلوں میں ہمیشہ اسمبلی اور اسمبلی کے باہر بنتے ہیں۔ جناب والا! مولوی فیض محمد صاحب نے جس طرح سے تقریر فرمائی، جس طرح سے انہوں نے یہاں پر تقریر کے انداز میں ہماری اصلاح کرنے کی کوشش کی، جو اسلامی اصولوں کے اندر انہوں نے جو ہمیں سمجھایا، جو درس دیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ حزب اختلاف کی پیشوں کے لئے اور حزب اقتدار کی پیشوں کے لئے اور اس ایوان میں ہر ایک بیٹھنے والے کے لئے اور جہاں تک ان کی آواز پہنچی ان سب کے لئے وہ بہت ہی مفید باتیں تھیں، بہت ہی اچھی باتیں تھیں۔ ان کی باتوں میں جو چاشنی تھی جو شیریٰ تھی میں اس سلسلے میں الفاظ نہیں ہیں کہ ان کا شکر یہ ادا کروں۔ وہ ویسے عام طور پر بھی جب تقریر نہ کر رہے ہوں ویسے بھی کوئی بات فرمار ہے ہوں تو ان کی باتوں میں جتنی مٹھاس ہوتی ہے۔ جب وہ تقریر فرمار ہے تھے تو وہ مٹھاس دو گئی ہو گئی۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ ان کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! جناب شروعی

صاحب کا بھی میں ازحد منون اور مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی اپنے زریں خیالات سے اس ایوان کو نوازا۔ اور اپنی تعاون کا یقین دلایا۔ اور انہوں نے اپنی تقریر میں اپنے حلقے سے متعلق مشکلات کا ذکر فرمایا اس سلسلے میں میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں اپنی حیثیت میں اپنی قوت میں اپنی حکومتی اختیارات کے حوالے سے اُن کی ان مشکلات کو ہر طرح سے حل کرنے کی کوشش کروں گا۔ جہاں بھی وہ میری ضرورت محسوس فرمائیں مجھے حکم دیں انشاء اللہ میں اُس سلسلے میں اُن کے شانہ بشانہ ہوں۔ جناب والا! جب پرکاش صاحب اُن کا بھی میں منون و مشکور ہوں انہوں نے جس طرح اقلیت برادری کی امبروز صاحب کی طرح نمائندگی کی اور وہ اس کے وزیر بھی ہیں اور انہوں نے اور امبروز صاحب نے گلشن صاحب نے ایک علیحدہ سے سیکرٹریٹ اقلیتی امور کے لئے علیحدہ سے ایک وزارت کے اندر ایک علیحدہ سیکرٹریٹ قائم کرنے کا مطالبہ کیا ہے اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بغور اسکا جائزہ لیں گے اور میری کوشش ہوگی کہ ہم اُن کو الگ سے ایک سیکرٹریٹ اور ایک سیکرٹری اور اُس کا عملہ الگ کر کے دیں۔ تاکہ وہ اقلیتی برادری کے کاموں کو جلدی سے جلدی نمٹا میں اور جلد سے جلد فصلے کیتے جائیں تاکہ اُن کا بروقت فائدہ اقلیتی برادری کو پہنچ۔ اور جناب والا! مولوی عبدالرحیم صاحب کو اللہ تعالیٰ صحت دے کافی دنوں کے بعد وہ تشریف لائے۔ بجٹ کی جو انہوں نے تعریف کی میں اُن کا مشکور ہوں لیکن اسکے ساتھ ساتھ میں اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کرتا ہوں بہت ہی مشکور ہوں صحت، عزت، ذلت، موت، زندگی یہ سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اُن کی آواز یہاں آج اسمبلی میں سُن کے دلی مسّرت ہوئی، دلی خوشی ہوئی کہ آج وہ ہمارے دوست پھر ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہم اُن کی آواز سُن رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو صحت کامل عطا فرمائے۔ آمین۔ جناب والا! حافظ حمد اللہ صاحب نے جو ایک تفصیلی تقریر فرمائی اسمبلی میں اور انہوں نے بجٹ کے ساتھ ساتھ بلوجتن کی سیاست پر بھی نظر ڈالی اور مختلف جماعتوں کا ان کی ماضی کا ایک تجزیہ پیش کیا اس حوالے سے میں صرف اتنی عرض کرنا چاہوں گا کہ کاش وہ دوست یہاں موجود ہوتے اور حافظ صاحب کی باقی مسٹنے اور اُن کا جواب دیتے۔ میں حافظ صاحب کی وزارت کا اور اُن کی اپنی کوششوں کا مشکور ہوں کہ پچھلے اس مالی سال کے دوران اُن کی وزارت نے خصوصی طور پر صحت کے حوالے سے کوئی شہر میں جو سہولتیں فراہم کی ہیں

سیٹی اسکین اور دوسری سہوتیں جو کوئٹہ کے شہر یوں کوفراہم کی ہیں وہ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اور اگلے سال بھی انشاء اللہ کوشش یہی ہے کہ تمام وزارتوں کو، لیکن جو حکومت کی ترجیحی لسٹ پر ہے قائم، صحت، آب نوشتی اور غرض کے تمام وزارتوں میری تمام دوستوں سے بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ انہی وسائل کے اندر رہتے ہوئے عوام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں گے۔ جناب والا! میں مولا ن عبدالباری صاحب کا بھی بہت ہی مشکور اور ممنون ہوں۔ وہ ایک سینئر پارلیمیٹرین ہیں ہیں۔ وہ اس ایوان میں کئی دفعاً آئے۔ اس ایوان میں انہوں نے کئی رنگ دیکھے۔ انہوں نے اس ایوان میں اپوزیشن کو بھی دیکھا۔ اس ایوان میں حکومت بھی دیکھا۔ اس ایوان میں حکومت کے اندر رہتے ہوئے بغیر وزارت کے بھی اپنا فقیرانہ روؤیہ فقیرانہ طرز کو بھی دیکھا مطلب بھایا۔ آج وہ جس منصب پر فائز ہیں یقیناً ہم ان سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ وہ جتنی عوام کی خدمت کر سکتے ہیں وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر کریں گے اور انہوں نے اپنی تقاریر میں جن جن چیزوں کا اظہار کیا اور اپنی تقاریر میں جن زریں خیالات سے ہمیں نوازا میں ان کا بے حد مشکور و ممنون ہوں اور ویسے بھی میں ہمیشہ شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا رہتا ہوں کہ جناب ہماری رہنمائی فرمائیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ میں تمام دوستوں سے یہی درخواست کروں گا کہ وہ ہر لمحہ ہر جگہ میری رہنمائی فرمائیں۔ جناب والا! یہ تھیں دوستوں کی باتیں اور میری گزارشات۔ لیکن جناب والا! اب میں دوچار الفاظ کہنے کی جسارت کروں گا جناب کی خدمت میں اس معزز ایوان کی خدمت میں کہ یہاں پر ایک روایات ہے کہ ہر اچھے کام میں منقی کوئی چیز ڈھونڈ کے پھر اس کو ایک لمبی سی لکیر کھینچیں اس پر اور سب کو دکھائیں کہ دیکھیں جی اس میں کیا ہے۔ جناب والا! جو رواں مالی سال ہے یہ اس لئے بھی میں کہتا ہوں کہ رواں مالی سال باقی سالوں سے مختلف ہے کہ اس سال میں اس سال کے دوران جو جاری اخراجات تھے حکومت بلوچستان کے ان پر ہم نے کفایت شعاراتی کا مظاہرہ کیا۔ اخراجات سے ایک ارب روپے بچائے ہم نے۔ وہ ایک ارب روپے بچا کے ہم نے ترقیاتی اسکیمات پر لگائے۔ اور دوست جو اپوزیشن کے ممبران ہیں ان کو چاہیئے تھا کہ اس بات کا بھی ذکر فرماتے۔ کہ جناب! جہاں پر حکومت کی باقی چیزیں ان کو نظر آ جاتی ہیں تو یہ چیز بھی ان کو نظر آ جانی چاہیئے تھی۔ اور اسکے علاوہ جناب! بلوچستان کے جو محاصل کم ہو رہے ہیں وہ اُس کو بھی جانے کی کوشش کریں۔ بلوچستان کا مجموعی طور پر محاصل کیوں کم

ہو رہے ہیں؟ اس سے قبل بھی میں اسی ایوان کے اندر گزارش کر چکا ہوں آج میں دوبارہ اُن چیزوں کو دوہرا تا ہوں تاکہ دوست بھی سُن لیں اور یہ عوام بھی باخبر ہوں۔ جناب والا! ایک تو بلوچستان کے جو اسٹیٹ ٹرانسفر ہیں جو محصل ڈائریکٹ صوبے کو آتے ہیں گیس رائٹلی کے حوالے سے جی ڈی ایس کے حوالے سے گیس کی ایکسا یئر ڈیوٹی کے حوالے سے وہ دن بہ دن کم ہوتے جا رہے ہیں۔ پچھلے تین سال کے دوران یہ جناب! سات ارب سے کم ہو کے چار ارب پر آ گئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ جس طرح کہ سینئر وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آبادی پہلے بلوچستان کی ۳۴٪ تھی اب ۱۵٪ رہ گئی ہے نئے جو مردم شماری کے حوالے سے اس بنیاد پر بھی آبادی کے لحاظ سے جتنے محصل بلوچستان کو ملتے تھے وہ کم ہو گئے ہیں ۲۰٪ فیصد کے حساب سے اور اسکے علاوہ جناب! جو substance اور گرانت مرکزی حکومت سے بلوچستان کو ملتے تھے وہ این ایف سی ایوارڈ کا جو ڈرافٹ ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ پانچ سال کے ہے پہلے تو ہر سال ان کو increase rate کے ساتھ infliction کے ساتھ یہ ملتا تھا لیکن وہ این ایف سی کے آخری سال جو پانچواں سال تھا وہاں پر آ کر انہوں نے کھیپ کر دی اس حد تک روک دیا بڑھنے نہیں دیا تو وہ جناب ۲ ارب ۸۰ کروڑ پر آ کر رک گئے یہ وہ سارے عوامل ہیں جن کی وجہ سے حکومت بلوچستان کو مرکزی بینک سے اسٹیٹ بینک سے over draft لینا پڑا لیکن وہ اس بات کی بھی داد دے کہ ہم نے ان تمام مشکلات کے باوجود بلوچستان حکومت نے ان تمام مشکل حالات میں رہتے ہوئے بھی بلوچستان کی ترقیات کے معاملے میں کوئی سمجھوتہ نہیں کیا ہم نے اسٹیٹ بینک سے over draft لیا ہے لیکن ترقیاتی کاموں میں کوئی کمی آ نہیں دی یہ جناب والا! اگر پچھلی حکومتوں کا جائزہ لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے جتنے ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے جتنے فنڈز کا جراء کیا۔ شاید کسی حکومت نے کیا ہوا یک ہمارے لینڈ ڈیپارٹمنٹ کی سستی رہی ہے جس کو ہم مانتے ہیں کہ کام کی جس طرح رفتار ہونی چاہئے تھا کاموں کو جس پا یہ تکمیل تک پہنچنے چاہئے تھا وہ نہیں ہوئے اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے سینئر وزیر نے کابینہ کے ممبران نے تین چار مرتبہ میٹنگیں کیں حکومتی اہلکاروں کو بلوایا گیا تجویزیاں سے طلب کی گئیں اور کام کو تیزتر کرنے کے جتنے اقدامات ہو سکتے تھے وہ کئے اور اگلے مالی سال میں یہی کوشش ہے کہ بجائے چند حکاموں پر بوجھ ڈالا جائے ترقیاتی عمل کو پھیلا دے تاکہ مختلف حکاموں میں زیادہ سے زیادہ

کام ہو سکے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو ایک کمی تھی اگلے مالی سال میں اس پر غور کریں گے اور ان مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور جناب والا! این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ این ایف سی ایوارڈ میں جustrice سینٹر وزیر صاحب نے کہا پہلی مرتبہ بلوچستان ایک موقف کے ساتھ ایک دلائل کے ساتھ اور ایک ڈیمانڈ کے ساتھ جا کر پیش ہوا۔ اور یہ اعزاز بھی بلوچستان کو حاصل ہے کہ سب سے پہلا جو فارمولہ دیا وہ این ایف سی میں بلوچستان نے دیا سکے بعد باقی صوبوں نے فارمولے دینے مختلف چیزیں آئیں لیکن یہ میں عرض کروں کہ ایک فارمولہ جو بلوچستان کے حق میں جاتا ہے بلوچستان کو اس سے فائدہ ہوتا ہے وہ ہے inverse population ہے دوست ہمارے اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ جی آپ ربِ قبے پر فند کیوں نہیں لیتے۔ ربِ قبے پر ہونا چاہئے۔ ہم نے ربِ قبے سے بڑھ کر مانگا ہے۔ ربِ قبے کے لحاظ سے ملتے تو آپ کو ۲۵ فیصد ملتا لیکن inverse population اسی کو ہم نے یہ استبلش کیا ہے کہ دنیا میں ایک راجح اصطلاح ہے اور باقی ممالک میں یہ راجح ہے اور یہ پاکستان میں راجح ہونا چاہئے اس کی بنیاد پر اگر جتنا بھی پرستیج آئی پی ڈی کو ملتا ہے تو اس کو ۸۲ فیصد سیدھا بلوچستان کو ملتا ہے۔ پہلی مرتبہ ہم نے یہ بات بھی منوائی کہ وہاں پر خالصتاً محاصل کی تقسیم آبادی کی بنیاد پر نہ ہوآبادی کے ساتھ ساتھ جو باقی عوامل ہیں ان کو بھی دیکھا جائے غربت کو بھی دیکھا جائے روینیوں کو بھی دیکھا جائے جustrice آئی پی ڈی کا میں نے ذکر کیا اس کو بھی دیکھا جائے تو یہ چیزیں جو اس حکومت نے کیئے ہیں اپوزیشن کو چاہئے تھا کہ اگر ہم کوئی صحیح کام کرتے ہیں اور ان کو غلط نظر آتا ہے اور بڑے شور مچاتے ہیں۔ لیکن یہ ایک صحیح کام ہے۔ جو اس صوبے کے لئے ہم نے کیا اور اس ملک کے لئے کیا اور یقیناً ہم جب این ایف سی میں بیٹھتے ہیں۔ تو پہلے ہم پاکستان کا سوچتے ہیں ملک کا سوچتے ہیں اس کے بعد پھر ہم اپنے صوبے کا سوچتے ہیں۔ اور ایسا فارمولہ دینے کی ہم نے کوشش کی ہے کہ جو پاکستان کی بنیادوں کو مستحکم کرے اور پاکستان کے جو غریب صوبے ہیں انکے جو مسائل ہیں ان کو حل کریں۔ جناب والا! لیکن ان تمام چیزوں کے لئے جس فورم میں ہم جاتے تھے میرے ساتھ ڈاکٹر گل فراز صاحب ہوتے تھے بلوچستان کی طرف سے وہ ہمارے پرائیوٹ ممبر تھے میں ان کا مشکلہ ہوں۔ اور جناب! میں یہ ذکر کروں کہ ان تمام اقدامات لینے میں ان تمام چیزوں کو آگے لیجانے میں ان تمام چیزوں کو وہاں تک پہنچانے

میں وزیر اعلیٰ صاحب کی رہنمائی مدد تعاون ہمیشہ ہمیں حاصل رہا ہے۔ اور اس کے بعد سینٹر وزیر کا اور عبدالرحمن جمالی صاحب کا کابینہ کے اندر این ایف سی کے حوالے سے ایک ذیلی کمیٹی بنائی جو کہ این ایف سی کے کام کی نگرانی کے لئے تھی۔ جو میری مدد کے لئے تھی جس میں سینٹر وزیر تھے اور عبدالرحمن جمالی صاحب تھے۔ یہ تمام کابینہ کے دوستوں کا میں مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا اور یہ دو شخصیات جو وزراء ہیں ان کو میری مدد کیلئے ایک کمیٹی کی شکل میں انہوں نے دے دیا اور اسکے ساتھ ساتھ میں پوری کابینہ کا مشکور ہوں۔ کابینہ کی ہر میٹنگ میں جب میں نے کوئی تجویز پیش کی این ایف سی کے حوالے دوستوں نے مجھے سپورٹ کیا اور دوستوں کا مجھے اعتماد حاصل رہا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے جا کر وہاں یہ چیزیں ان سے منوائیں یا میں نے یہ کام کئے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے اپنے دوستوں کا اعتماد حاصل تھا۔ اور یہ سارے کا سارا کریڈٹ کابینہ کو جاتا ہے۔ وہ وزیر اعلیٰ کو جاتا ہے وہ سینٹر وزیر کو جاتا ہے اور میرے تمام ساتھیوں کو جاتا ہے۔ جناب والا! میں انہی الفاظ کیساتھ اجازت چاہوں گا۔ لیکن آخر میں ایک ذکر کروں کہ ایک مطالبہ جو کہ ہر ممبر کی تقریر میں شامل رہا وہ اسمبلی ملازمین کی بوس تجوہ سے متعلق تھا یہ میں گزارش کروں کہ یہ انشاء اللہ تعالیٰ جب کل مطالبہ زر پیش ہو گا جب قائد ایوان اپنی اختتامی تقریر فرمائیں گے اس وقت انشاء اللہ حکومت کی جانب سے کوئی اعلان ہو گا اس وقت میں نہیں عرض کر سکتا وہ کیا اعلان ہو گا۔ لیکن جناب! ایک چیز اور آخر میں عرض کروں کہ اس موقع پر اگر گورنر بلوجستان کی خدمات کا ذکر نہیں کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ بھی بڑی زیادتی ہے ہم گورنر بلوجستان کے مشکور ہیں کہ حکومت بلوجستان کے انہوں نے ہر سطح پر رہنمائی کی اور مدد کی جس طرح میں نے اپنے بجٹ تقریر میں آرائی جو کیشن کی جتنی بھی اسکیمات تھیں جن کا میں نے ذکر کیا ان تمام اسکیمات میں گورنر بلوجستان کی ہمیں مدد تعاون اور رہنمائی حاصل رہی ہے۔ اور میں یہاں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ این ایف سی کے معاملے میں بھی جہاں مجھے تمام دوستوں کی رہنمائی حاصل رہی گورنر بلوجستان کی ہر میٹنگ میں ہر جگہ تعاون مدد حاصل رہی۔ انکی رہنمائی حاصل رہی اور انہوں نے وہ فورم جو کہ ان کے پہنچ تک تھے جو وہ استعمال کر سکتے تھے۔ انہوں نے بلوجستان کے وسائل کو بڑھانے کے لئے وہ فورم استعمال کئے اس سلسلے میں حکومت بلوجستان گورنر بلوجستان کا از حد ممنون اور شکر گزار ہوں۔ انہی الفاظ کیساتھ میں جناب اسپیکر!

آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہماری گزارشات توجہ کے ساتھ سنیں اور اپنے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی سنجیدگی اور توجہ کے ساتھ مجھ سے ادنیٰ چیز کی گزارشات سنیں۔

پاکستان زندہ باد بلوچستان پاکندہ باد۔

جناب اسپیکر: میں ساتھیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ صبح کے اجلاس میں ٹائم کی پابندی کا خیال رکھیں کیونکہ دو دن سے ہم ساڑھے نو کا ٹائم دیتے ہیں لیکن اجلاس ساڑھے دس اور گیارہ بجے شروع ہوتا ہے۔ کل کے اجلاس میں کارروائی کچھ زیادہ ہے اگر ٹائم پر اجلاس شروع ہوگا تو ٹائم پر ہی ہم فارغ ہونگے۔

اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۲۹ رب جون ۲۰۰۳ء بوقت صبح ساڑھے نوبجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام سات بجے اختتام پذیر ہوا)

